سری اُپاسنی گیتا

المعروف

نغمۂ توحید

سری سچدانند سدگرو یوگی راج اُپاسنی بابا مہاراج ساکوری کے زرّیں درِ منثور اقوال

مرتبہ

رائے بھوانی پرشاد مہتمم رسالہ "سائیں کی صدا" یا "امرت بانی"

باہتمام

رائے مادھو پرشاد

مطبوعہ دکن لا رپورٹ پریس چار باغ حیدرآباد

بار اول (۱۰۰۰) جلد (قیمت مجلد ایک روپیہ دس آنہ)

غزل

در مدح سری سچدانند سنگرو اُپاسنی باباجہاراج

غریبوں کے ہو دیا دان اُپاسنی بابا
برھمہ کے ہو تم ہی شان اُپاسنی بابا

کرشن روپ تم ہی ہو۔ تم ہی ہو رام سروپ
سروجگ کے ہو تم جان اُپاسنی بابا

دوئی کو میٹ کے تم ایک ہو گئے ہو پربھو
تمہاری شان کے قربان اُپاسنی بابا
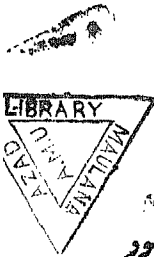
ہنود ہوں کہ مسلمان پارسی کہ یہود
تمہارا کرتے ہیں سب مان اُپاسنی بابا

شرن میں آ کے پڑا ہے تمہارا شاد فقیر
کچھ اُس کو دیجیے اب دان اُپاسنی بابا

فہرست

مضامین سری آپاسنی گیتا

श्री सद्गुरु योगिराज उपासनी बाबा महाराज, साकोरी.

(الف)

ملک محمد ابراہیم چشتی و صدیقی

پرستاونا

تمھید

اشلوک بھگوت گیتا

یدا یدا ہی دہرمسیہ گلانر بھوتی بھارت

ابھیتھانم دہرمسیہ تدآتمانم سرجامیہم

دوہا

پاوک روپی رام ہے گھٹ گھٹ رہا سما۔ چت چکمک لاگے نہیں تا سے بجھ بجھ جا

کرم بھوگ (نتیجۂ اعمال) بھوگنے کے لیئے منشیہ (جسم انسانی) جنم لینا پڑتا ہے اُس میں پاپ کرم (افعال و گناہ) سے جو دُکھ (مصیبت) کا پرسنگ (موقعہ) بھوگنا پڑتا ہے اور وہ دُکھ جب اتھاہ (بیحد) ہو جاتا ہے اور سہن شکتی (قوتِ برداشت) نہیں رہتی اُس سمے (وقت) آدمی گھبرا کر تپن (سوزش) بجھانے کے واسطے بہت بھٹکتا ہے اور کسی ست پرش مہاتما (فقیر یا بزرگ) کے شرن (قدوم) جا کر اُن سے اپنی چنتا (فکر) اور اتھاہ دُکھ (بے انتہا تکالیف) کے نوارن (رفع کرنے کی) پرارتھنا (معروضہ) کرتا ہے اور اس کے دور کرنے کے لیئے بھجن پوجن سمرن (یاد و پرستش الہی) - کیرتن (کتھا) اتیادی (وغیرہ) سیوا (خدمت) میں تت پر رہکر آ گیا انوسار (حکم پر) چلکر اپنے دکھ نوارن (مصیبتوں) کا خاتمہ کر لیتا ہے ان کے یہاں وہ آدمی جاتا ہے جو دُکھوں (مصیبتوں) سے گھبرا ہوا اور جسکی رسہری دوسرے کسی اُپائے (تدبیر) سے نہیں ہو سکتی۔ سنسار (دنیا) کے اتھاہ ساگر

(ب)

(بحر بے پایاں) میں کامنا والے جیو (خواہش والے افراد) ایسے ہی ہیں جیسے چھوٹے چھوٹے
جلچر (آبی جانور) سمندر میں ہوتے ہیں جس کی ایک ایک ترنگ (موج) کے تھپیڑوں سے
یہ ادھر ادھر ہو جاتے اور بہتے رہتے ہیں سو نہ (بلا ناغہ) ان میں کوئی شکتی (قوت) نہیں ہوتی
یہی دشا (حالت) ان تمام جیو ماترؤں کی ہے۔ وہ کامنا والے سمندر ترنگوں میں بہے جا رہے
ہیں اور کنارے سے اتنے دور جا پڑے ہیں کہ وہاں تک پہونچنا کٹھن (دشوار) ہو گیا ہے
ایسے سمے (وقت) میں جو کبھی یا اتھوا ست پرش پورن سچدانند روپ (فقیر کامل) مہاتما
یا ست گرو ملجائے تو اس سے ایسا سنتوش (تسکین) ہوتا ہے جیسا کہ جلتی ہوئی اگنی (آگ)
سے بچائے جانے پر آدھار کے بنا کسی منشیہ (انسان) کے جیون (زندگی) کی سماپتی (خاتمہ)
نہیں ہوتی۔ نہ آہٹ (حرص) اتھوا (یا) موہ جال (دام حرص وہوا) کی نورتی (دفعیہ) ہوتی
ہے۔ اسی کارن (وجہ) ایسے ست پرش مہاتما کے چرنوں (قدموں) کو ڈھونڈھتے ہوئے
ہزاروں لاکھوں میں پراپتی (حصول مقصد) کسی ایک ٹھکانے جہاں تن رم جائے۔ جہاں
شانتی کی ہوا چلتی ہو اپنے چت (خیال) کا چنچل (غیر قائم) گھوڑا باندھکر وہیں کے ہو جاتے
ہیں اور اسی مہاتما کے آدھار پر اپنا جیون (زندگی) سنتوش پوروک (قناعت کیساتھ)
سماپت (ختم) کرتے ہیں۔

ست پرش یا مہاتما وہ پوتر جیون (متبرک ہستی) ہیں جنہوں نے باہیہ (بیرونی) اور سنسار کے
سب سکھوں (دنیوی جملہ لذات) کو ناشوان (فانی) سمجھکر تچھ (ناچیز) جانا جن کی درشٹی
(نظر) میں تنکے سے لیکر برہما پدوی (انتہائی مدارج آخری) کے سکھ تک کی کچھ گنتا (شمار)
نہیں رہی اور جو اپنے آتما نند (سرور ذات) کے اتھاہ (بیحد) اور اچل (غیر متزلزل) سکھ
کے آنند میں مگن رہتے اور سنسار کے دکھی منشیوں کو شانتی اور سنتوش (صبر و قناعت) دیتے
ہیں۔ مہاتماؤں (عارف کامل) کی مہما برنن کرنا (عظمت کا بیان کرنا) سلبھ (آسان) نہیں ہے
یہ وہ ادبھت اذناری (غیر معمولی) اوتار سروپ (واصل ذات حق) ہیں جنکا پارا وار

نہیں - ان کی مہما (عظمت) میں کئی گرنتھ (کتب) لکھے جاچکے ہیں - کئی رشیوں منیوں کے واکیہ (اقوال) ہیں - کئی کوی (شاعر) نرالی نرالی ریت (طریق) سے اسکا برنن (بیان) کر چکے ہیں پرنتو (لیکن) آجتک یہ کسی سے بھی نہ ہوسکا کہ کوئی چھاتے پر ہاتھ دھر کر یہ کہہ سکے کہ اُس نے سنتوں کی مہما کو جانا یا ورنن (بیان) کیا -

دوہا

(پھول میں) (سب میں بھرا ہوا ہے)

پہپ مدھیہ جیوں باس ہے ویاپ رہا سب ماہیں

سنتوں ماہیں پائیے اور کہیں کچھ ناہیں

سری پرم ہنس پر یوراجیکا چاری شنکر آچاریہ سوامی جی مہاراج پرم سنت کبیر داس جی سری نانک دیو جی - سری دادو جی - سری گیان دیو مہاراج - سری نامدیو مہاراج سری جنار دہن سوامی - سری ایکناتھ مہاراج - سری سمرتھ رام داس مہاراج - سری تکارام مہاراج - سری اکلکوٹ سوامی - سری مانک پربھو مہاراج - سری نلوبا مہاراج اتیادی پرم سنت ایسے پوتر (متبرک) نام آپ نے سُنے ہونگے جنہوں نے دہرم کی سہایتا (حمایت) کر کے ہزاروں منشیہ جیون (انسانی افراد) کا اُدھار (نجات) کیا - سینکڑوں برس ہو چکے ان ناموں پر تن من - دھن (جان - دل - دولت) ارپن (نثار) کرنے والے لوگ اب بھی اس سنسار (دنیا) میں بہت سارے ملینگے اُن کی مہما اتنی ہی نہیں ہے جنہوں نے ان سے کچا سبندھ (تعلق) جوڑ دیا ہے اُن بھگتوں کو ایہک سکھ (راحت دنیوی) کا لابھ (فائدہ) دیکر پیچھے پرم کلیان کاری (نافع حقیقی) ایشور کے دھام (ٹھکانے) کو بھی پہنچا دیتے ہیں - کیول (صرف) شردھا پوروک (اعتقاد) اُنکے آگیا انوسار (موافق منشا) چلنا ضرور رہی اسکے واسطے پانڈو وغیرہ ذخیرہ کے دا خلے بہت سے ہیں - بہت دور جانے کی اوشکتا (ضرورت) نہیں - ڈھائی تین سو سال کی بات ہے کہ راجہ شیواجی نے سری سمرتھ رام داس مہاراج کی آگیا پالن کی (حکم مانا) اور ایسے راج کا آرنبھ (آغاز) کیا جس کا نام ابھی تک لوگ بڑی

مریادا (عزت) سے لیتے رہتے ہیں اور جس سے بھارت درشن کے ہزاروں لاکھوں آدمی ادھرم امریادا (خلاف احکام مذہب) سے بچ گئے۔ یہ کیا تھا۔ کیول ایک پورن ست پرش کا آدھار۔ یہ سنسارک بیوہار کی بات ہوئی۔ پرمارتھک اور پرلوک کا سدھار ہونا یہ نشچے (یقینی) ہی ہے اور سنت مہاتماؤں کے ایک اشارے میں سب بیڑا پار ہوتا ہے۔ یہی ستگرو ہوتے ہیں جو ہزاروں لاکھوں برسوں کے پاپوں اور ان کے سنسکاروں (گناہ اور ان کے اثرات) کو چھن (لمحہ) بھر میں ملیا میٹ کرکے سدا سرودا آنند روپ و گیان سروپ کی ستھتی پراپت کرا دیتے ہیں گوسائیں تلسی داس جی نے کیا اچھی چوپائی کہی ہے اور کس زور سے کہا ہے جو بچار (غور) کرنے یوگیہ (قابل) ہے۔

چوپائی

(دہنوی ندی) گر ڈِبِن بھَو ندی ترانہ کوئی
(برہما) (مہادیو) (برابر) جو ورنچی شنکر سم ہوئی

اس میں کوی (شاعر) نے اسپشٹ روپ (عیاں طور پر) سے یہ دکھا دیا ہے کہ برہما اور شنکر کے سماں (موافق) بھی کوئی کیوں نہ ہو وہ بنا گرو (مرشد) کے تر نہیں سکتا۔ بھوساگر (بحر دنیا) ترنا بہت کٹھن ہے اور آج تک کسی نے بھی گرو یا ست پرش کی سہایتا (امداد) کے بغیر اس سے نہیں ترا۔

حیدرآباد کا پراچین (قدیم) نام بھاگ نگر ہے یہ بھاگ نگر کے بھاگ ہیں کہ اوپر کہے ہوئے سنت (فقرا) اونچی ستھتیوں (مرتبوں) میں پہنچا پورن اوستھا (حالت کامل) والے پرم پوجیہ سری پوجیہ ستگرو اپاسنی بابا مہاراج نے ساکوری سے بھگتوں کے ادھار (فیض رسانی کامل) کے نمت (کیلئے) بھاگ نگر میں ایک ماس تاریخ ۱۶ مارچ ۱۹۲۶ء میں پدھار کر (قدم رنجہ فرماکر) ہزاروں منشیوں (انسانوں) کو درشنوں سے کرتارتھ (فیضیاب) کیا۔ اس کٹھن سمے (نازک وقت) میں ایسے پری پورن مہاتماؤں کا ہونا درلبھ (مشکل) ہے بہوں ہی تو پتہ چلنا مشکل ہے۔ یہ بھی ہو جائے تو درشن (دیدار) کا ہونا سمبھو (ممکن نہیں) ہے۔ درشن ہو جائیں تو اپدیش یا پروچن (نصائح) سننے کا سمے (موقعہ) بڑے بھاگ (خوش قسمتی) سے ہوتا ہے۔ جن مہاپرشوں کی سدا نمت داکیوں (اقوال) مشاہدہ ... سننے کا ...

منشیوں کو اوسر (موقعہ) ملا ہے وہ جنم بھر اپنے بھاگ (قسمت) کو سراہیں تو کم ہے۔ کہاں واسنایکت
(خواہشوں سے ملوث) تچھ جیون والے (ناچیز زندگی والے) سادھارن منشیہ (معمولی انسان) اور
کہاں پورن برھم اوستھا کے پدوی (ذات حق کے واصل) پربراجمان جیون مکت یوگی راج (مرتاض
کامل) ہزاروں منشیہ (انسان) لاکھوں کے ادھیکاری (مالک) بیشمار روپیہ خرچ کرنا چاہتے ہیں۔
برسوں ترستے ہیں۔ پرنتو یہ یوگ (موقعہ) نہیں آتا۔ لوگ تیرتھ ورت (روزہ اور مقامات تبرک)
جپ تپ (ورد اور ریاضت) کرتے ہیں۔ انکی بہی سنت مہاتماؤں کے چرنوں کے بنا گتی (انجام
نیک) نہیں ہوتی۔

دوہا

کوٹی کوٹی تیرتھ کرے کوٹی کوٹی کرے دھام ۔ جب تک سادھو نہ سیوے (خدمت کرے) تب تک کاچا (کچا) کام

یہ بھاگ نگر کے بھاگ (قسمت) ادے (طلوع) ہوئے تھے جو سری ست گرو بابا مہاراج نے بچار کر
اپنے بھگتوں (معتقدوں) پر پریم کرپا (مہربانی) اور دیالتا (رحم وکرم) کی۔ ہم سری بابا مہاراج کی استتی
کرنیکی سراہنا کریں تو یہ چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔ سری بابا مہاراج حیدرآباد میں دوماس (مہینہ) تک رہے
پہلے بیگم پیٹھ اور پھر کیشو گری میں باس (قیام) رہا۔ سری بابا کی کچھ کہنے کی اچھا (خواہش) نہیں تھی
پرنتو سب لوگوں کی بنتی (التجا) سچی لگن (عقیدت) کی اچھا دیکھکر پرسنگ پرسنگ (موقعہ موقعہ) پر
بولتے رہے۔ امرت روپی اپدیش پرکھا (نصائح کی بارش) جو کچھ اور جب کبھی ہوئی ہے اسکا آنند
(لذت) کیا ورنن (بیان) ہوسکتا ہے۔ چار چار چھ چھ گھنٹوں تک صبح اور شام آرتی کے آگے اور
بعد پیر اپدیش (نصیحت) ہوتا تھا۔ حیدرآباد میں مرہٹی جاننے والے کم ہوتے اور ہندی اردو پرچار
(رواج) زیادہ ہونے سے سری بابا مہاراج ہندی میں پروچن (سلسلہ تقریر تصوف) کرتے رہے
شہر کے بڑے بڑے پوجیہ ادھیکاری (واجب التعظیم) راجہ مہاراجہ بھی پدھار کر اس سے لابھ (فائدہ)
اُٹھاتے تھے۔ ان اپدیشوں کا لکھنا بہت کٹھن تھا اور ایک آدمی کا کام نہیں تھا پرنتو حیدرآباد کی
بھگت منڈلی نے یہ بچار کرکے کہ پورے پورے واکیہ لکھ لیئے جائیں اور کوئی بات چھوٹ نہ جائے اس کام
کو اپنے ہاتھوں لیا۔ رائے بنسی دھر صاحب۔ رائے گرپرشاد صاحب داماد رائے شادلال صاحب

رائے پرتھی راج صاحب خلف رائے بادور رائے صاحب و نیز راجہ گردہاری پرشاد محبوب نواز ونت بیکنٹھ باشی وڈے ایسیوی ہر صفا ہمشیر زادہ رائے شاہد لال صاحب کا نام لکھنے ہو گیا ہے کہ ان کے پرشار تہہ اور اُیکار (کوشش اور رفاہ) سے یہ سب اپدیش پورا پورا لکھا گیا۔ سری بابا کے اپدیش جگت کے لوگوں کیواسطے بہت کلیان کاری (نفع بخش) سمجھ کے بہت سے سجنوں (نیک حضرات) نے انکی پرسدہی (اشاعت) کیواسطے اچھا (خواہش) کی اور سری بابا مہاراج نے بہی کرپالو ہوکر اس بات پر انومتی (اجازت) دی انکی کرپا (مہربانی) سے ہی یہ پرسدہی کاریہ (کار اشاعت) پورن (انجام) ہونے پایا۔
اس گرنتھ (کتاب) کا نام جو سری اُپاسنی گیتا رکھا گیا ہے اسکا مرم (اصلی راز) یہ ہے کہ جو گیان اپدیش وبدا نت (تصوف) کے گوڑھ وشے (دقیق مضامین) اور انکا رہسیہ (راز) اسمیں پری پورن (کامل) بھرا ہے وہ انمول (لاقیمت) اور پرادھانیہ (مخصوص) ہے اور تھوڑے میں بہت درشٹ (منظر) ہوتا ہے ہمیں آشا ہے کہ اسکے پڑہنے والے پکش پات (تعصب) کو چھوڑ کر اسکا پورن لابہہ (کامل فائدہ) اُٹھائینگے اور ہماری بھول چوک کو چھما (معاف) کرینگے۔ اس گرنتھ میں اُن بھگت جنوں کے بہجن نہیں دیئے جا سکے ہیں جنہوں نے سری بابا کے چرنوں میں وِرڑھ وشواس (راسخ عقیدہ) سے اُن کو لکھکر سمے سمے پر ارپن (نذر) کیا ہے۔ انت میں ہم پرم سنت کبیر داس جی کے ایک انوبہوی دوہے کو جو ہمارے اس وشے کو پوری طرح سدھ (ثابت) کرتا ہے رسیا دکن کیلئے لکھکر اسکو سماپت کرتے ہیں۔

دوہا

ہری سوں تو مت ہیت کر کر ہری جن سوں ہیت
مال ملک ہری دیت ہیں ہری جن ہری ہی دیت

اودھم شبہم

بھوانی پرشاد

شری سچدانند سدگرو اُپاسنی بابا مہاراج کی جے

شری سدگرو

اُپاسنی مہاراج کا اُپدیش

شری اُپاسنی گیتا

بتاریخ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء مطابق اشٹمی چیت زاید سنگل پکش شکات ۱۸۴۸ موافق ۶ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۱۷ اماردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ ف روز یکشنبہ بمقام بیگم پیٹھ حیدرآباد دکن بوقت آرتی دوپہر۔

پورا انگریز کس طرح بنتا ہے۔ برہمن کی جات رہت اوستھا (الغیر ذات والی حالت) رہتی ہے۔ نوکری مالک کی مرضی کے موافق کرنی پڑتی ہے۔ نوکری کے واسطے برہمن اپنے پر جات (ذات) کا آروپ (اطلاق) کر لیتے ہیں۔ انگریز گیانی پرشوں (عقلمندوں) کا ہندو لوگوں کو

اپدیش (نصیحت)۔ برہمن اپنے پر جات (ذات) کا آروپ (اطلاق) کر لیتے ہیں اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ انتے متی ہی سا گتی ہی (وقت آخر انسان کی جیسی متی (عقل) ہوتی ہے ویسی اسکی گتی (عاقبت) ہوتی ہے۔

ہنسنے اور رونے دونوں کا مقام ایک ہی ہے مگر دونوں ایک ہی وقت نہیں ہوتی۔ ہنسنے کے وقت رونا نہیں ہوتا اور نہ رونے کے وقت ہنسنا ہوتا ہے۔ مگر کبھی کبھی ہنستے ہنستے بھی رونا آتا ہے۔ اور روتے روتے ہنسی آجاتی ہے۔

اپنے کو جسکی نوکری کرنی ہوتی ہے اسکی ریت (قاعدہ) اور اس کے ملک کی زبان اپنے کو برابر معلوم ہو تو ہی اسکی نوکری ملتی ہے۔ حیدرآباد میں اردو ویوہار (کاروبار) بہت چلتا ہے۔ راجہ بھی اردو زبان والے ہیں انکی نوکری اس شخص کو ہی ملیگی جس کو اردو آتی ہو۔ مرھٹی بولنے والے یا دوسرے مقام کے کسی شخص کو اس کی نوکری نہیں ملتی۔ انگریزی راج کے پہلے لوگ مرھٹی بولنے والے تھے۔ اور راجہ بھی مرھٹی ذات کے ہی تھے۔ اب انگریزی راج ہوگیا تو اس راج کی بھاشا (زبان) جسکو نہیں آتی اسکو اس راج کی نوکری بھی نہیں ملتی۔ انگریز سرکار کی نوکری کے لیئے لوگ انگریزی علم پڑھتے ہیں۔ اور سرکار ان کی پریکشا (امتحان) لیکر دیکھتی ہے کہ وہ برابر انگریز بن گئے یا نہیں۔ وہ جتنے پرمان (حد) کے انگریز بن گئے ہونگے اُتنے ہی پرمان (حد) کی انکو نوکری دیجاتی ہے۔

پورا انگریز کسطرح بنتا ہے۔؟

انگریزی نوکری ملنے کی خواہش بہت لوگ کرتے ہیں اور اسکے لیئے انگریزی بھی سیکھتے ہیں۔ انگریز سرکار کہتی ہے کہ بھائی! پورے انگریز بن جاؤ تو پوری نوکری ملیگی۔ اگر صرف زبان ہی آجائیگی تو اتنی ہی نوکری ملیگی۔ یہ کسطرح؟ دیکھو! اگر کوئی مرھٹی آدمی مرھٹی قاعدہ سے چلے تو اسکو انگریز سرکار کی نوکری نہیں مل سکتی۔ یہاں "مرھٹی" لفظ سے ہندوستان کے سب ذات والے لوگ سمجھو۔ صرف مرھٹی ذات کے ہی نہیں۔

برہمن کی جات پات رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) رہتی ہے

جو برہمن ہے اُسکو ذات نہیں رہتی - برہمن کسکو کہیں؟ جس کو ذات پات لاگو (متعلق) نہ ہو - مگر اس زمانہ کے جو برہمن ہیں - وہ جات پات رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) کو بھول گئے ہیں - برہمن نامی جو حالت ہے - اُسکو کوئی ذات ہی نہیں رہتی - کسی طرح کی ذات جسکو لاگو (متعلق) نہ ہو - اُسکا نام برہمن ہے - اس زمانہ کے برہمن لوگوں کی جو ذات ہے وہ سچی نہیں ہے - صرف آروپ (اطلاق) کے موافق ہے - ایسی برہمن کو اگر کبھی سرکار دربار میں سوال وجواب کرنیکا اتفاق ہو تو سرکار اپنے قاعدہ کے موافق سوال کریگی کہ تمھاری ذات کیا ہے؟

کچھ دنوں کے پہلے ایسا ایک واقعہ سُنا گیا ہے کہ ایک اچھا برہمن جات پات رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) کو تھوڑا بہت سمجھنے والا تھا - سرکار کو اس سے کچھ سوال وجواب کرنے کی ضرورت پڑی - سرکار نے اُس سے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے؟ اُس نے اپنا نام کہدیا - پھر سرکار کیطرف سے سوال ہوا کہ تمھاری ذات کیا ہے؟ ایسا سوال کو سُنکر برہمن کسیقدر سوچ میں پڑ گیا - وہ اپنے دل میں سوچنے لگا کہ میں تو برہمن کی حالت میں ہوں - ایسی حالت میں ذات کسطرح بولنی چاہیئے؟ مگر چونکہ سرکار کی جانب سے سوال کیا گیا تھا اس لیئے اُس نے جواب میں اپنی ذات برہمن کہہ دی - پھر سرکاری سوال ہوا کہ تمھارا پیشہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا - برہمن کا - اس جواب سے سرکار کی تشفی نہیں ہوئی - سرکار نے پھر سوال کیا کہ برہمن کا پیشہ کیسا ہوتا ہے؟ برہمن نے جواب دیا کہ صاحب! آپ برہمن ہو جاؤ تو معلوم ہوگا -

سرکار - ایسا جواب کیا دیتے ہو - تمھارا دھندا کیا ہے؟ وہ بولا -

برہمن - صاحب! تم اور تمھارے مانند دھندا کرنے والے جو لوگ ہونگے وہ لینگے - برہمن کا دھندا کسطرح بولا جائیگا؟ برہمن کا دھندا برہمن ہی جانے - اگر آپ برابر برہمن

رہتے تو آپ کی حالت ہمارے موافق ہوتی۔

سرکار۔ تم اپنا نام اور ذات تو بول دیئے تمہارا دھندا کیسا رہتا ہے۔ اور برہمن کے پیشہ میں کیا کرنا پڑتا ہے؟ یہ کیوں نہیں کہہ سکتے۔

برہمن۔ کیا یہ دھندا کوئی دوکانداری ہے؟ ذات اور پیشہ والے کو دوکانداری کا دھندا رہتا ہے۔ اسطرح ہمارا دھندا تھوڑا ہی ہے؟

سرکار۔ ہم ایسا نہیں پوچھتے ہمارا سوال یہ ہے کہ تم اپنا پیٹ کسطرح بھرتے ہو؟

برہمن۔ تمہارے جیسا کوئی شخص دیدیتا ہے اُس سے پیٹ بھرتا ہے۔ خاص برہمن کا پیشہ اور ویوہار (کاروبار) ہم کسطرح بولیں۔؟

الحاصل خاص برہمن کی جاست رہست اوستھا (بغیر ذات والی حالت) ہوتی ہے۔ اور جاست رہست اوستھا (بغیر ذات والی حالت) میں جو کچھ ویوہار (کاروبار) ہے وہ اسکو کرتا رہتا ہے۔ اُسکا وہ ویوہار (کاروبار) اُسکو ہی معلوم۔ دوسرا کیا سمجھیگا؟ یہ ویوہار (کاروبار) جس برہمن کو معلوم نہیں رہتا اُسکو بھی جاست رہست اوستھا (بغیر ذات والی حالت) ہی رہتی ہے۔ لیکن اس کو ویوہار (کاروبار) میں لوگوں کے طریقہ سے چلنا پڑتا ہے۔ اپنا ویوہار (کاروبار) اُسکو معلوم نہیں رہتا اور لوگوں کے قاعدہ سے اس کو اپنا پیٹ بھرنے کا دھندا کرنا پڑتا ہے اسلئے اُسکو برہمن کی ذات بھی بولنی پڑتی ہے اور اس سے کسی بھی ذات کا ویوہار (کاروبار) کیا جاتا ہے۔ کسی بھی ذات کا کیوں؟ اسلئے کہ پہلے اسکی جاست رہست اوستھا (بغیر ذات والی حالت) ہے جس واسطے کہ ذات کا آروپ (اطلاق) کر لیا۔ اُس واسطے مختلف دھندے اور ویوہار اُسکے پیچھے چلے آئے۔ برہمن کی اوستھا جاست رہست ہو کر اُس نے ذات کا آروپ (اطلاق) اپنے اوپر کر لیا۔ وہ ذات آروپت (اطلاق کی ہوئی) ہونے پر بھی اُسنے پختہ کر لی۔ اور اس ذات کے موافق اُس نے اپنا ویوہار بھی الگ کر لیا۔ ایسا کیوں؟

تو اپنی واستوک (درحقیقت) جات رہت اوستھا ہونے پر بھی برہمن کی آروپت (اطلاق کی ہوئی) ذات تو ہوگئی۔ ایسی آروپت (اطلاق کی ہوئی) برہمن کی ذات میں کون سا ویوہار (کاروبار) کیا جانے پر جات رہت اوستھا پھر چلی آئیگی۔ اس کو سوچکر اُسی برہمن کی ذات والے جو بڑے بڑے لوگ ہوگئے ہیں اُنھوں نے ترکیب سے نیم (قاعدے) مقرر کردیئے۔ اور اُسی ترکیب (نیم) سے یگیہ یاگیہ۔ اشنان سندھیا پوجا ارچن۔ سولہ اوولا۔ وغیرہ۔ انترباھیہ (اندرونی و بیرونی) پوتر (پاک وصاف) رہنے کا جو رواج لگا یا گیا ہے اُس سے برہمن کی جات رہت اوستھا پھر آجاتی ہے۔

اس سے یہ سمجھا کہ ان قاعدوں پر چلنے والے ہی برہمن دنیا کی پیٹھ پر بہت نہیں اور جات رہت اوستھا کے نہیں ہیں۔ پرتھوی (زمین) ماتا (ماں) ہے اسکی پشت پر ایسے بھی بہت ہیں لیکن ذات کا آروپ (اطلاق) لیکر ویوہار کرنے والے کو جات رہت اوستھا والا معلوم نہیں ہوتا۔ جات رہت اوستھا میں جو شخص ہوگا وہی اپنے موافق آدمی کو جان سکتا ہے۔

نوکری مالک کی مرضی کے موافق کرنی پڑتی ہے

یہ تو سب برابر ہوگیا لیکن صرف ذات کا ابھمان (بڑائی) لے کر مختلف ذاتوں کا ویوہار کرنے والا ایسا جو برہمن ہوگا اُسکو سرکار کے سامنے سوال وجواب کے وقت اپنی ذات۔ دھندا۔ روزگار حالت۔ برابر بولنا ہی ضروری ہے۔ جات رہت اوستھا میں گھر بندھن (بندش) نہیں رہتا۔ اور ذات والے کو گھر بندھن رہتا ہے۔ گھر بندھن کسکو کہتے ہیں؟ اپنی اپنی ذات میں جو قاعدے لگائے گئے ہیں اُنپر پوری طرح چلیں تو اُسکو گھر بندھن کہتے ہیں۔ جات رہت برہمن کے واسطے تو کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ذات ہوکر اگر برہمن اپنی ذات کے قاعدے سے چلتے ہونگے تو اُن کے واسطے بھی بولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ کسی جھگڑے اور کسی پنچایت میں نہیں

پڑتے لیکن برہمن کی ذات یا دوسری کسی ذات والے جو اپنی ذات کے قاعدہ پر نہ چلنے والے ہوں۔ اُن کیلیئے بولنا ہے۔ کیونکہ وہ مختلف جھگڑوں اور پنچائتوں میں پڑتے رہتے ہیں۔ وہ ہی سرکار کے پاس نوکری مانگتے ہیں۔ دوکانداری وغیرہ وغیرہ دھندے کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ سرکار کے پاس نوکری مانگنے کیواسطے جائیں تو جسکی نوکری کرنی ہوتی ہے اُس کے موافق پیشہ اختیار کرنا اور اسکی مرضی کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔ بعض لوگ نوکری کر کے مالک کی مرضی پر نہیں چلتے۔ صرف اُن کا کام کرتے ہیں۔ سرکار کبھی اُنپر ناراض ہو تو اُس کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ تم جس کام پر ہمکو مقرر کیئے ہو وہ کام ہی ہم سے لو۔ زیادہ فضول اور گھر کا کام ہم سے کیوں لیتے ہو۔ اور تم اپنے سوبھاؤ (مرضی) سے ہم کو کیوں چلاتے ہو۔ اسطرح جس کے پاس نوکری کرتے ہیں اُسکے ساتھ اُرا بُرا (گلہ شکوہ) کرتے ہیں۔ لیکن ایسا سمجھو کہ جس کی نوکری کرنی ہے اُسکے سوبھاؤ (مرضی) سے چلنا اور وہ جو کام بولے اُس کے موافق کرنا ہی نوکری کا لکشن (علامت) ہے۔ مالک اُس کا کام دیکھکر خوش ہو جائے اور مالک کے سوبھاؤ (مرضی) کو دیکھکر اور اُسکے موافق چلکر اُسکو خوش رکھے ایسی نوکری کو ہی نوکری کہنا چاہیئے۔ کیونکہ جو کام مالک نے مقرر کر دیا اُسکا تعلق مالک سے ہے۔ تو مالک جس طرح خوش رہے ایسا برابر چلن چلے تو سمجھنا چاہیئے کہ نوکری کا لکشن پورا ہو گیا۔ ایسی نوکری ہو گئی تو مالک بھی اُس نوکر کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اگر وہ نوکر ہی کبھی نوکری چھوڑ دینا چاہے تو اُس مالک کو تکلیف اور دُکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا نوکر پھر کبھی نہیں ملتا۔ اسلیئے اُس کو تنخواہ بھی راضی خوشی سے زیادہ دیتا ہے۔

اسطرح ایسا نوکر برہمن ہی کیوں نہ ہو۔ سرکار اُسکو نوکری دیگی۔ جب ایک وقت دیدیگی تو پھر اُسکو نکالے گی بھی نہیں۔ مگر برہمن لوگ برہمن کی ذات کا ابھمان (بڑاپنا) لیکر ابھی کہے ہوئے طریقے سے سرکار کی نوکری نہیں کرتے ایسا سرکار کے خیال میں آجانے سے سرکار اُن کو نوکری نہیں دیتی۔ اسکا مطلب کیا ہے؟ جسکی نوکری

کرتی ہو وہ راضی رہو ایسی حالت میں اپنے کو رہنا ضروری ہو انگریز سرکار کی نوکری کرتی ہو تو اُنکے موافق پیشہ اور سوبھاؤ رکھنا ضروری ہو جسقدر پرمان (حد) سے کوئی شخص انگریز لوگوں کے موافق ہوجائیگا اُس پرمان (حد) سے ہی سرکار اُسکو کام دیگی وہ تو سرکار ہی ہو وہ ایشور کے موافق ہو ایسا اُنکا ذکر میں نے بہت دفعہ کیا ہو ہم اب جس زمین (مُلک) پر آئے ہیں - یہاں کے بادشاہ کا ذکر جو کبھی ہم کریں تو تم ایسے آنند میں آجاؤ گے اور تم کو ایسا معلوم ہوگا کہ وہ اپنے جیسا معمولی آدمی نہیں ہو وہ ساکشات (خاص) بھگوان سائیں مولے ہے - ایسے اُس سائیں مولے کے چھتر (تاج) کے سایہ میں تم لوگ پڑے ہو - تو کیا تمھاری حالت ادھر اُدھر فضول ہوگی - ؟ کبھی نہیں ہوگی - وقت آجائیگا اور کوئی موقع ملیگا تو معلوم ہوگا کہ یہاں کا اپنا بادشاہ بہت آنند روپ ہے -

نوکری کیواسطے برہمن اپنے پر ذات کا آروپ کر لیتے ہیں

القصہ کسی ذات کا بھی آدمی ہو - وہ جس پرمان (حد) کا انگریز بنیگا اُس پرمان (حد) کی نوکری سرکار اُسکو دیتی ہے - برہمن کو انگریز سرکار نوکری نہیں دیتی - انگریز سرکار کو یہ جو بدھی (عقل) ہوگئی ہے اس کا اور بھی ایک مخفی مطلب خیال میں آتا ہے ایسا سمجھو کہ انگریز سرکار کا جو پوشیدہ عقلمند شخص ہے وہ کہتا ہے کہ "انگریز سرکار! برہمن کو نوکری نہیں دینی چاہیئے اسلیئے کہ اُس نے اپنی جات رہست اوستھا ہونے پر ذات کا صرف آروپ (اطلاق) کر لیا ہے - برہمن لوگوں کی یہ ذات سچی نہیں ہے" یعنی اُن کی ایسی جھوٹی آروپت (اطلاق کی ہوئی) ذات چھوٹ جائے اور انگریزی حالت آجائے تو پھر اُنکو چاہیئے سو نوکری ملجائے گی - انگریز عقلمند شخص ایشور ہی ہے - اُس کو انگریز لوگ اور ایشور کے برہمن وغیرہ ہندو لوگ برابر ہی ہیں - ان برہمن وغیرہ ہندو لوگوں کو وہ جیسا اُپدیش (نصیحت) کر رہا ہے اور انگریز سرکار کو ایسی جو رائے دے رہا ہے کہ برہمن لوگوں کو نوکری نہیں دینی چاہیئے وہ برہمن کے واسطے اچھی ہی ہے کیونکہ جب

وہ اپنی اروپت (اطلاق کی ہوئی) چھوٹی ذات چھوڑ دیگر سابقہ جات رہت حالت
میں آجائینگے تو اُن کیلیے دو راستہ کھلے ہوجائینگے۔ کیسے؟ ایک تو برہمن کی جات رہت
اوستھا میں جو خاص راجیہ ہے۔ (اکھنڈ سکھ و برہم پد کا) (لافانی ذات درحقیقت کا)
وہ اُن کو ملجائیگا۔ ورنہ انگریزوں کے موافق دنیا کا راجیہ سکھ مطلوب ہو تو وہ بھی
اُن کے اوتار میں جاکر اُن کی راجیہ کی نوکری وغیرہ کرکے اُدھر کا سکھ بھی ملجائیگا۔ ایسے
دو راستہ اُن کے لیے کھلے ہوجاتے ہیں۔ اسپر برہمن وغیرہ ہندو اگر اس انگریز
سے ایسا کہینگے کہ ہم انگریزی نوکری کے واسطے یا انگریزی سکھ حاصل کرنے
کے لیے اپنی ذات چھوڑ دیتے ہیں اور چھوڑ بھی دی ہے تو وہ عقلمند آدمی کہتا ہے
کہ تم کہتے تو ہو کہ چھوڑ دیئے مگر کس طرح چھوڑے۔ صرف انگریزی لباس پہننے اور
انگریزی زبان سیکھنے سے برہمن کی ذات تھوڑی ہی چھوٹتی ہے۔ اس سے تو تم پر
وہ چھوٹی ذات قائم ہی ہے اور اوپر سے تم نے ہماری ذات، زبان اور لباس
لے لیا ہے۔ ایسا کرنے سے کیا تمہاری برہمن کی ذات چلی جاسکتی ہے؟ اس سے
تو تم نے اپنے اوپر ڈبل جھوٹ کا آروپ (اطلاق) کرلیا۔ اس میں تم لوگوں نے
کیا کمایا۔؟ اپنی سابقہ جھوٹی برہمن کی آروپت (اطلاق کی ہوئی) ذات قائم رکھکر اوپر
سے ہماری ذات کا بھی جھوٹا آروپ تم اپنے اوپر کرلیتے ہو۔ اگر تمہارے دل میں
آئے تو اور بھی کسی تیسری ذات کا آروپ اپنے پر کرلوگے۔ ایسے کتنے بھی آروپ
کرلیں اور "ہم برہمن ذات کے ہیں" ایسا ابھمان (غرور) رکھیں تو پھر تمہارا وشواس
(اعتبار) ہم کو کیسے آئیگا۔ تمہاری برہمن کی ذات جب بالکل نکل جائیگی اور تم پوری
طرح ہمارے ہی بن جاؤگے تو پھر تم میں کسی طرح کی جھوٹ نہیں رہیگی۔ تمہاری آروپت
(اطلاق کی ہوئی) جھوٹی برہمن کی ذات نکالکر پہلی جات رہت حالت حاصل ہونے
کے لیے تمہاری ذات کے جو قاعدے مقرر کیے گئے ہیں اُنپر تم کو چلنا پڑیگا تب ہی

تم کو تمہاری جات رہت حالت پھر آجائیگی - اور بعد میں تمہارا ادھیکار (اقتدار) بھی ہو جائیگا - کس چیز کے لیئے؟ برہم پد (ذات باری) کا - اکھنڈ سکھ (لافانی راحت) کا راجیہ ملنے کے لیئے - یعنی اپنے مکتی پر پہنچنے کے واسطے - ورنہ اگر تمہاری خواہش ہوگی تو نوکری وغیرہ کے واسطے - انگریز کے موافق بننے کے واسطے - اگر تم ہماری اس بات کا خیال نہ کروگے تو ایسی ہی چھوٹی پر چھوٹی ذاتوں کے تم پر آروپ ہوکر تم لوگ نہ ادھر کے رہوگے نہ اُدھر کے - ایسی بھرشٹ (خراب) حالت میں تم لوگ بہت فضیحتی میں پڑوگے - یہ زمانہ ہی ایسا ہے کہ جو شخص انگریزی ذات میں ہوگا - اُسکو ہی راجیہ کا سکھ اور راجیہ کی نوکری وغیرہ کا سکھ ملتا ہے جیسا کہ پیشوائی زمانہ میں برہمن کا ہی راجیہ تھا - اس وقت دوسری ذات والا کہتا تھا کہ ہم راجیہ سکھ لیوینگے مگر برہمن کے سیوائے دوسری ذات والے کو راجیہ سکھ لینے کا ادھیکار (اقتدار) نہ تھا - برہمن ہی راجیہ کرنا ایشور کی منشا تھی - اُس وقت کسی بھی ذات والا جو برہمن کی ذات میں جنم لیتا وہی سکھ میں آنند اور رہتا تھا جب مسلمانی راجیہ تھا - اُس وقت دوسری ذات والے جن کو راجیہ سکھ کی خواہش تھی اُن کو اپنی ذات چھوڑ کر مسلمان کی ذات میں جنم لینا پڑا - شیواجی کے راجیہ کے وقت بھی ایسا ہی تھا - وہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ جو مرہٹہ تھا اُس کو ہی راجیہ سکھ کا انوبھو (تجربہ) ملتا تھا -

انگریز عقلمند شخص کا ہندو لوگوں کو اپدیش (نصیحت)

یہ زمانہ انگریزوں کا ہے - اس لیئے اے ہندو لوگو! اے برہمن لوگو! ہم کو تم بھی پیارے ہو اور انگریز بھی - لیکن ایشور کی منشا ہی ایسی ہے کہ اس وقت انگریزوں کی ہی مہما (عظمت) ہو جائے - اور دنیا کے سکھ کا حصہ انھیں ہی زیادہ رہے - اس لیئے اس وقت تم برہمن یا اور کوئی ہندو انگریزی میں کی بڑی بڑی نوکریوں کا سکھ چاہتا ہو اور اس کی زیادہ خواہش ہو جائے تو تم لوگ

اپنے اپنے قاعدہ یعنی دھرم سے چلکر اور اپنی آرویت چھوٹی ذات چھوڑکر انگریز
کی حالت میں پوری طرح آجاؤ گے تو پھر انگریزی میں کی نوکری ہی کیا اس سے بھی
زیادہ راجیہ کا سکھ کیوں نہیں ملیگا؟ اور آہستہ آہستہ ایسا ہو بھی رہا ہے۔
تم لوگ اگر صرف انگریزی میں کے سکھ کی آشا (امید) اور خواہش پوری
ہونے کے لیئے صرف انگریزی زبان اور لباس وغیرہ اختیار کر کے انگریز کے
موافق بڑے بڑے انگریز ادھیکاری (مقتدر) لوگوں کے ساتھ بڑی بڑی باتیں
اور ان کی برابری میں سکھ کی آشا (امید) کرو گے تو وہ کسطرح پوری ہوگی؟ جتنے
پرمان (حد) کا انگریزی بھاشن (گفتگو) اور پھر اؤ (پوشش) کرو گے اُتنے
ہی پرمان (حد) کی نوکری وغیرہ (اگر تم ایمانداری اور اعتبار کے ساتھ کرو گے)
تو دیجائیگی۔ انگریزی طور پر اس سے زیادہ رہو گے تو زیادہ نوکری ملیگی۔
برہمن۔ ہم تمھارے (انگریز) موافق پوشش اور بات چیت کرتے ہیں۔ اب تو
ہم کو نوکری دو۔ اور وقت آئیگا تو تم جس جس طریقہ سے حکم چلاؤ گے اسطریقہ
سے چلکر اچھے بُرے کا خیال نہ کر کے ہم تمھارا وہ چلن اختیار کر لینگے۔
سرکار۔ اسیلیے تو ہم تم کو سو پچاس کی نوکری دیتے ہیں۔ ملے تو۔ تم ہمارا تھوڑا
چلن چلتے ہو۔ پورے انگریز نہیں بن گئے۔ اگر پورے انگریز بن جاؤ گے تو اور
بھی زیادہ سکھ ملیگا۔ تم لوگوں نے اپنا دھرم تو چھوڑ دیا مگر ہمارا اختیار نہیں کیا۔
برہمن۔ تمہارا دہرم کیا ہے۔
سرکار۔ تم کرسچین (عیسائی) بن جاؤ گے تو تم کو پانچسو کی نوکری ملجائیگی۔
وہ پانچسو کی نوکری کی امید میں کرسچین (عیسائی) بن جاتا ہے اور اسکو
چار پانچسو کی نوکری بھی ملتی ہے۔ اس کے بعد وہ کرسچین برہمن سرکار سے کہتا
ہے کہ سرکار! میں تمہارا دہرم اختیار کر کے کرسچین (عیسائی) بھی بن گیا۔ لکھا پڑھا

بھی ہوں۔ اسلئے ہم کو اپنی جیسی اقتدار کی اور بڑی ماہوار کی نوکری کیوں نہیں دیتے۔؟

سرکار۔ اسی واسطے تو تم کو چار پانچسو کی نوکری دیتے ہیں۔ تم نے ہمارا صرف دھرم اختیار کر لیا تو کیا ہوا؟ پورے انگریز تھوڑے ہی بنے ہو۔ تم نے ہمارے میں جنم تھوڑا ہی لیا ہے۔ تم اپنا اسطرف کا جنم چھوڑ دو اور ولایت میں ہماری ذات والی عورت کے پیٹ میں جنم لو۔ اور آہستہ آہستہ پورے انگریز بنجاؤ تو پھر ہمارے موافق نوکری اور راج اور انگریزی ہیں کا سکھ تم کو آہستہ آہستہ ملجائیگا۔

برہمن اپنے پر ذات کا آروپ (اطلاق) کر لیتے ہیں اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔؟

ہندوستان کے برہمن لوگ انگریزی ہیں کی بڑی نوکری اور بڑا اقتدار ملنے کی بہت خواہش کرتے ہیں۔ ایسا کرنیوالے برہمن معمولی اور ادنےٰ نہیں ہوتے۔ وہ بڑے گریجویٹ ایم۔ اے۔ وغیرہ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اسطرف ہندوستان کے انگریزی راج میں، بڑی بڑی نوکری تو نہیں ملتی لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی وہ خواہش پوری ہونے کیلئے وہ یہاں مرجاتے ہیں اور ولایت میں انکی (انگریزی) عورت کے پیٹ میں جنم لیتے ہیں۔ ادہر تو بی۔ اے ایم۔ اے تھے لیکن وہاں ولایت میں جاکر پہلے ادنیٰ درجہ میں جنم لیکر ان کا ویوہار کرنیکا سنبھو (امکان) رہتا ہے۔

"انتے متی۔ سا گتی" (وقت آخر انسان کی جیسی متی ہوتی ہے ویسی ہی اس کی عاقبت ہوتی ہے)

انگریزی ہیں کا پورا عقلمند شخص جو ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ اے ہندوستان کے برہمن لوگو! تم اِدھر کے اچھے اچھے برہمن ہوتے ہوئے بھی انگریزی ملک میں کم درجہ میں جنم لیتا اور وہاں کم درجہ کا ویوہار کرنا پڑتا ہے۔ یہ دیکھکر مجھکو بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اور میرے دل میں بھی تم لوگوں پر محبت آتی اور افسوس معلوم ہوتا ہے اور میں کھیت (متاسف) ہو جاتا ہوں کیونکہ تم لوگ ہمکو بہت پیارے ہو۔

لیکن "اُنتے متی سا گتی" (وقت آخر انسان کی جیسی متی (عقل) ہوتی ہے ویسی ہی اُس کی عاقبت ہوتی ہے) یہ جو تمہارے شاستر کا سدھانت (اصول) ہے اسکی وجہ سے ہی تم کو کم درجہ کا کام کرنے کا وقت آ گیا۔ یہ تمہاری بڑی غلطی ہو گئی۔ اور اس موافق ہی تمہارا پراربدھ (قسمت) خراب بن گیا لیکن ہم کو تم پر بڑی دیا آتی ہے۔ اس واسطے ہمارے انگریزی ملک اور ہماری ذات میں تم کو جنم دیا ہے۔ اور آہستہ آہستہ تم کو بڑی نوکری بھی مل جائیگی لیکن تم کو اپنی برہمن ذات کے قاعدہ کے موافق چل کر اپنا خراب سنسکار اور پراربدھ پہلے ہی نکال دینا ضروری تھا لیکن تمہاری غلطی ہو گئی وہی تمہارا خراب پراربدھ نکل جانے کے واسطے "بھوگا دیو کرمہ کشئیہ"

تمہارے ہی اصول سے کچھ عرصہ تک ادھر کا مشقت کا کام کرنے کی ضرورت ہے جس سے کرم فنا ہو جائیں۔ اور اس سے تمہارا آتما جیسا جیسا پاک ہوتا جائیگا۔ ویسا ویسا انگریز کے بڑے گھرانوں میں تمہارا جنم ہو کر بڑی نوکری ہی کیا انگریزی میں کا بڑے سے بڑا پن مل جائیگا۔ انگریز کا بڑا عقلمند آدمی ہندوستان کے برہمن وغیرہ ذات والوں کو ایسا اُپدیش (ہدایت) کر رہا ہے۔ یہ پختہ سمجھ لو۔

اوم تت ست۔

۲۲ مارچ ۱۹۲۶ء مطابق چیت اودھک سدی نومی سنگ ۱۹۸۲
موافق ۷۔ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۱۸ امرار دی بہشت ۱۳۳۵ ف
روز دوشنبہ بمقام بیگم پیٹھ حیدرآباد دکن بوقت
آرتی دوپہر

ایشور کو دیکھنے کے واسطے دنیاداری کے باہر جانا پڑتا ہے۔ چاروں
کا انتظام ہندوستان کے واسطے ہی ہے۔ اسوقت ہندوستان کا
راجہ جات رہت (بغیر ذات والا) رہنا ہی ایشور کی خواہش ہے۔
سوراجیہ ملنے کیواسطے ایشور کے قاعدہ سے چلنا چاہیئے۔ بھگوان
ہمیشہ تمہارے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ تم کو سوراجیہ دینے کی کارروائی
انگریز سرکار کر رہی ہے۔ تمہارے بزرگ تمہارے ذریعہ سرکار سے
سچا سوراجیہ طلب کر رہے ہیں۔

تمام حاضرین کی طرف (جو بغرض درشن جمع ہوئے تھے) مخاطب ہوکر شری باباجی مہاراج
نے فرمایا۔

شری۔ کیا تم لوگوں کو کچھ کام نہیں ہے۔ جو ہر روز تکلیف کر کے اپنا کام دھندا
چھوڑ کر یہاں آتے ہو۔ کیا میرے اس سوال کا کوئی ایسا جواب دیگا کہ جس سے میرا
اچھی طرح سماد ھان (تشفی) ہو جائے۔؟

ایک صاحب۔ دھندا تو ہر وقت کرنا پڑتا ہے۔ دھندا کرتے ہوئے درمیان
میں پرمیشور کے درشن بھی کرنے چاہئیں۔

دوسرے صاحب۔ جواب دینے کی ہم کو سامرتھ (مجال) نہیں۔ آپ کے
درشن سے جتنا لابھ (نفع) پہونچے۔ اچھا ہے۔

شری بابا۔ درشن دیکھنے کو کہتے ہیں۔ تو یوں دیکھو۔ درشن سے لابھ (نفع)

سمجھتے ہو تو مجھ کو دیکھو۔ صورت سے جو کچھ لابھ (نفع) اُٹھانا ہو اُٹھا لو۔ درشن تو صرف صورت دیکھنا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ دیکھنے کے لیئے کوئی چیز چاہیئے۔ تم دیکھنے والے تو ہو اور دیکھنے کی چیز ہی کو تم دیکھو گے۔ جو دیکھا جاتا ہے وہ تم دیکھ سکتے ہو۔ دیکھنے کے لیئے بھگوان نے تم کو دو آنکھیں دی ہیں۔ آنکھوں کا کام ہی دیکھنا ہے۔ دیکھنے والے تم ہوتے ہو اور دیکھنے کی وستو (شئے) تمہارے سامنے آتی ہے۔ اور دیکھی جاتی ہے اور جو چیز دیکھی نہیں ہے مگر اُسکا ہونا سُنا ہے۔ اگر وہ بمبئی جیسے دور مقام پر ہے۔ یہاں نہیں ملتی۔ اور اس کے دیکھنے کی خواہش ہو تو بمبئی سے منگوا کر دیکھ سکتے ہیں یا ذات سے بمبئی جاکر دیکھ سکتے ہیں۔ ایشور اوستھا تم لوگ دیکھنا چاہتے ہو۔ تمہاری طرح پر میشور کو دیکھنے کے لیئے دُنیا میں بہت سے لوگ ہو گئے ہیں اور کوشش کرنے والوں نے اُس کو دیکھنے کے مختلف طریقوں سے بہت کوشش کی بھی ہے مگر ان کو پرمیشور نظر آیا یا نہیں۔ یہ کسکو معلوم؟ کوئی کہتا ہے کہ بہت سے مہاتما سادھو ہو گئے۔ انکو ایشور نظر آیا۔ جس نے دیکھا اس کو ہی معلوم ہو گا۔ دوسرے کسی کو کیا معلوم۔؟

ایشور کو دیکھنے کے واسطے دنیا داری کے باہر جانا پڑتا ہی

لوگ کہتے ہیں کہ ایشور ہے۔ تم بھی مان لو کہ ایشور ہے۔ تو پھر وہ کیسا دیکھا جائیگا؟ اس آنکھ سے دیکھا جائیگا یا نہیں۔؟ لوگ سمجھینگے اِس آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ایشور ہو گا تو دنیا داری کے باہر ہو گا۔ دنیا داری میں جو کچھ ہے وہ تو آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ آنکھ سے جو دیکھا جاتا ہے اسکو کوئی ایشور نہیں سمجھتا۔ دنیا داری کی چیزیں تم کو دنیا داری میں ہونے کی وجہ سے ہر وقت نظر آتی ہیں۔ پھر ایشور کا درشن ہو ایسی جو تمہاری اچھا (خواہش) ہو گی اور وہ دنیا داری میں نہیں ہے اُس کے باہر ہے۔ ایسا سمجھتے ہو گے تو اُسکے دیکھنے کے لیئے دنیا داری کے باہر جانا ضرور ہے۔ یا اسکو اپنے پاس لانا چاہیئے۔ تم لوگ ایشور دُنیا میں ہے ایسا نہیں سمجھتے۔ اسلیئے دنیا کی ہی چیزیں نظر آتی ہیں۔

الیشور نظر نہیں آتا۔ الیشور کو دیکھنا ہے تو جاؤ دنیا داری کے باہر۔ تب درشن ہونگے۔
وہ جہاں ہے وہاں جاؤ۔ دُنیا داری کے باہر کیسے جانا۔ تم پوچھوگے کہ وہ تو دنیا داری کے
باہر ہے۔ وہاں جائیں تو کیسے جائیں؟ جن کو دنیا کے باہر الیشور کے واسطے جانے کی
سچی اور پوری خواہش ہو جاتی ہے تو وہ خواہش ہی اُس کو جانے کی عقل سکھلاتی ہے
سمجھو کہ کسی کو اپنے ہندوستان کے بادشاہ (یہ ہندوستان کے باہر ہیں پنجم جارج (وہ
بھی ساکشات پرمیشور ہے) کے درشن کر کے اُس سے اپنی ضرورت کی باتیں کرنے کی
پکّی خواہش ہو جائے تو وہ خواہش ہی اسکو اسکی عقل سکھلاتی ہے۔ جانے والا کوشش
کرتا رہتا ہے کہ اپنے میں جارج پنجم کے درشن ہونے اور اُن سے بات چیت کرنے کی
قابلیت پیدا ہو جائے۔ قابلیت کسکو کہتے ہیں؟ جس سے بات چیت کرنی ہو یا جسکے
درشن لینے ہوں اُس کے سبھاؤ (عادت) کی ریت (طریق) سے اپنی انکولتا (موافقت)
ہو جانے کو قابلیت کہتے ہیں۔ جو ولایت جانے والے ہوتے ہیں وہ ولایت کی (ریت)
(طریق) کے انوسار (موافق) اپنے میں برتاؤ پیدا کر لیتے ہیں۔ اور اپنا ہندوستان کا
برتاؤ چھوڑ دیتے ہیں۔ تب کہیں وہ ولایت جانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح
دنیا کے باہر اپنے کو جانا ہے تو اپنی دنیا داری کی حالت چھوڑ کر دنیا داری سے باہر کی جو
پرمیشور کی حالت ہو اس کے موافق اپنے میں برتاؤ پیدا کر لیا جائے تو دنیا داری کے باہر
جانا ہو جاتا ہے تھوڑے الفاظ میں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا داری میں جو ہر طرح کی وسنا
(خواہش) رہتی ہے۔ اس کے پورن (تکمیل) کرنے کے لئے اور اور (مختلف) کریا (افعال)
کر کے اپنے میں جو اچھے بُرے اور اور (مختلف) سنسکار (صورت اعمال) پیدا ہو گئے
ہیں۔ ان سنسکاروں (صورت اعمال) کے ساتھ سب واسنا (خواہش) چھوٹ جائے
اور نروا سنا اوستھا (حالت بے خواہشی) آجائے تو دنیا کے باہر جانا ہوتا ہے دنیا داری
کی کسی چیز کی بھی واسنا (خواہش) ہو جائے تو اُسکو پوری کرنے کیلیئے طرح طرح کی کارروائی

کہیجاتی ہے۔ و یسے ہی دُنیا کے باہر بھگوان جو ہے اُس کی واسنا (خواہش) ہوجائے تو اُس کے پورن (تکمیل) ہونے کیلئے سب پرکار (طرح) سے نرواسن (بے خواہش) ہونیکی کارروائی کیجائے تو یہ کام ہوجاتا ہے۔ سارانش (حاصل کلام) جہاں اپنے کوجانا ہی واں کے موافق ہونے کیواسطے اپنا بھلا برا تو چھوڑنا پڑتا ہے۔ تب ہی وہاں جاکر وہاں سے جو کچھ فائدہ حاصل کرتا ہے وہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا ور اس واسنا (خواہش) کے پورن (تکمیل) کرنے کیلئے مختلف کوشش بھی کیجائے تو وہ واسنا (خواہش) پورن (مکمل) ہوگی اور نہ پھل (ثمرہ) ملیگا۔ اس کے واسطے حال کے زمانہ کا ایک اُدھارن (مثال) دیاجاتا ہے۔ سنو۔ اور اُس میں کچھ اچھا بُرا نکلے تو وہ اپنا آپ سمجھ لو۔ آج کل لوگوں کو ہندوستان کا راج لینے کی بہت خواہش ہے جیسا اخبار وغیرہ میں سوراجیہ شبد (لفظ) سے بہت چرچا ہوتا رہتا ہے۔ انگلش سرکار اور ایشور کہتا ہے کہ تمہیں راج کرنا ہو توکرلو۔ مگر یہ وقت ایسا ہے کہ تم ہندوستان میں رہکر یہاں کا راج نہیں کرسکتے یا ایشور کہتا ہے کہ تم کو اگر سوراجیہ کی خواہش ہو تو جسطرح انگلش سرکار ولایت اور لندن میں رہکر یہاں کا راج کرتی ہے اسیطرح تم بھی وہاں رہکر یہاں کا راج کرو۔ وہاں رہکر یہاں کا راج کسطرح کیا جائے۔ وہ دیش جیسا اور (مختلف) ہے۔ وہاں کے ریت بھانت (طریقے و رسوم) بھی اُس دیش کے موافق اور (مختلف) ہیں اور شریر (جسم) بھی۔ جتنا ادھر سے اُدھر اور (مختلف) ہے وہ سب اُدھر کا لے لیا جائے اور ادھر کا سب چھوٹ جائے تو تب ہی اُدھر رہکر ادھر کا سوراجیہ تمہیں ملیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مرجاؤ اور وہاں پیدا ہو۔ وہاں پیدا ہونے کے بعد بھی ایک دم تھوڑا ہی راج ملتا ہے۔ ادہر کا شریر (جسم) چھوٹ جانے کے بعد وہاں جاکر اور وہاں کے سنسکار سے رہت ہوکر ٹھیک جب خاص انگریز بن جاؤگے تو تب اُن کے روپ (صورت) سے ادھر کا راج تم کرسکوگے اس کے بارہ میں تھوڑا سا ذکر کل ہم نے کردیا ہے۔ خاص انگریز بننا بھی وہاں جنم لے کر

ایک دو جنم میں نہیں ہو سکتا۔ کم از کم چار جنم لینے ضروری ہیں۔ اس میں بھی پہلا جنم وہاں کا جو سب سے ہلکے درجہ کا ہے وہ ملیگا۔ دوسرا جنم اُس سے اوپر اونچے درجہ میں آئیگا ایسا ایسا ہوتے ہوتے اوپر چڑھ جائیگا۔ ایسا کیوں؟ تو ہندوستان میں برہمن، کشتری ویش اور شودر ایسے چار ورن (ذاتیں) ہیں۔ یہ چاروں ورن (ذاتیں) بہت کال (زمانہ) سے ادھر ہی کے (ہندوستان دیش) کے لئے ہیں۔ ایسا خیال میں آتا ہے۔

ورن آشرم کی ویوستھا (انتظام) قائم کرنے کیلئے جو جو اوتار ہوئے ہیں وہ یہیں ہوئے ہیں۔ اور ان میں شری کرشن بھگوان کا جو اوتار ہوا ہے اُنھوں نے چار ورن کی ویوستھا (انتظام) اپنے اوتار کے زمانہ میں اچھی طرح لگائی جیسا کہ اُن کے واکیہ (قول) سے سدھ (ثابت) ہے۔

شلوک بھگوت گیتا

چاروں ورنوں کی ویوستھا (انتظام) ہندوستان کے واسطے ہی ہے

چاتر ورنیم۔ میا سرشٹم گن کرم۔ وبھاگ سشہا۔ اس کا مطلب ایسا ہے کہ ان کا اوتار جہاں ہوا ہے وہاں انھوں نے چار ذاتوں کی ویوستھا (انتظام) لگائی ہے۔ وہ ویوستھا (انتظام) ادھر کے دیش (ملک) کے سوائے اور کہیں لگانے کا گرنتھ (کتب مذہبی) اور شاستر میں ذکر نہیں ہے۔ اور ٹھکانوں مثل انگلینڈ ولایت وغیرہ وغیرہ کے واسطے بھگوان نے خاص اوتار لیکر وہاں کی ویوستھا (انتظام) کی ہے۔ اس لئے ادھر کے چار ذاتوں کی ویوستھا (انتظام) کہیں اور لاگو نہیں پڑ سکتی۔ ادھر ورن ویوستھا کی ریت سے کوئی چلتے ہیں یا نہیں۔ ہم اسے نہیں کہتے کیونکہ موقعہ نہیں ہے۔ اب ورن آشرم دھرم اپنے اپنے دل (مرضی) پر رہا ہے۔

جیسا کہ برہمن ہو کر گلے میں جنیو تو ہے لیکن دھندا بیوپار اور کچھ کر رہا ہے - کوئی شودر ہے وہ ذات کا شودر تو ہے مگر گلے میں جنیو ڈال کر برہمن کے جیسا رہتا ہے - اسی موافق سنار - درزی وغیرہ وغیرہ کے ورنوں (ذاتوں) کے نیم پالنا ان کی مرضی پر رہ گیا ہے اس سے چاروں ورن اب پورے سوتنتر (خود مختار) نہیں رہے ہیں - آپس میں ایک مل کر کھچڑی کی طرح ہو گئے ہیں - ادھر کے ورنوں کی ویوستھا پر تم لوگ نہ چل کر اپنی خواہش کے موافق ذات اور بیوہار کی ریت پر چلتے ہوئے اپنے لیئے سوراجیہ چاہتے ہو ہمارے سننے میں آتا ہے کہ تم سوراجیہ ملنے کا پرسنگ (موقعہ) لاتے اور بہت خواہش کرتے ہو - ایشور بھی دینے کو تیار ہے - مگر حال کے زمانہ کے موافق دیتا ہے - حال کا زمانہ کیسا ہے؟ ولایت کے ہو کر ہندوستان میں راج کرنا - چاروں ورنوں کی کھچڑی ہو کر ادھر کے جنم جنم کے جو بہت سے سنسکار لگے ہوئے ہیں - وہ وہاں جنم لے کر نکلے بغیر پوری انگریزی اوستھا تم کو نہیں ملیگی - اور ادھر راج کرنے کے قابل نہ ہو گے اور اُن کے موافق راج کا استھائی اور راج دربار نہیں ہو سکو گے - یہ کیوں؟ پہلے سے چار ورن کی ویوستھا (انتظام) ولایت میں نہیں ہے - اسی لیئے ولایت کے لوگوں کو برہمن کشتری - ویش - شودر کچھ بھی نہیں کہہ سکتے - جب وہ ویوستھا چار ورنوں سے علیحدہ ہے تو اُن کا راج بھی وہی کریگا جو اِن چار ورنوں سے علیحدہ ہے ہندوستان کے لوگ چار ورن میں ہیں - اُنکو انگریزوں کے موافق راج کا سکھ ہوتے اور اُن کے چار ورنوں کے سنسکار پورے پورے نکل جانے کے لیئے انگریزوں میں پہلے ہلکے درجہ میں جنم ہو کر پھر چڑھتے چڑھتے ایسے چار جنموں کے بعد جو انگریزوں میں جنم آ جائیگا تو پھر پورے انگریز ہو گے اور راج کے قابل ہو سکو گے - ویسا ہی دنیا کے باہر ایشور کی حالت میں تم جنم لو گے تو تم کو ایشور کا درشن اور پراپتی (حصول) ہو جائیگی - جو سادھو سنت پرمیشور روپ ہو گئے اُن کو ہی دنیا کے باہر کی حالت

معلوم ہوگی - ہم تو سادھو نہ سنت - اور ہمارا دنیا کے باہر جنم بھی نہیں ہوا ہے - اور ادھر دیو کے واسطے ہم نے کچھ کاررروائی بھی نہیں کی - تو ہم کو بھگوان کے درشن کیسے ہونگے؟ اور تم لوگوں کو بھی ہم کسطرح درشن کرائینگے؟ ہمکو کسی طرح سے ایشور کا لابھ (فیض) دلانے کی سامرتھ (قوت) نہیں ہے - اسی لیئے ہم ان دوادھ جھگڑوں میں نہ پڑکر جو سامنے آئے اسی کو بھگوان سمجھتے ہیں -

بچپن میں کسی لائق پنڈت سے سنا تھا کہ ایشور اننت (لاانتہا) روپ سے رہتا ہے - اسکی لیلا اننت (بیکنار) ہے اسی بات کو ہم دل میں مضبوط رکھکر ہر چیز میں ایشور کو دیکھ لیتے ہیں - آپ کو ایشور کے درشن جب ہونگے تب ہونگے لیکن ہم کو تو تم سب لوگوں کے روپ سے ساکشات بھگوان کے درشن ہو رہے ہیں -

اسوقت ہندوستان کے راجہ جات بہت (بغیر ذات والے) رہنا ہی ایشور کی خواہش ہے	اس کے پہلے کیا بات چلی تھی کہ ہندوستان کے بعض لوگ سوراجیہ کی ابھلاشا (خواہش) کرتے ہیں تو اس کا نکال لگ گیا (نتیجہ نکل گیا) کہ ہندوستان میں رہکر اور ہندوستان کی ریت سے چل کر راج ملنا موجودہ وقت میں اشکیہ (ناممکن)

ہے - یہ بات ہندوستان کے راج ابھلاشیوں (خواہشمندوں) کیلئے ہی ہے ایسا نہیں بلکہ پہلے کے بڑے بڑے اوتاروں میں بھی ایسا ہی ہوا ہے جسطرح کرشن جی کے اوتار کی لیلا رامچندر جی کے اوتار میں ہونیکے واسطے بعض بھگت لوگ رامچندر جی کی بہت پرارتھنا (التجا) کرتے تھے اسوقت رامچندر جی یہی جواب دیتے تھے کہ آگے جب ہم کرشن اوتار میں ہونگے اسوقت تمہاری اچھیا (خواہش) کے موافق لیلا ہو سکیگی - سارانش (حاصل مطلب) اگر ایشور کو بھی کسی دیش میں کچھ کرنا ہوتا ہے تو اسکو بھی اس دیش وہاں کی حالت اور برتاؤ وغیرہ وغیرہ کے موافق ہونا پڑتا ہے - وہ بھی اسی نیم انوسار (قاعدہ کے موافق) چلتا ہے تو پھر ہم آدمی کی حالت میں ہوکر ایشور سے بھی بڑے ہونیکے واسطے نیم ورُدھ (خلاف قاعدہ)

کسطرح خواہش کر سکتے ہیں؟ دیکھو۔ تم سمجھتے ہو کہ ہم پرش (مرد) ہیں اُس اوستھا (حالت) کا انوبھو (مشاہدہ) تو لیا۔ مگر عورت کی اوستھا (حالت) کا انوبھو (مشاہدہ) کیسے لیا جائے؟ کوئی ایسا سوچے تو اُس اوستھا (حالت) کا سکھ دکھ معلوم نہیں ہوتا۔ عورت کی اوستھا (حالت) جاننے کیلئے نر کا شریر (جسم) چھوڑ کر عورت کا جنم لینا پڑیگا تو پھر تم عورت کا سکھ اور دکھ سمجھ سکوگے۔ جو اپنی اوستھا (حالت) ہے اُس کی اُلٹی اوستھا (حالت) معلوم کرنے کیلئے اُسی طرح کا شریر (جسم) اور سبھاؤ (خاصیت) لینا ضروری ہے تم سوراجیہ ملنا چاہتے ہو تو راج کرنے والے جس اوستھا (حالت) میں ہیں یعنی چار ورن سے علیحدہ ہیں وہ اوستھا (حالت) لو۔ تم لوگ تو ایک ورن میں بھی پورے نہیں ہو۔ چاروں ورن کے وکس میں پڑے ہو۔ ایشور کا نیم (قاعدہ) ہے کہ چاروں ورن کے شریر (جسم) سے جو علیحدہ شریر (جسم) ہے وہ اسوقت راج کرے۔

اتنے میں ایک بوڑھے آدمی نے سوال کیا۔

"مہاراج ہماری تو پچاس ساٹھ برس کی عمر ہو گئی۔ سوراجیہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہم کو مل جائے۔ ایسا ہو جانا"

شری باپا مہاراج ۔ آجوبا (بزرگ آدمی) آپ تو آجوبا (بزرگ آدمی) ہیں۔ آپ سے زیادہ کیا کہنا؟ یہ سوال تو ایسا ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ ہم مرد ہیں۔ ابھی عورت ہو جائیں۔ اور جیسے آجوبا (بزرگ آدمی) ہیں۔ ابھی کے ابھی آجی بائی (بزرگ عورت) بنجائیں۔ ایسے سوال کو "کو شنکا" (غلط اعتراض) سمجھو۔ ابھی کے ابھی عورت بننا ہے تو مردوں کے کپڑے اُتار کر عورتوں کے کپڑے پہن لو۔ کسی اور کوئی شنکا (اعتراض) ہو تو نکالو۔ جیسا پانی ہوگا ویسا آجائیگا۔ فوارے کے موافق۔ فوارے میں جیسا پانی ہوگا ویسا آئیگا۔ صاف ہو تو صاف۔ گندلا ہو تو گندلا۔ اگر طرح طرح کے رنگوں کا ہو تو اُن رنگوں کا ہی پانی باہر نکلیگا جس جس کے پاس جیسی جیسی عقل کا پانی

ہوگا۔ اسی موافق نکلیگا جیساکہ اپنے آجوپاز بزرگ آدمی) کی عقل کا پانی اپنے بوڑھوں میں ابھی کے ابھی ایشور نیم (خلاف قانون قدرت) کے وردھ سوراجیہ ملنے کے واسطے آگیا۔ ایسا غلیظ پانی اپنے پاس نہیں رکھنا۔ نکال دینا ہی چاہیئے۔

سوراجیہ ملنے کیواسطے ایشور کے قاعدے سے چلنا چاہیئے۔

ایشور کے درشن کیلیئے ابھی تک جو کہا گیا اس میں دو باتیں ہوگئیں۔ ایک تو پرمیشور دُنیا کے باہر ہو تو اُسکے کسطرح درشن ہونگے؟ اور اگر دنیا میں ہو تو اُسکو کسطرح دیکھنا چاہیئے۔؟ اور دوسرے سوراجیہ کیلیئے ہندوستان میں برہمن وغیرہ جو کوئی اچھے کہلائے جانے والے لوگ ہیں اور جو کانگریس میں سرکار سے جھگڑتے اور بڑے بڑے اخبار بھی چھاپتے ہیں ایسے ایشور نیم وردھ (خلاف قانون قدرت) سوراجیہ کی آشا (امید) کرنے والوں کو سوراجیہ کسطرح ملے گا؟ سارانش (الحاصل) اوپر کی جو دو باتیں کہی گئی ہیں اُن دونوں میں سے ایک یا دونوں بھی ملنے کے لئے ادھر کے شریر سمیت (جسم سیاتھ) سب چھوٹنا ضرور ہے۔ اس کے چھوٹنے میں بھی دو پرکار (طریق) ہیں۔ ایک تو سب پوری طرح چھوٹ جانا۔ اور دوسرا سب رہکر بھی چھوٹنے کا پھل (ثمرہ) ملجانا۔ بڑے بڑے مہاتما لوگ دنیا کے کلیان (بہتری) کیلیئے دوسرے پرکار (طریق) میں ہی بہت کرکے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے مہاتما جو دُنیا داری میں ہوگئے ہیں۔ وہی خاص پرمیشور روپ بن گئے۔ کیونکہ اُن کے سامنے ہمیشہ پرمیشور کھڑا رہتا ہے۔ ایسے مہاتماؤں کو ہی سمجھو کہ شریر (جسم) کے ساتھ سب رہکر وہ چھوٹنے کا پھل ہر وقت لیتے رہتے ہیں۔ ان کا شریر (جسم) بھی رہا تو کیا۔ اور دنیا داری کی سب چیزیں اُن کے پاس رہیں تو کیا۔ اُن کا شریر وغیرہ جو ہے وہ اُن کیواسطے نہیں ہے۔ دُنیا کے واسطے ہے۔ دنیا میں جو کچھ انیک (متعدد) جنموں کے خراب

سنسکار ہیں اُن کے نکل جانے ایشور کے درشن ہونے اور ایشور روپ ہو جانے کے واسطے اُن کا شریر (جسم) وغیرہ دنیا کے دیکھنے میں آتا ہے۔ ایسے مہاتما کا شریر (جسم) دنیا کے لیئے ارپن (نذر) ہو چکا۔ وہ اپنے شریر پر اپنا کوئی حق نہیں جتاتا اُن کا شریر (جسم) اور اُن کا جیون بیوہار (کاروبار زندگی) وغیرہ کسطرح چلتا ہے اس مہاتما سے جن جن لوگوں کا کلیان (مکتی) ہوتا ہے یا جن جن دنیا کے لوگوں کو اُن سے اپنا کلیان کر لینا ہے ایسے ہزاروں آدمیوں کا اُن کے پاس جو جماؤ (اجتماع) رہتا ہے اُن سب کے دل اور جیو کے ادھار (سہارے) پر اُن کا (مہاتما کا) شریر (جسم) اور جیون (زندگی) وغیرہ کا بیوہار (کاروبار) ہوتا رہتا ہے اس کا تم کو انبھو (تجربہ) نہیں آئیگا۔ ایسا کیوں؟ ایشور کے حکم میں تم لوگ نہیں بلکہ ایشور ہی تمہارے حکم کی تعمیل کرتا رہتا ہے۔ بیوہار میں ایک ایسی کہاوت ہے کہ "ہزار بکا اور ایک لکھا"۔ بہت وقت تک مانگا اور بہت دیر تک کہتا رہا تو اُس کے بدلے اسی مطلب کے چار شبد (الفاظ) لکھدیا تو وہ پکا ہو جاتا اور سچا مانا جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ ہم نے اپنا مکان تمکو ارپن (حوالہ) کر دیا تو لینے والا کہتا ہے کہ اچھا ہم کو رہنے کے واسطے خالی کر دو تو وہ دوسرے اور سبب بتلا کر کہتا ہے کہ مہینہ بھر میں خالی کر دینگے۔ ایسا کہتے کہتے کئی برس نکل جاتے ہیں۔ لینے والے کو خالی دیا ہے کہنے سے وشواس (یقین) نہیں ہوتا۔ اگر بجائے اس کے دینے والا اپنی دستخط سے دینا لکھدے تو کئی دن تک خالی نہ کرنے پر بھی لینے والا اپنے گھر میں چپ چاپ بیٹھتا ہے۔ خالی کہنے سے لکھنے کی کرنی (عمل) پکی مانی جاتی ہے۔ ایسا ہی لوگ بھگوان کے پاس کہتے رہتے ہیں۔ ایسی کہنی پر بھگوان نہیں خیال کرتا اُن کی جو کرنی (عمل) ہو گی بھگوان دنیا کا حکم سمجھکر اُس کی تعمیل کرتا ہے۔ برسات کے دنوں میں کبھی برسات نہ پڑتی ہو تو بھگوان کے پاس زبانی

بہت سے کہنے والے کہتے ہیں کہ پانی برسا دو۔ ایسا بہت کہنے پر بھی بھگوان کا
خیال نہیں ہوتا۔ برسات نہ ہو ایسی دنیا کی طرف سے پہلے ہی لکھ دینے کے موافق
کرنی (عمل) ہو گئی۔ اور ہو رہی ہے۔ اس پر ہی بھگوان یہ خیال کر کے کہ دنیا برسات
نہیں مانگتی ہے۔ اُن کے حکم کے موافق پانی برسنے نہیں دیتا۔ خالی مُنہ سے ہی
برسات ہونے دو۔ ہونے دو کہنے سے کیا بھگوان مانتا ہے؟ بھگوان کو کیا لکھ دیے
ہو اور مُنہ سے کیا مانگتے ہو۔ اس کا کچھ بچار اس کا خلاصہ کیسا؟ دُنیا میں برسات
اور آبادی ہو۔ دنیا کو دنیا میں کا سکھ ملکر پرمیشور کا بھی سکھ ملجائے اسواسطے خاص پرمیشور نے ہی اوتار
لیکر سب دنیا کو اچھی چلن چلنے کے لیے حکم کرتا رہتا ہی ہر وقت اوتار کا استھتو (قیام) رہ نہیں سکتا اسواسطے
سینکڑوں برس تک اُنکے حکم کی تعمیل ہو اور اس تعمیل کے موافق دنیا جو چاہے اُسکا برابر پھل ملے اسلیے بھگوان
نے خود اپنے ہاتھ سے دستخط کر دینے کی موافق دھرم کے نیم (قاعدے) مقرر کر دیئے ہیں وہ دھرم کے نیم سے برابر دنیا
چلیگی تو وہ جو چاہیگی اُس کی وہ اچھا (خواہش) پورن ہو گی۔ اچھی طرح بھگوت
گیتا پڑھو گے تو معلوم ہو گا کہ بھگوان نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنی دستخط کے ساتھ
لکھ دیا ہے۔ اور بھگوان کے ایسے لیکھ (تحریر) یعنی اُن کے حکم پر پہلے جو لوگ
چلتے تھے انھوں نے اپنی اپنی خواہش کے موافق پھل پا کر پرمیشور کا راج پد بھی
کما لیا۔ پوران (قدیم) اتہاس (کتب تاریخ) میں ایسے بہت سے ادھارن
(نظائر) ہیں۔ دیکھ لو۔ پرمیشور کہتا ہے کہ میں نے جو لکھ دیا ہے اُس موافق تمہارا
چلنا میرا مانگنا ہے اور اس کا دینا تمہارا کام ہے۔ اور جنھوں نے یہ میرا مانگنا دیا
ہے اُس کا پھل بھی مجھ سے برابر دیا گیا اور دیا جا رہا ہے۔ میرا جو کام ہے وہ
ایمان قائم رکھکر میں برابر کر رہا ہوں۔ تم جو جو لیکھی (تحریری) کرنی (عمل) سے
مجھ سے مانگو گے وہ دینا بھی میرا ہی کام ہے۔ میرے حکم پر چلکر مانگنا مانگو۔ یا
تم لیکھی (تحریری) حکم جسطرح سے کرو گے اُس کے موافق دینا بھی میرا ہی کام ہے۔

بھگوان تمہارے حکم کی تعمیل ہمیشہ کرتا ہے۔

تم ہی اچھی عقل والے بچار (غور) کرو کہ آج کل کے زمانہ میں تم لوگ پرمیشور پر ہی لکھا ہوا حکم چھوڑتے ہو۔ کیا حکم چھوڑتے ہو؟ اے بھگوان! دھرم کے موافق چلنا یہ جو تمہارا مانگنا ہے وہ ہم نہیں دیتے اور اس حکم کے پالنے سے ہم کو دنیا داری کا جو سکھ برسات آبادانی وغیرہ اور ایشور کا سکھ ملجاتا اور ملتا ہے۔ وہ ہم کو نہیں چاہیئے۔ تم ہم کو مت دو۔ اپنے دل سے یعنی بدستور خود (بقلم خود) ایسی لیکھی (تحریر) کے موافق کرتی (عمل) کرکے بھگوان پر حکم چلا کر مانگنا مانگتے ہیں۔ اس کال (زمانہ) میں دنیاداروں کی طرف سے پرمیشور پر لیکھی کرتی (تحریری) حکم کونسا؟ پرمیشور کا جو یہ حکم ہے کہ دھرم کے قاعدہ پر چلیں اسپر اپنے دل سے جان بوجھکر چلنے کی جو کرتی (عمل) ہوتی ہے وہ نہ چلکر جو پھل ملتا ہے (وہ پھل سکھ جاکر دکھ ہے) وہ ہم کو دو ایسا مانگنا بھگوان کو حکم دینا ہے۔ اور اس حکم کو جو دل سے جان بوجھکر دستور خود (بقلم خود) کے موافق دیا گیا ہے۔ اس کرتی (عمل) کو بھگوان سچا سمجھکر اس کی تعمیل کرتا رہتا ہے۔ پھر تم خالی منہ سے جو کبھی برسات ہونے دو۔ سکھ ہونے دو۔ ہمارا ملاپ ہونے دو۔ وغیرہ وغیرہ کہوگے تو مکان دیا کہنے والے آدمی کیطرح بھگوان نہیں مانتا اور اس کو سنا بھی نہیں جاتا۔ اپنے کو دکھ ہونے کے واسطے اپنی ہی طرف سے بھگوان پر حکم چھوڑا جاتا ہے۔ وہ کس بات سے معلوم ہوتا ہے؟ دھرم قاعدہ سے چلنے کا بھگوان کا جو حکم ہے وہ ہم نہیں مانتے۔ اسی کارن (وجہ) اس سے اُلٹا ہم کو دکھ (تکلیف) سنکٹ (مصیبت) دیو والیا دینا ہی ایشور پر حکم جاری کرنیکا پھل یا (نتیجہ) معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور کے موافق انگریزی سرکار ہے اور اس کے پاس سوراجیہ مانگنے کی حالت دیکھی جاتی ہے وہ کیسی؟ تو اسکا خلاصہ بھی سمجھو۔ وہ انگلش سرکار سرکار ہی ہے۔ راجہ ہی ہے۔ جسطرح پرجا (رعایا) کا بھلا ہو جائے۔ ایسا اسکا کرنا اور تم لیکھی (تحریری) کرتی (عمل) سے جو مانگتے ہو وہ بھی

تم کو دینا اس کا کرتویہ (فرض) ہے اس پرمانے (موافق) وہ پریم دیالو (رحمدل) سرکار کر بھی رہا ہے۔ تم لوگ اُس کے حکم پر نہ چلنے پر بھی وہ تمہارے حکم پر چل رہا ہے۔ تمہارا مانگنا یہ ہے کہ اے حضور ہمارا سوراجیہ ہم کو دو۔ تم یہاں اور وہ بیچارا پرائے ملک کا وہ بولتا ہے کہ جو تم مانگتے ہو ہم دینگے۔ اور دینے کی کارروائی بھی کر رہے ہیں۔

تم کو سوراجیہ دینے کی کارروائی انگریز سرکار کر رہی ہے؟

یعنی سوراجیہ دینے کے لیئے کرتی (عمل) سے جیسی انگریز کی کارروائی کی ہے اور کرتے رہتے ہو اس موافق دینے کی کارروائی کر رہے ہیں۔ مگر یہ کیسے ملتا ہے؟ تمہارے پاس کی تمام چیزیں چاروں ورن کے سنسکار کئے بغیر نہیں ملتا "سو" کے معنی شدھ آتما جس میں اور کچھ ملا نہیں ہے۔ وہاں کا راج۔ اُس کو آتم راجیہ سو آنند سا راجیہ سمجھو۔ وہ جس کو ملا گیا اُس نے سوراجیہ کمایا۔ تم ہندوستان کے لوگوں کا مانگنا بہت اچھا ہے۔ کیوں؟ اپنے پراتن (قدیم) بزرگ آبا و اجداد سچا سوراجیہ ملنے کے لیئے ایشور کے حکم یعنی دھرم قاعدہ سے چلتے تھے۔ اور اُن کو ایشور کی طرف سے سوراجیہ ملا بھی ہوگا۔ پرنتو (لیکن) اس زمانہ میں ایشور انگریزی سرکار کے روپ سے اوتار لیکر جتنا کال (زمانہ) ہوگیا اس وقت سے ہندوستان کے لوگوں کو سچا سوراجیہ دینے کے لیئے انگلش سرکار پر ہی یہ کام سونپا گیا۔ ایسا کیوں؟ ایشور کے حکم کے موافق۔ یعنی ورن آشرم دھرم کے قاعدہ سے چلن چلنا یہ تم لوگوں نے چھوڑ دیا۔ اسی واسطے ہی ایشور سے جو سچا سوراجیہ ملنا چاہیئے تھا وہ کام گیری (فرض) ایشور کی طرف سے تم لوگوں نے نکال لی اور انگریزی سرکار کو دیدی۔ اس پر سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے ایشور کی سچا سوراجیہ دینے کی کام گیری (فرض) کا حق نکال لیا۔ اور وہ حق انگریزی سرکار کو دیدیا۔ ایسا سمجھو کہ تم انگریزی سرکار کو کہہ رہے ہو کہ ہم ہندوستان کے

لوگوں کو ایشور کے حکم کے موافق یعنی دھرم کے قاعدہ سے نہ چل کر بھی سچا سوراجیہ جسطرح سے ملجائے ایسی کارروائی کرو۔ اسطرح ہندوستان کے لوگ انگریزی سرکار پر حکم چھوڑتے ہیں۔ ہندوستان کے لوگوں کو بڑے عقلمند سمجھکر تمہارے حکم کے موافق ہی انگریزی سرکار تعمیل کر رہا ہے۔ تم لوگوں کا مانگنا سوراجیہ ہے اسواسطے تم کو جسطرح سے سوراجیہ ملجائے اسطرح کی کارروائی انگریزی سرکار کر رہا ہے۔ سوراجیہ کسطرح ملتا ہے؟ اپنے اپنے ورن آشرم دھرم یعنی ایشور کے حکم کے برابر چلکر پورن شدھ (مکمل پاک) یعنی اپنے پاس سوائے اپنے اور کچھ نہ ہو۔ ایسے ہوجائیں۔ تو سوراجیہ ملتا ہے۔ اپنے بہت پراتن (قدیم) لوگوں نے ایسا ہی سوراجیہ کمایا تھا۔ حال کے زمانہ میں ایشور کے حکم سے تم شدھ (پاک) نہیں ہوتے اور انگریزی سرکار کو تم نے حق دیدیا ہے۔ اس واسطے اُن کے حکم سے تم کو کیول (بالکل) شدھ (پاک) ہو جانا ضرور ہے۔ تمہارے پاس سوا سے تمہارے یعنی تمہارے دل میں بھی کچھ آشا انکر (تخم ہوس) نہ ہو۔ پھوٹی کوڑی بھی نہ ہو۔ اس ریت (طریقہ) سے جو شدھ (پاک) ہو اُسکو سوراجیہ ملتا ہے۔ اور ایسے ہو سکنے کیلئے ہی انگریزی سرکار کارروائی کر رہا ہے اس میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ تمہارا تو فائدہ ہی ہے۔ تم تو ایسا ہی مانگتے ہو۔ تم ابھی ابھی (فوراً اسیوقت) ایسے ہوجاؤ تو ابھی سوراجیہ ملجاتا ہے۔ اپنے پہلے کے بزرگ آبا و اجداد ساکشات بھگوان کے حکم سے سوراجیہ ملنے کے لیے جو چلن چلتے تھے وہ سوراجیہ کا ارتھ (معنی) ہندوستان کا راج ایسا نہیں کرتے تھے۔ اور ہندوستان کا راج ملنا ایسی ان کی خواہش بھی نہ تھی۔ تم سب ان کے نسل (خاندان) کے لوگ بھی سوراجیہ کا ارتھ (معنی) ہندوستان کا راج ایسا کیوں کرتے ہو۔؟ اور سوراجیہ شبد (لفظ) سے ہندوستان کے راج کی خواہش کیوں کرنی چاہیئے سوراجیہ شبد (لفظ) میں جو سو شبد (لفظ) ہے اُسکا ارتھ (معنی) کیا ہندوستان

ہوتا ہے۔

تمہارے بزرگ تمہارے ذریعہ سرکار سے سچا سوراجیہ طلب کر رہے ہیں۔

ایشور کے حکم یعنی دھرم قاعدہ سے نہ چلنے والے جو تمہارے بزرگ ہو گئے اُن کو سچا سوراجیہ نہیں ملا۔ اور سادھر کا یعنی ہندوستان کے راج سکھ (راحت) کا انبھو (مشاہدہ) نہیں ہوا۔ اسواسطے ایسے تمہارے بزرگ بڑے دکھی اور پشچاتاپ (تاسف) میں پڑے ہوئے یہ سمجھکر کہ اپنے سے دھرم قاعدہ کے موافق نہیں چلا گیا۔ اور آگے جو اپنی اولاد ہوگی وہ بھی ایشوری نیم انوسار (قاعدہ قدرت کے مطابق) دہرم کے قاعدہ سے نہیں چلیگی۔ چاہتے ہیں کہ ایسی حالت میں بھی اپنے کو سچا سوراجیہ یعنی آتما نند یا مراجیہ ملجائے۔ مگر اس زمانہ میں انگریزی سرکار ایشوری اوتار ہے۔ اس کے دھرم قاعدہ پر چل کر آخر جو نتیجہ ہو جاتا ہے کہ جس سے سچا سوراجیہ ملجائے ایسے اپنے (مقصود) و شے وستو (خواہشات نفسانی) وغیرہ اُپادھی (حائلات) سے الگ ہو کر شدھ (صاف و پاک) ہونے کے لئے انگریزی سرکار ہی کے شرن (پناہ) جانا ضرور ہے۔ ایسا ہی سمجھکر تمہارے بزرگوں کے جو اپنی اولاد کے (تمہارے) سوکشم جیو (جسم لطیف) میں رہکر تمہارے استھول روپ (کثیف صورت) کے مُنہ سے سرکار کے پاس ہم کو سوراجیہ دو ایسا مانگنا مانگتے ہیں۔ یعنی تمہارے اندر کے سوکشم جیو (لطیف) سوراجیہ شبد (لفظ) سے سچا سوراجیہ مانگ رہے ہیں۔ اس واسطے وہی شبد (الفاظ) تمہارے مُنہ سے نکل رہے ہیں۔ تم لوگ سوراجیہ کو ہندوستان کا راج سمجھکر مانگتے ہو پرنتو (لیکن) تمہارے اندر کا جیو سچا سوراجیہ تمہارے استھول شریر (جسم کثیف) سے مانگتا ہے۔ تم استھول روپی (کثیف صورت والے) ہو تمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم خود مانگتے ہو۔ پرنتو (لیکن) تم ایسا سمجھو کہ تم خود سوراجیہ مانگتے ہو۔

نہ ہندوستان کا راج - بلکہ تمہارے بزرگ تمہارے استھول روپ (جسم کثیف) کی
آدھار (ذریعہ) سے مانگتے ہیں - سوراجیہ یعنی پرمانند آتمانند راجیہ انگریزی سرکار سے
کیوں مانگتے ہیں؟ ایشور کے پاس کیوں نہیں مانگتے؟ ایسا جو کسی کا سوال ہو تو اُس کا
جواب یہ ہے کہ آج کل دنیا کے بہت لوگوں کی طرف سے ایشور کے ساتھ بے ایمانی
کیگئی اور کیجا رہی ہے - اس واسطے اُن کو ایشور سے سوراجیہ مانگنے دھرم آچرن
کرنے اور دیو دھرم ایشور کا بھجن پوجن اور سنت مہاتماؤں وغیرہ وغیرہ کے پاس
جانے کے لئے شرم آتی ہے - اسی سبب سے پرمیشور کے پاس سوراجیہ مانگنے کا
مُنہ نہیں رہا - نہ ہم سے تپسچریا (ریاضت) ہو سکتی ہے - نہ انوشٹھان (چلہ کشی)
نہ یوگ ابھیاس (حبس دم) نہ دھرم (ایمان) پر چل سکتے ہیں - اسلئے سوراجیہ ملنے کا
مارگ (راستہ) گُمشُدہ (معدوم) ہو گیا - اور پرمیشور کی شرن (پناہ) جانے کا
راستہ بھی معلوم نہیں رہا - شاستر لکھتا ہے کہ جو پرتھوی پتی (مالک زمین) ہے
وہ میں ہوں - ایسا بھگوان کہہ رہا ہے -

"نرانانچ نرادھی پا"

ترجمہ

نرجو ہر - اُس میں جو راجہ ہوگا وہ خاص میں ہوں ۔ میرے پاس جو کچھ
عرض ہو بادشاہ کے پاس کیجائے تو میرے پاس کرنے کے برابر ہے
کیونکہ میں ہر وقت تمہیں دکھا نہیں جاتا -

بھگوان کہتا ہے کہ جو سب پرتھوی (زمین) کا راجہ ہوگا اُس میں اور مجھ میں کچھ فرق
نہیں - دیکھا ایسے بڑے بڑے پرمان (دلائل) ہیں وہی ہم بھی کہتے ہیں - تم استھول
روپ (جسم کثیف) سے انگریزی سرکار کو پرمیشور نہیں مانتے - مگر تمہارے اندر کا آتما
جو وچار (غور) کرنے والا ہے اور جس کو وویک (امتیاز نیک و بد) رہتا ہے وہ تو

سمجھ گیا کہ انگریزی سرکار ہی پرمیشور ہے۔ انگریزی سرکار داتا ہی ہے۔ کس لیئے؟ ہندوستان کو سوراجیہ (سوا تنتر سامراجیہ) دینے کیلیئے تو پھر وہ تمہارا مانگنا (مانگ) منظور کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایشور ہی ہیں۔ صرف سوراجیہ ملنے کے لیئے خاص کس چیز کی ضرورت ہے۔ اپنا سب کچھ چلا جانا۔ کچھ نہ رہنا۔ دنیاداری بالکل چھوٹ جانا۔ یعنی دنیاداری کے سب وشئے واسنا (خواہشات نفسانی) چھوٹ جانا۔ تب سچا سوراجیہ ملتا ہے۔ انگریزی سرکار کہتی ہے کہ تم تپشچریا (ریاضت) ویراگیہ (نفرت) اتوشٹھان (چلہ کشی) دھارن (اختیار) کرتے ہو تو دہ کر کے سب دنیا کی واسنا (خواہش) چھوڑ کر پرمیشور سے سوراجیہ لے لو۔ جب تم اپنے دھرم آچرن کی کریا (مذہب یا ایمان کے عمل) نہیں کرتے اور سوراجیہ بھی چاہتے ہو تو اس کی کارروائی ہم کر رہے ہیں۔ تم اسکو روکنے کی کارروائی نہ کیا کرو۔ تو جلدی آہستہ آہستہ سکھ (بیرونی یا دنیوی راحت) سے الگ ہو کر تم کو سچا سوراجیہ ملجائیگا۔ تمہارے دھرم کی ریت سے چلنے کا آخری نتیجہ سب آہستہ آہستہ سکھ (بیرونی یا دنیوی راحت) سے الگ ہو جانا ہوتا ہے۔ جن چیزوں سے تم سکھ مانتے ہو وہ چیزیں اور آہستہ آہستہ سکھ کی اوستھا (حالت) چھوڑے بغیر تم دنیاداری سے الگ نہیں ہو سکتے۔ آہستہ آہستہ بیرونی چیزوں کے سکھ چھوٹ جائیں اور تم الگ ہو گئے تو دنیاداری کے چھوٹ گئے اور سوراجیہ ملگیا۔ ایسا سمجھنا ہے۔ (بیرونی) چیزوں کے سکھ کو الگ کرنے کے لیئے تپشچریا (ریاضت) تمہارا ہو سکتی۔ اور تم تکلیف نہیں اٹھا سکتے۔ اس لیئے ہم تکو تکلیف نہ ہونے دیکر ایک چیزوں کے سکھ کو تم سے ترکیب (تجویز) کے ساتھ الگ کر رہے ہیں۔ جیسا اس قبل کا خرچ ست کرو۔ نہ بیچ جاؤ۔ تم آرام سے بیٹھو۔ ہم روشنی کر دیتے ہیں۔ صرف تمہیں محصول دو اور روشنی لے لو۔ کیسا پوسٹ آفس۔ ریلوے۔ ٹیلیگراف وغیرہ وغیرہ ہیں۔ جب تک تمہارا شریر (جسم) ہے اس وقت تک تو تمہیں روشنی وغیرہ ہونی چاہیئے۔ اس لیئے ہم پرکاش (روشنی) تمہیں دے رہے ہیں۔

اور آتم پرکاش (روشنی ذات) کو روکنے والی چیزوں کو تم سے لے لیتے ہیں۔ اگر محصول بڑھا بھی دیا جائے تو دینا پڑتا ہے۔ اسطرح آنیک سکھ کی سب چیزیں تم سے ہر (چھین) لینگے تو اس وقت تم سچے سکھ کے ادھکاری (اہل) ہو گے۔ تمہارا مانگنا بھی ٹھیک ہے اور سرکار کے دینے کی کارروائی بھی ٹھیک ہو رہی ہے۔ اگر تم سرکار کو آنیک سکھ (بیرونی راحت) کی چیزیں نہ دو گے تو سرکار کہتی ہے کہ مت دو۔ مگر سوراجیہ کیلئے جو ریت (طریقہ) تمہارے پاس تپشیچریا (ریاضت) کی ہے وہ کرو۔ جس سے تم آنیک سکھ سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔ اگر تم نہیں کرتے تو ہم تمہارے پاس سے ان چیزوں کو نکال لیتے ہیں۔ ایسا سمجھو کہ انگریزی سرکار ہم پر اُپکار (احسان) کر رہی ہے۔ ایسا راج مانگو کہ راج بھی ہمیشہ کا ہو اور بھوگنے والے بھی ہمیشہ رہیں۔ انگریزوں کو تمہارے ہندوستان میں آکر کیا کرنا ہے۔ تم کو سچا سوراجیہ دینے کے لیئے آ گئے ہیں۔ اپنے پاس کا پنیہ (ثواب) خرچ کر کے تم کو آنیک سکھ (دنیوی راحت) بھی دیتے ہیں۔ اور سچے سوراجیہ کو روکنے والی آنیک سکھ کی چیزوں کو بھی کھینچ لیتے ہیں یعنی وہ تمہارے واسطے اپنا پنیہ (ثواب) خرچ کر رہے ہیں۔

تمہارے کہنے کے موافق اگر تم سوراجیہ کا ارتھ (معنی) ہندوستان کا راج ایسا کئے بھی تو تب بھی پہلے ادھر سے سب طرح سے الگ ہو کر ہندوستان کے باہر کی حالت اپنے میں لانی پڑیگی۔ پھر تم کو ہندوستان کے راج کا انبھو (مشاہدہ) آجائیگا۔

نتھ نومی چیت ادھاک ماس سنک ۱۸۴۸ موافق ۷ رمضان ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۸ ارادی بہشت ۱۳۳۵ف سوموار (دوشنبہ) بوقت سہ پہر بمقام بیگم پیٹھ حیدرآباد دکن

ست پرش ہیں اور اپنے میں کچھ فرق نہیں ایسا پختہ یقین کرلینا چاہئے
بھگوان کی تین آنکھوں کا خلاصہ۔ ایشور کو اپنی دونوں آنکھیں دینے والا
خود ایشور بن جاتا ہے۔ اپنی دونوں آنکھیں دینے والی بھگت کی تمثیل۔
خود سری بابا مہاراج کا انوبھو (مشاہدہ)۔ تریا اوستھا کا انوبھو کال حکیم۔
ناسیکا گر درشٹی کیسی لانا۔ انسان کے اندرونی حقیقیہ جوتی کا بیان۔

(عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاد پیشکار وصدر اعظم بہادر باب حکومت گورنمنٹ نظام معہ صاحبزادگان درشن کے لئے آنے پر شری بابا مہاراج نے فرمایا)

ست پرش ہیں اور اپنے میں کچھ فرق نہیں۔ ایسا پختہ یقین کرلینا چاہیے

آپ کے درشن سے سنتوش (تسکین) ہوجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر ایشور کی سچی دیا (کرم) ہوگی۔ کیونکہ آپ ادھر نہیں آسکتے۔ اس لیے ایشور کہتا ہے کہ کسی روپ سے ادھر ہی درشن ہوجائیں اس سے سمجھ لو کہ ایشور کی اپنے پر بہت دیا (کرم ورحم) ہے۔ جیسا آپ کہتے ہیں کہ ایشور ہیں ہم میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اس لیے یہ اچھی طرح نشچے (یقین) کرلینا چاہیے کہ ہم میں اور آپ میں بھی کچھ فرق نہیں ہے۔ یہ آنا جانا اس واسطے ہے۔

کہ استھول روپ (کثیف جسم) کا ویوہار (کاروبار) کیا جائے۔ ایشور کا سنکیت (منشار قدرت) بہت اچھا رہتا ہے۔ ویوہار درشٹی (دُنیوی نظر سے) میں بعض باتیں اپنے کو بری معلوم ہوتی ہیں مگر ایشور درشٹی سے وہ اچھی بھی ہوتی ہیں ایشور سے جو کچھ ہوتا ہے وہ اچھا ہی ہوتا ہے۔ آپ کے پتر (فرزند) ارجن کنور پر ایشور کی کرپا ہونا اسکی آنکھ پر سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو ایشور کی حالت کے لیئے دونوں آنکھوں کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کے دونوں ہی آنکھوں سے دنیا کا (سنسار پرپنچ) ویوہار ہوتا رہتا ہے۔ اسپر ایشور کی درشٹی (نظر) نہیں ہے ایسا سمجھو۔ ایشور کہتا ہے کہ دنیاداروں کو ہم نے دو آنکھیں دو کام کے واسطے دی ہیں۔ مگر تم دونوں سے ایک ہی کام کرتے ہو۔ دو آنکھوں کے دو کام کون سے؟ ایک آنکھ دنیا کے سب سنسار پرپنچ ادک (کاروبار دنیوی) ویوہار اور دوسرے پرمیشور کی اوستھا (جو دنیا سے علیحدہ ہے) دیکھنے کے لیئے ہے) ایسے دو ویوہار کے لیئے دو آنکھیں ہیں۔ مگر تم دونوں آنکھیں سنسار پرپنچ میں لگا دیتے ہو تاکہ سنسار کا سکھ دیکھیں۔ بھگوان کہتا ہے کہ ایک آنکھ ہمارے لیئے دو اور ایک تم دنیا کے ویوہار کے لیئے رکھو۔ تم جس آنکھ کو اچھی سمجھکر بڑا مان (عظمت) دیتے ہو۔ یعنی سیدھی آنکھ ہم کو دی جائے تو بہت اچھا ہے نہیں تو وہ بڑی مان والی (عظمت) آنکھ تم رکھو اور بائیں آنکھ ہی ہمکو دو۔ یہ بھی اچھا ہے۔ دونوں آنکھیں تم ہم کو دیدو گے تو ہم میں اور تم میں کچھ فرق نہیں رہیگا۔ بھگوان کہتا ہے کہ وہ دو آنکھیں جب تم مجھکو دیدوگے تو میری آنکھ تم کو آجائیگی۔ میری ایک ہی آنکھ سے دنیا کا ہی کیا دنیا کے باہر کا بھی سب کچھ ایک ہی وقت میں نظر آجائیگا۔

بھگوان کی تین آنکھوں کا خلاصہ

ایشور کو ایک آنکھ رکھکر پھر دنیا کے موافق دو بھی ہیں۔ اسواسطے اُس کا نام ترنیتر (تین آنکھوں والا) ہے۔ وہ تین آنکھیں کسطرح ملیں؟

ایسا کوئی سوال کرے تو ایشور کہتا ہے کہ ہماری تو پہلے ایک ہی آنکھ تھی۔ پرنتو لیکن
دنیا میں ہمارا سچا بھگت (عاشق) رہتا ہے۔ وہ اپنی دونوں آنکھیں ہمکو دیدیتا ہے
اُس وقت ہم میں اور بھگت میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔
جب اُس کی دونوں آنکھیں ہماری طرف آجاتی ہیں تو ہماری ایک آنکھ اُسکی طرف
چلی جاتی ہے۔ تب اُس میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اسطرح اسکی دو آنکھیں
اور ہماری ایک آنکھ ایسی تین آنکھیں ہو گئیں۔ اب ایسا سمجھو کہ وہ ہم میں مل گیا
یا ہم اُس میں مل گئے۔ پھر اسکو ترنیتر پرمیشور کہو یا بھگو ترنیتر پرمیشور کہو ایک ہی بات
ہو جاتی ہے۔ اس پر سادھوؤں کا رام مہاراج نے کہا ہے۔

"بھگت تو بچ دیو۔ دیو تو بچ بھگت"

ترجمہ

بھگت ہی دیو ہے۔ اور دیو ہی بھگت ہے۔

ایسی ترنیتر پرمیشوری اوستھا ملنے کے لئے بھگت اپنی دونوں آنکھیں پرمیشور کو پوری
طرح دیدیتا ہے۔ وہ کسطرح دیتا ہے؟ وہ پرمیشور کا ہر وقت خیال کرتے کرتے دنیاداری
کی سب چیزیں اور دیوہار وغیرہ جو دو آنکھوں سے دیکھنے کے لئے ہیں اُن کو وہ بھول
جاتا ہے۔ یعنی اُس کی دو آنکھیں ہوتے ہوئے بھی دنیاداری کی چیزیں اور دیوہار اُس سے
دیکھے نہیں جاتے اور دنیاداری میں اُس کا کسی طرح کا خیال بھی نہیں رہتا۔ ایسی
جب بھگت کی اوستھا ہو گئی تو سمجھنا کہ اُسکی دونوں آنکھیں پرمیشور کے ادھین (نذر)
ہو گئیں اور ایشور کی ایک آنکھ اُس کو مل گئی۔ ایشور میں اور اُس میں بالکل بھید نہیں
رہا۔ وہ ترنیتر پرمیشور بن گیا۔

سب لوگ سمجھتے ہیں کہ (اعضا) میں آنکھ کی اندری سریشٹ (افضل) ہے۔ سب
ہوں اور یہ نہ ہوں تو سب بیکار ہیں۔ جن کو آنکھیں نہیں ہیں۔ اور سنا جاتا ہے

اُس کو بہت کہا جائے کہ دیکھو یہ پیتل ہے۔ سونا ہے پیلے رنگ کا ہے مگر وہ
دیکھنے میں نہیں آتا۔ درشٹی (نظر) سے جس کا سمبندھ (تعلق) ہے وہ کچھ سُننے
سے نہیں معلوم ہوتا۔ ایسی سب اندریوں میں سرشٹ دو آنکھیں جو بھگوت
کیطرف سے ہمارے پاس پورن (پوری) طور پر چلی آئینگی۔ جب بھگت اور ہم
پورے پورے ایک ہو جائیں گے۔ اُس وقت ہمارا بھگت ہمارے میں پورا ملگیا
ایسا سمجھو اسکی نشانی کے لیئے ہی ایک آنکھ ہماری ہمارے پاس رہکر اس کی بھی
دو آنکھیں ہمارے پاس ہر وقت رہتی ہیں۔ اسیواسطے ہمارا نام ترنیتر کہلایا جاتا
ہے۔ ایسا بھگوان شنکر جی کہہ رہے ہیں۔

ایشور کو اپنی دونوں آنکھیں دینے والا خود ایشور بنجاتا ہے

بھگوان کہتے ہیں کہ دونوں کی دونوں آنکھیں ہمکو دینے
سے تم بھی خاص ترنیتر ایشور بن جاتے ہو یہ تو ابھی معلوم
ہو گیا۔ اگر اسپر بھی تم دو آنکھیں نہیں دیتے تو مت دو۔
کوئی ایک بھی دینا تمہارا کام ہے۔ اور جو تم دوگے اُس کو
لینے کا ہمارا بھی حق ہے۔ جب ہم کو تم پرمیشور کہتے ہو تو ہمارا سبھاؤ ہے کہ ہمارا
بھگت ہو یا (ابھگت) (غیر عاشق) ہو ہمکو دونوں بھی برابر ہیں۔ اُس کا کسیطرح بھی
فائدہ کریں اور فائدہ ہونے کے لیئے ہمارا جو سبھاؤ (عادت) ہے کہ بہت سی
کارروائی کرتے رہیں۔ اُس میں آنکھ لینے کی بھی ایک کارروائی ہے کسی پر پوری
کرپا کرنا ہو تو دونوں آنکھیں لے لیتے ہیں۔ اپنے آپ سے آنکھیں دینے والا
ہزاروں میں کوئی ایک ہوتا ہے۔ دونوں آنکھوں سے درشٹی (نظر) بند ہونیکے
بغیر تم پر ایشور کی کرپا نہیں ہوتی۔ کیا کسی نے اپنی آنکھیں ایشور کو دی ہیں۔ کیا ایسا
کوئی آدھار (مثال) ہے۔ ہاں ہے۔ سورداس ایک بڑا بھگوت بھگت
ہو گیا۔ اسکی کتھا جب سُنوگے تو سب معلوم ہو گا۔ اس سورداس نے اپنی دونوں

آنکھیں بھگوان کو ارپن (نذر) کر دیں۔ اور اُس کو ایک آنکھ لگ گئی۔ ساکشات (خاص) رامچندر جی کا درشن ہو گیا۔ یہ کتھا پرسدھ (مشہور) ہے۔ اس کی یہاں بستار (صراحت) کرنے کی ضرورت نہیں۔

اپنی دونوں آنکھیں دینے والے بھگت کی تمثیل

اور ایک دوسرا اداہرن (نظیر یا مثال) ہے۔ ایک بڑے مہاتما ست گرو (مرشد کامل) تھے۔ انکے پاس ایک بڑا ہی ٹھیٹ دِڑھ شیشیہ (معتقد مرید) تھا بھگتی کر کے وہ مہاتما ست پرش جیسی جیسی سیوا (خدمت) بولیں وہ بھگتی سے اُن کے حکم کے موافق کرتا رہا۔ سیوا میں بہت کشٹ بھی ہو تو پروا نہیں کرتا تھا۔ ست گرو کی سیوا (خدمت) ان کے کہنے کے موافق اپنے سے برابر ہو سکے تو جان بھی کیوں نہ رکھنا۔ ایسی اُس کی نشٹھا (عقیدہ) تھی۔ ایک دفعہ ست گرو اور وہ شیشیہ پرواس (سفر) میں تھے۔ چلتے چلتے دوپہر کے وقت ایک گاؤں میں پہونچے۔ وہاں سے گاؤں کے باہر جا کر ایک جھاڑ (درخت) کے نیچے جہاں پانی وغیرہ تھا بیٹھ گئے۔ اور اشنان (حمام) وغیرہ کر لئے۔ اس کے بعد ست گرو نے کہا کہ بھیا (بھائی) اب کھانے کا کچھ انتظام کرو۔ بہت دور کا سفر ہو گیا ہے۔ اب مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ اپنے پاس کچھ اناج یا چانول بھی نہیں ہیں جو پکا لیں گے۔ نزدیک گاؤں ہے۔ گاؤں میں جاؤ اور پکی ہوئی رسوئی کی بھکشا (بھیک) مانگ لاؤ۔ ان کا حکم لیکر شیشیہ برہمن چلا گیا اپنے اور اپنے گرو کے موافق وہ گھر گھر پھر کر بھکشا (بھیک) مانگتا رہا۔ مانگتے وقت جس کے گھر میں گیا وہاں جو کچھ پکا ہوا اناج ملا وہ اپنی جھولی میں ڈالتا گیا۔ ایک عورت نے کچھ اناج ڈالا اور اس کے ساتھ اچھے مصالحہ دار تیل میں پکے ہوئے وڑے (بڑے) جھولی میں ڈال دیے۔ اس شیشیہ (مرید) نے بچار (غور) کیا۔

دونوں کے پیٹ بھر جانے کے لائق بھکشا تو ملگئی ہے۔ اب زیادہ کاہیکو بھٹکنا اپنے
گرو کو بھوک لگی ہے جلدی لیکر جانا چاہیئے۔ ایسا سوچکر وہ گرو کے پاس چلا آیا۔ اور
سب بھکشا گرو کے پاس لے جاکر پیش کر دی۔ گرو جی کھانے کو بیٹھ گئے۔ کھاتے وقت
شیشیہ کی پریکشا (آزمائش) دیکھنے کے لیے اور اسے پروین کریا (فضل کامل) کرنے
کے لیے دو چار جو وڑے تھے وہ سب کھا گئے اور پھر شیشیہ سے کہنے لگے کہ بھیّا
(بھائی) کیا اچھے وڑے تھے۔ ایسے وڑے ہم نے کبھی نہیں دیکھے۔ وڑے تو کھلاس
(ختم) ہو گئے مگر ابھی میری ترپتی (سیری) نہیں ہوئی۔ اور تھوڑے سے وڑے
مانگ کر لے آؤ۔ گرو کی یہ بات سنکر شیشیہ گاؤں کے اسی گھر پہ گیا جہاں سے
عورت نے وڑے دیئے تھے جاکر عورت کو پکارا۔ وہ بڑی تیز تھی اس نے کہا ابھی
ابھی تو تجھے بھکشا ڈالی۔ پھر کیا ہے۔ چلا جا۔ شیشیہ نے کہا۔ نہیں مائی۔ ہم ہمارے گرو
کے واسطے وڑے مانگنے آئے ہیں۔ عورت نے کہا ہم تمہارے گرو وغیرہ کو نہیں
جانتے۔ چلے جاؤ۔ شیشیہ اور اور طرح سے پرارتھنا (التجا) کر کے مانگتا رہا اس پر
عورت نے گالیاں وغیرہ دیکر بہت غصہ کی۔ شیشیہ نے کہا اے مائی تم وڑے دیدو
جو ہم سے لینا ہو سو لے لو۔ واپس جانے نہ دو۔ تم جو بولو وہ ہم کرینگے۔ عورت نے غصہ
کے زور میں اس سے کہا کہ تم اپنی آنکھیں دو تو ہم وڑے دینگے۔ شیشیہ نے کہا اچھا
لے لو۔ اور اسی وقت اپنے ناخن سے آنکھیں نکال کر سامنے رکھ دیں۔ عورت
شیشیہ کی یہ اوستھا دیکھکر گھبرا گئی۔ اور اسکا سب غصہ وغیرہ چلا گیا۔ وہ سہمی اور لگی
شیشیہ سمجھکر بولنے لگی کہ شیشیہ ایسا ہے تو گرو کیسا ہوگا؟ ایسا بچار کر کے تازے
تازہ وڑے بنائے اور لاکر اسکی جھولی میں ڈالدیئے۔ شیشیہ نے آنکھ سے خون
گرتا ہوا جسم میں ہوا ایسی حالت میں راستہ ٹٹولتا ہوا دھیرے دھیرے (آہستہ
آہستہ) گرو کے پاس چلا گیا۔ گرو نے دیکھکر کہا کہ اسے یہ تیری کیا دشا (حالت) ہے۔

تیری آنکھیں کہاں ہیں؟ اُس نے کہا کہ آپ کو ٹھ سے ہوتا تھے اور وہ صورت نہیں دیتی تھی۔ اس لئے اُسے آنکھیں دیکر وہاں سے لے آیا ہوں۔ یہ اُس کی بھگتی تھی اور نیشٹھا تھی کہ اُس نے جان تک کی پرواہ نہیں کی۔ گرو نے اُس کی پورن نیشٹھا اور بھگتی اور اس کو کسوٹی میں اُتر گیا دیکھکر اپنی ایک آنکھ دیکر کرتا رتھ (نجات) کر دیا۔ یہ سب ست گرو کا کھیل تھا۔ اب وقت آگیا ہے تو ہم یہ بھی بیتی ہوئی بات ہم کہتے ہیں۔ ست گرو کی جب کرپا ہوتی ہے وہ اُسوقت ہر طرح کے کھیل دکھاتے ہیں۔ میں جب سشیر شٹی میں تھا۔ اُس وقت مجھے جسطرح سے بہت ہی ڈر پیدا ہوا اور میں ڈر گیا ایسا معلوم ہونیلگا۔ ایسے ڈر کے بہت سے پرسنگ (مواقع) آئے تھے۔ اور میں روتا رہتا تھا۔ طرح طرح کا ڈر پیدا ہوتا تھا۔ ست گرو کے کرپا کرنے کی اور اور طرح ہوتی ہے۔ اس وقت کے ایسے بھیتی دایک (پُر از خوف) بہت سے پرسنگ جمع آگئے تھے ان میں سے کچھ تھوڑے کہے گئے ہیں۔ ایک دفعہ دو شخص آگئے انھوں نے میری گردن کاٹ ڈالی میں پاگل سا ہوکر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ میرا سر کہاں گیا؟ اس کا ڈر بُری طرح سے اس وقت دل میں بیٹھ گیا۔ یہ بات بہت بڑی (طویل) ہے وستار (صراحت) سے پہلے کہا گیا ہے۔ یہاں صرف اشارہ کے طور پر کہہ دیا گیا۔

خود شری بابا مہاراج کا ایک انوبھو (مشاہدہ)

ایسی اور ایک اوستھا آگئی کہ ہم کھنڈیا کے مندر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت ایک بڑھی عورت آگئی اُس کو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُس نے کہا تم بیٹھے بیٹھے کیا کرتے ہو۔ تم یہاں پر ٹکے بیٹھے ہو ایسا میرے خیال میں آتا ہے۔ میرے ساتھ چلو میں تمھیں سُکھ کا راستہ بتلاتی ہوں۔ تھوڑی دیر سے پھر تم اپنے ٹھکانے پر چلے آنا۔ اس کی بات میں نہیں مانتا تھا۔ پھر تو وہ اور اور کچھ باتیں کہنے لگی۔ پیچھے سائیں بابا جی اُنکو دیکھ بیٹھے تھے۔ ایسا ہی کہکے میں اُنکو ساتھ لیکر نکلا اور مندر کے دروازہ باہر

ایک پاؤں رکھا۔ پاؤں رکھتے ہی سب دیکھنا بند ہو گیا۔ صرف آجی بائی (بڈھی عورت) اور میں نظر آتے تھے۔ آجی بائی (بڈھی عورت) میرا ہاتھ پکڑ کر لے چلی وہ ایک بہت پرانے مکان کے بیچ کے حصہ میں ایک تل گھر تھا وہاں مجھے لے گئی جو بہت غلیظ تھا جو برسوں سے کچرے کوڑے سے بھرا ہوا تھا وہاں روشنی کے واسطے ایک کھڑکی تھی اس کے پاس مجھے بیٹھنے کو کہی۔ میں نے کہا آجی بائی (بڈھیا عورت) یہاں کیوں لے آئی مجھے ڈر ہوتا ہے اُس نے اتنا کہا کہ ڈرتے کیوں ہو اور زیادہ بات چیت نہ کر سکے۔ اپنے پاس کا چاقو نکالی اور آنکھوں کے سامنے اسطرح پکڑ کر کھڑی ہو گئی کہ جس سے میں یہ سمجھا کہ یہ میری آنکھیں نکال لینے کی تیاری کر رہی ہے۔ ایسا دیکھکر میں گھبرا کر پوچھنے لگا کہ آجی بائی کیا یہ سُکھ کا راستہ ہے؟ اُس نے میری باتوں پر کچھ خیال نہ کر کے اپنے ایک ہاتھ سے میری آنکھ کھولی اور چاقو سے جھٹ کاٹ کر نکال لی۔ میں پکارنے لگا کہ میں اندھا ہو گیا۔ میں بہت دُکھ میں ہوں۔ یہ تم نے کیا کیا۔ آنکھوں سے لہو بہہ رہا ہے اور کٹی ہوئی آنکھیں سامنے رکھی ہوئی نظر آ رہی ہیں اُس نے کہا کہ بڈھے پن کی وجہ سے میری آنکھیں کام کی نہیں رہی تھیں اس لیئے تمہاری آنکھ لے لی ہوں۔ یہ کہکر وہ نکالی ہوئی آنکھیں لے کر چلی گئی۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک وہیں بیٹھکر روتا رہا اور مجھے اندھے کے موافق کچھ نظر نہیں آیا اور گرُپ اندھے کے موافق اُس میں کئی دن اور رات گزر گئے۔ ایسی کلپنا ہوئی۔ بڈھی تو چلی گئی۔ اس تل گھر میں کب تک بیٹھے رہینگے۔ ایسا سوچکر ٹٹولتے ٹٹولتے میں باہر نکلنے کے واسطے چلنے لگا تو دیوار کی ٹکر لگ گئی اور اُسیوقت وہ سب دکھاوا بند ہو گیا۔ اور وہ دکھاوے کی پہلی حالت میں جسطرح سے تھا یعنی ایک پاؤں مندر کے اندر اور ایک مندر کے باہر وہی نظر آنے لگا اور جو وقت تھا وہی معلوم ہو گیا تو پھر میں کہنے لگا کہ تل گھر کہاں گیا۔ یہ کیا بات ہے۔ ایسی بہت ساری

باتیں دن بھر ہوا کرتی تھیں۔ مطلب یہ کہ جب ایشور اپنے کو کھینچ لیتا ہے تو دنیا کے کام کرنیوالی آنکھیں آپ لے لیتا ہے ایشور جو آنکھیں لیتا ہے وہ اپنے بھلے کیواسطے لیتا ہے۔ ایک آنکھ بھی آگئی تو سب کاروبار چلتا ہے۔ دونوں آنکھوں سے دنیا کے کام ہوتے ہیں۔ اندر کی جو ایک آنکھ ہے اُس سے ایشور کا کام ہوتا ہے اور دنیا کا بھی کام ہوتا ہے۔ اندر کی ایک آنکھ سب کو ہے۔ دیکھنے والا پہلے ایک آنکھ سے دونوں آنکھوں کے دوارا (ذریعہ) باہر دیکھتا ہے وہ دیکھنے والا جو ہے اُس کے دیکھنے کا فورس اندر کی ایک آنکھ میں آکر وہاں بالکل نہ ٹھہر کر دونوں آنکھوں سے باہر نکلتا ہے اور باہر کے دکھاوے کا انبھو (مشاہدہ) لیتا ہے وہ دیکھنے والے کی جو جوتی (نور روشنی) ہے وہ پہلے اندر کی ایک آنکھ میں آئے بغیر دونوں آنکھوں سے باہر نہیں نکلتی۔ البتہ وہ اندر کی ایک آنکھ میں ٹھہرتی نہیں۔ ایسی سب دنیا کی دیکھنے کی ویوستھا ہے۔ کوئی یوگی لوگ شاستر کی ریت سے بہت ابھیاس کر کے دیکھنے والے کا فورس دو آنکھوں سے باہر نہ جائے اندر کی ایک آنکھ میں ٹھہر جائے اس واسطے ابھیاس کرتے رہتے ہیں اس کے لئے ایک اُدھارن (مثال) ہی اُس سے زیادہ خلاصہ (واضح) معلوم ہوگا۔

تریا اوستھا کا انوبھو | دیکھو چار اوستھا رہتی ہیں۔ جاگرت[۱] سپن[۲] سشپتی[۳] تریا[۴] (بیداری۔[۱] خواب[۲]۔ گہری نیند[۳]۔ حالت چوتھی[۴]) جو تریا اوستھا ہے اسکا یوگی لوگ گیانی لوگ انبھو لیتے ہیں۔ تیسری اوستھا سشپتی ہے جس کو گاڑھہ ندرا (گہری نیند) کہتے ہیں اس تک سب کوئی جاتے ہیں اور اس سے آگے یعنی دوسری سپن اوستھا (حالت خواب) وہ بھی سب کو معلوم ہے اور پہلی جاگرت اوستھا (حالت بیداری) بھی سب کو معلوم ہی ہے۔ کوئی سوتے وقت جاگرت اوستھا سے پہلے سپن اوستھا (حالت خواب) کا انبھو لے لیتا اور پھر گاڑھہ ندرا میں جاتا ہے۔ کوئی سپن اوستھا (حالت خواب) ہی میں ٹھہر کر وہاں کا دکھاوا دیکھکر جاگرت (بیداری) میں چلا آتا ہے۔ گاڑھہ ندرا (گہری نیند) اُس کو نہیں آتی۔ کوئی

گاڑھ ندرا میں جاکر جاگرت اوستھا (بیداری) میں آتے وقت بیچ میں سپن اوستھا (حالت خواب) میں ٹھہر کر اسکا انبھو لیکر جاگرت (بیداری) میں جاتا ہے۔ نہیں تو پھر گاڑھ ندرا (گہری نیند) میں جاتا ہے۔ کسی کو ایسا بھی ہوتا ہے کہ سونے کے ساتھ ہی سپن کے انبھو کے بغیر گاڑھ ندرا لگ جاتی ہے۔ تو سپن کے استھان پر نہ آکر ایکدم گاڑھ ندرا میں چلا گیا ایسا نہیں ہوتا بلکہ سپن کے استھان پر آتا اور اس کا سوکشم پرمان (لطیف صورت) سے انبھو ہی ہو جاتا ہے۔ پرنتو خیال میں رہنے کے پرمان (حد) تک انبھو نہیں رہتا پرنتو جاگرت (بیداری) سے سپن اوستھا میں آکر ایکدم گاڑھ ندرا میں چلا جاتا ہے۔ اس پرمانے (اسطرح) ہی دیکھنا جو ہے۔ اندر کی آنکھ میں آکر وہاں نہ ٹھہر کر ایکدم دونوں آنکھوں سے اس کا فورس باہر نکلتا رہتا ہے۔ اس کو اور ایک بیوہار کے اُدھارن (تمثیل) سے جلد معلوم ہونے کے لئے سمجھو۔ جیسے ریل گاڑی کو بیچ کے سٹیشن چھوڑ کر آگے کے بڑے سٹیشن تک ہی فورس دیا ہوا ہوتا ہے اور وہ وہیں جاکر ٹھہر جاتی ہے بیچ بیچ سٹیشن کا استھان چھوڑ کر چلی گئی ایسا نہیں ہوتا وہ بیچ کے سٹیشنوں پر سے ہی جاتی رہتی ہے پرنتو وہاں ٹھہرتی نہیں گاڑی میں بیٹھنے والا بیچ کے سٹیشنوں پر ہی جاتا ہے ان کا دیکھا ہوا اور وہاں کے ادر[illegible] لیکن پہنچانے جانے اور خیال میں رہنے کے لائق نہیں نظر آتے۔ اسی طریق پر سمجھو اندر کی آنکھ میں دیکھنے والے کے دیکھنے کا جو فورس ہے وہ اندر کی آنکھ میں آکر وہاں کی حالت پہچانے جانے اور خیال میں رہنے کے موافق کچھ نہیں ہوتا۔ پرنتو وہ استھان سے نکلکر دو آنکھوں سے باہر کے دکھاوے کا انبھو آجاتا ہے۔ دیکھنے والے کی دیکھنے کی جوتی یا فورس جب اندر کی ایک آنکھ ہی تک ہو جائیگا اور وہیں ٹھہر جائیگا تو اس وقت دونوں آنکھوں سے دیکھنے کی جوتی یا فورس نہیں نکلیگا اور باہر دنیا داری کا کچھ انبھو بھی نہیں آئیگا کیونکہ وہ دو آنکھیں دنیاداری کے واسطے ہی ہیں۔ جب اندر کی ایک آنکھ میں جوتی ٹھہر جائیگی تب سرشٹی

ایشور ہزست (ایشور کا بنایا ہوا) جو سکل برہمانڈ کا استھان ہے اور جہاں وہ ایک آنکھ ہی
تو وہ سکل برہمانڈ کا گیان کر لیتا ہے یعنی دنیاداری سے علیحدہ جتنا جو کچھ دیکھنے کے لائق ہے
وہ سب دیکھا جاتا ہے تو دنیاداری کا بھی سب اسی ایک آنکھ سے ہی دیکھنے کا انبھو
ہو جاتا ہے ایسا وہ ایک آنکھ سے ہی سکل برہمانڈ کا کام سب بھون کا دکھاوا دیکھنے کے وقت
وہ دیکھنے والا جو ہے اس کی سادھارن دنیاداری کے موافق حالت نہیں رہتی۔ اس کی
ایک آنکھ سے دیکھنے کے لائق ایشور کے موافق حالت ہو جاتی ہے۔ دیکھنے والے کے
دیکھنے کا فورس جب دونوں آنکھوں سے دنیا دیکھنے کو نکلتا ہے اور پھر دو آنکھوں تک
وہ فورس کی گتی کبھی کنٹھت نہیں ہو کر اندر کی ایک آنکھ میں ٹھہر جائے تو وہ فورس اننت
برہمانڈ (لاتعداد کائنات) میں پھیلتا ہے۔ دونوں آنکھوں سے دنیاداری کا دکھاوا
پرمان ( ) کا دیکھا جاتا ہے۔ اور اندر کی ایک آنکھ سے تو پہلے ماپ اور پیچھے
دکھاوے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ سب دکھاوے اندر کی ایک آنکھ سے دیکھنے والے کے لئے
نئے نئے اور وقت وقت پر اُتپن (پیدا) ہو کر دیکھے جاتے ہیں۔ ایسا نہیں وہ سب
پہلے ہی سے ویسے کے ویسے وہ دیکھتا ہے وہ تو سب پہلے سے بنا ہوا ہے جیسے کا
ویسا (جیسے) استھر (قائم) ہی ہے۔ دیکھنے والا کال چکر پر بیٹھا ہے۔ کال چکر
(پرکار گردش زمانہ) پھرتے پھرتے جب دیکھنے والے کی حالت اندر کی ایک آنکھ سے
ہی دیکھنے کی ہو جائے تو سمجھو کہ وہ کال چکر سے ہی ہو جاتا ہے اور کال چکر سے ہی
دیکھنے والے کو دیکھنے کی اوستھا (حالت) آ جاتی ہے۔ ایسا ہے کہ دیکھنے والا اور
دیکھنے کی چیز انادی (ابد) کال سے استھر (قائم) ہے۔ کال چکر کو گتی ہے۔ اس
کال چکر کی گتی سے یہ دونوں کا کوئی کال (زمانہ وقت) سے ملاپ کا پرسنگ (موقعہ)
آ جاتا ہے۔ (کال چکر) دو آنکھوں سے دیکھنے کی جو دنیا ہے وہ بھی ویسی ہی ہے جیسا کوئی
دیکھنے والا آگ گاڑی میں بیٹھا ہے اور اُسکو بمبئی شہر دیکھتا ہے تو دیکھنے کا بمبئی

استھر (ایک ٹھکانے پر) ہے ہلتا جلتا نہیں کچھ کم زیادہ استھتی ہوتی نہیں اور آگ گاڑی (ریل) میں بیٹھا ہوا دیکھنے والا بھی استھر (مستحکم) ہی ہے۔ آگ گاڑی کو صرف گتی اور فورس ہے تو وہ گاڑی میں بیٹھا ہوا دیکھنے والا اور دیکھنے کا ممبئی شہر ان دونوں استھر وستوں کا آگ گاڑی ملاپ کر دیتی ہے۔ ایسا ہی ہر وقت جس کی بہت ویگ اور گتی ہے ایسے بہت جلد پھرنے والے کال چکر میں رہنے والا جو دیکھنے والا ہے اُس کا اور دیکھنے کا اننت برہمانڈ کے دکھاوے ان کا اس کال چکر سے ملاپ ہو جاتا ہے۔ سوریہ نارائن کا ادھارن بھی ایسا ہی ہے۔ سوریہ نارائن (سورج) بھی استھر ہے اور سوریہ نارائن کو دیکھنے والے اپن (ہم) لوگ بھی استھر ہیں۔ اپن اُس کو دیکھنے کے واسطے کہیں نہیں جا سکتے اور وہ بھی اپنے پاس نہیں آسکتا تو سوریہ نارائن اور اپن دونوں کا درشن یا دیکھنا یہ اوستھا ہونے کے لئے پرتھوی پر اپن اور پرتھوی کو فورس اور گتی ہے وہ سوریہ نارائن کا اور اپنا درشن کرا دیتی ہے۔ ویسے ہی ست کرم سے اندر کی ایک آنکھ میں دیکھنے والے کی جوتی ٹھہرا دینے کی کبھی کال چکر کی گتی ہوتی ہے تو پھر وہ جوتی کا فورس برہمانڈ میں جا کر باہر کا تو کچھ نظر نہیں آتا۔ پرنتو اندر بہت پرکاش معلوم ہوتا ہے۔ وہ پرکاش اور اپن ایک ہو جاتے ہیں اسکو اننت پرکاش کہتے ہیں۔ وہ پرکاش سوریہ نارائن (سورج) چندرما (چاند) وغیرہ کیطرح کے سادھن سے نہیں ہوتا ہے اسی پرکاش میں ایشور دیکھا جاتا ہے

اس کے بعد عالیجناب مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر نے سری بابا سے سوال فرمایا کہ گیتا وغیرہ شاستروں میں ناسکا (ناک) ناسکا گر درشٹی ہونے کا ابھیاس کہا گیا ہے اور کوئی کوئی ایسا ابھیاس بھی کرتے رہتے ہیں تو کیا اس کا مطلب وہی پرکاش (روشنی باطنی) ہوگا ہے اسپر سری بابا نے فرمایا کہ ناسکا گر درشٹی کا ابھیاس ہو تو بھی اندر کی جو ایک آنکھ ہے وہ جوتی ٹھہرنے کے لئے ہے۔ دونوں آنکھوں سے دیکھنے والے کی نظر کا فورس باہر نکلنے کی جو عادت ہو گئی ہے وہ عادت کم کرتے کرتے اندر کی ایک آنکھ میں آنے

اس واسطے وہ ابھیاس ہے۔ ابھیاس کرنے والے جبکی ایک دم ناسکا گر پر درشٹی نہیں ٹھہرتی وہ پہلے نابھی (ناف) کل پر درشٹی (نظر) رکھکر دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) اوپر درشٹی کو چڑھاتے اور پھر ناسکا (ناک) کے اگر پر ٹھہراتے ہیں۔ ایسا ایک دو دن میں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ کوئی اچھا ابھیاس کرنے والا ہو بھی تو کچھ زیادہ ہی دن لگتے ہیں۔ ناسکا اگر پر درشٹی پوری ٹھہر جائے تو وہ دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) پیچھے لوٹتی ہے۔ جب وہ لوٹتے لوٹتے آنکھوں کے نزدیک آجاتی ہے تو وہ اندر کی آنکھ میں چلی جاتی ہے اور اُس وقت ایک دم اندر کے اندر ہی پرکاش ہو جاتا ہے۔ جدھر دیکھو اُدھر اُجالا ہی اُجالا ہو جاتا ہے اس کے لئے سوریہ کی روشنی وغیرہ کسی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس پرکاش سے بڑا انند آتا ہے۔ سوریہ آگی وغیرہ کی طرح تکلیف نہیں ہوتی اسکا دھارن یہ ہے کہ لوہ چمبک (مقناطیس) کے کھینچنے کی حد میں سوئی یا لوہے کا ٹکڑا چلا گیا تو وہ فوراً کھینچ لیتا ہے۔ ایسا ہی سمجھو کہ دونوں آنکھوں کی جوتی پیچھے لوٹتے لوٹتے جب ایک آنکھ کی حد میں آگئی تو وہ ایکدم کھینچ لیتی ہے۔ وہ باہر کی جوتی اندر گھس گئی تو ایک آنکھ سے انند برہمانند کا انبھو فوراً آجاتا ہے ابھیاس کرنے والے کرتے ہیں مگر گرو کی کرپا اور اس کے بتانے کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

جیسا کہ ایک بہت پرکاش کا چراغ ہے وہ چاروں طرف سے بند ہے اور اُس میں خالی دو سوراخ ہیں وہ پرکاش کا سبھاؤ ہے کہ سوراخ سے باہر نکلے اور جو پرکاش سوراخ سے باہر نکلتا ہے اُس کو پیچھے کھینچ کر اس چراغ کی جوتی میں ملا دینا ہو تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ پرکاش جڑ ہے اور اسی لیئے وہ سوراخ قائم رکھکر باہر نکلنے والا پرکاش پیچھے کھینچا جا کر نہیں مل سکتا۔ پرنتو آدمی کے اندر کی آنکھ کی جو آتم جوتی ہے وہ چراغ کے پرکاش کی طرح جڑ نہیں ہے۔ وہ چیتن روپ ہے اسی واسطے آدمی پریتن کرے تو وہ پیچھے کھینچی جاتی ہے۔ وہ جوتی (نور) ہمیشہ کی ہے وہ کبھی کہیں جاتی نہیں۔ نہ

کبھی کبھی ہے، لیکن اس پرشریری (جسمانی حالت) اُپادھی کا غلاف (ڈھکن) آگیا ہے۔ اور
اس میں وہ جوتی رُک گئی ہے اُس کو باہر نکلنے کے لئے اُپادھی روپ جو شریر اُس کی دو
آنکھیں دو سوراخ ہیں۔ اُن دو سوراخوں سے اندر کی جوتی باہر نکلکر دنیا کا انبھو لیا جاتا ہے
یہ اندر کی چیتن جوت پائی گئی ہوگی بھی تو باہر بھی وہی ہے اُسیکا جیو بن گیا ہے پرنتو
جیو روپ سے جو چیتن جوت ہے وہ جو کلپنا کرے وہی باہر نظر آتا ہے۔ اگر کچھ بچارہ
یا کلپنا نہ کرے تو باہر بھی کچھ نظر نہ آئیگا۔ یہ فوٹوگراف کے فوکسنگ کیطرح ہے فوکسنگ
کر کے اندر کے نگیٹو میں جو لیا جاتا ہے پھر وہیں اُسیطرح باہر نظر آتا ہے۔ سچ پوچھو تو سوائے
اس جوتی کے اندر باہر کچھ بھی نہیں ہے لیکن اس اُپادھی سے گھری ہوئی ہونے کے
سبب سے اندھکار بنگیا اور شریر جیو من وغیرہ اُسی سے بنتے ہوئے ہیں۔ تات پریہ
(حاصل کلام) یہ کہ اسی میں اُگی ہوئی جوت سے اپنے ٹھکانے پر وہ جیو جو جو کلپنا کرے
دونوں سوراخوں سے باہر نکلکر وہی دکھاوا (کلپنا کیا ہوا) دیکھتی ہے۔ اگر اپنے کو کبھی
دیکھنا ہی نہ ہو تو وہ جوت اپنی اپنی جگہ استھر رہکر کچھ بھی معلوم نہ ہوگا۔ ایسی گاڑھ نِدرا
کے موافق اوستھا ہو جاتی ہے اُس وقت وہ پرکاش کہیں نہیں جاتا۔

وہ جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ کا ہے۔ دیکھنے والے کو دکھتا ہی کچھ
نہیں۔ ایک آنکھ سے نہ دو آنکھ سے تو پھر دیکھنے والا جو ہے وہ پرکاش میں لین ہو کر
پرکاش کے موافق ہو جاتا ہے۔ پرکاش اور دیکھنے والا دونوں ہی ایک ہو جاتی ہیں
پھر اس کے نہ معلوم ہونے سے نہ سمجھنے کی حالت آتی ہے۔ وہ خود پرکاش ہی ہو جاتا ہے
تو پھر اُسکو کیا دیکھیگا (نظر آئیگا) جب دیکھنے والا نہیں تو اس کے دیکھنے کی چیز بھی
نہیں۔ صرف پرکاش ہی پرکاش۔ پھر اس کو کچھ نہیں معلوم ہوتا تو نہ سمجھنے کی یہ اوستھا (حالت)
آگئی ہے۔ نہ سمجھنا اسکا سروپ اندھکار ہے۔ جیسا پہلے پرکاش روپ گیان روپ
اوستھا ہے ویسا نہ سمجھکر یہ کچھ نہ ہو کر یہی اندھکار روپ سے انبھو میں آتا ہے۔

اسی کو مایا کہنا۔ وہ نہ سمجھنا (مایا) اور وہ پرکاش کا ملاپ ہوتے ہی اچھا بُرا بچار کرنیکی اوستھا والے۔ اسی واسطے جو لوگ انادی (لامتناہی) ہے ایسا کہتے ہیں۔ واستوک (دراصل) دیکھنے والے کو اننت برہمانڈ (لاتعداد کائنات) کے پرکاش کا دکھاوا دیکھنا ہو تو وہ اندر کی ایک آنکھ ہے۔ اگر وہ پرکاش میں لین ہو گیا تو اس کے ساتھ ایک آنکھ دو آنکھ سب لین (وصل) ہو جاتے ہیں۔ وستو ماتر ویسی ہی رہجاتی ہے۔ یہ سب اور شٹ باتیں ہیں ان کا سب پورا پورا الفت کے موافق شادک گیان اس جنم میں جب کبھی پکا ہو جائے تو اس کا پورا پورا خاص انبھو لینے کے لیے ایک ہی جنم پھر آتا ہے اور جو جنم لیکر اس کا انبھو لیتا ہے اسی کو جیون مکت کہتے ہیں اُس کو اس جنم میں انبھو کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے۔ جو جو اپدیش ہوا سب برابر جلکہ شادک گیان ہی ہو جائے تو بس ہے۔

---

۲۳ مارچ ۱۹۳۶ء م ۸ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۱۹ اردی بہشت ۱۳۴۵ف روز سہ شنبہ بوقت آرتی دوپہر (مقام سکوری)

"جس کو کوئی واسنا نہیں اُس کو بابا کہنا"

معتقدین اور بھگت منڈلی کے درشن کرنے کے بعد سری بابا مہاراج نے فرمایا "تم لوگ اب درشن کر لیے ہو جاؤ" دنا تریہ وشنو چھولکر صاحب نے عرض کیا کہ "بابا کے بچن اور اپدیش سننے کے لیے روز نئے نئے لوگ آتے ہیں"

نوٹ ضروری۔ سلہ۔ یہاں شادک گیان سے مراد وہ نہیں ہے جو ویدانت یا اور شاستر کی تھوڑی یا تھوڑی باتیں پڑھ لکھکر زیادہ لیاقت بتلائیں اور لوگوں میں اپنی بدیا کی جھوٹی بڑائی دکھائیں بلکہ ویدا شاستر کی اصلی غرض کو پوری پوری طرح سے سمجھکر خود تجربہ کرنا شادک گیان کہلاتا ہے ۔

سری بابا نے فرمایا کہ آج ہم کچھ نہیں کہینگے۔ دناتر ے وشنو صاحب اور مدن لال جی نے
کہا کہ جیسی بابا کی اچھا (مرضی) اُسپر سری بابا نے فرمایا کہ اچھا (خواہش) رہی تو بابا نہیں
جسکو کچھ اچھا نہیں رہتی اور جو بالکل اچھا رہت (بے خواہش) ہوتا ہے وہی بابا ہے
ایک دفعہ بچہ پیدا ہوا تو پھر اچھا (خواہش) نہیں رہنا۔ تم لوگوں کو بال بچے ہوئے۔
ایک دو یا تین بھی ہو جائیں تو تم اُن کے بابا نہیں بنتے۔ کیوں نہیں بنتے؟ تمہاری اچھا
نشٹ (خواہش فنا) نہیں ہوتی۔ جن ماں باپ کی اچھا (خواہش) سب چلی گئی اُن کو
بابا کہنا چاہیئے۔ میں نے اسواسطے یہ بات کہی کہ تم لوگوں نے یہی کہا کہ جیسی بابا کی
اچھا۔ بابا کی کاہیکی اچھا (خواہش) بابا کو اچھا ہو تو پھر تم بابا کیوں کہتے ہو۔ تمہارے
گھر میں بابا رہتا ہے تو کیا ایسے دو چار بابا ہوتے ہیں؟ بابا باپ یعنی پتا جی کو کہنا۔
کسی دیش میں پتا کے پتا کو بھی بابا کہتے ہیں۔ پہلے پتا کو بابا بولو۔ پتا برابر بابا نہیں
بنتا تو پتا کے پتا کو بابا کہو۔ سچ پوچھو تو اپنے کو اگر ایک بچہ ہو گیا اور وہ پیٹ بھرنے
کے لائق روزگار دھندا کرنے لگا تو اُس کا باپ (بابا) ہونا کیا ہے۔ اچھا رہت ہو جانا
ہے اگر باپ اچھا رہت نہ ہوا تو باپ کا باپ جو دادا کہلاتا ہے اس کو یہ سمجھنا
چاہیئے کہ مجھے لڑکا ہوا تو میں اچھا رہت نہ ہوا اب میرے لڑکے کو بچہ ہو گیا یعنی پوتا
ہو گیا تو مجھے اب تو بابا ہونا یعنی اچھا رہت (بیخواہش) ہونا چاہیئے۔ خاص پتا (باپ)
اچھا رہت نہیں ہوا تو پتا کے پتا کو تو ہونا ضرور ہے۔ وہ بھی نہیں ہوتا تو پھر ہم کو
کیوں بابا کہنا۔ ہم کسی کے بابا نہیں اور ہم کسی کو بابا نہیں کہتے۔ ہماری کیا حالت ہوئی
بھگوان ہی جانتا ہوگا۔ بابا والا بابا ہو جائیگا اور بابو والا بابو ہو جائیگا۔ بابو بچے
کو کہتے ہیں۔ بچہ بابو ہو گیا اور پتا کا پتا (باپ کا باپ) بابا ہو گیا۔ بابا ہو یا بابو ہم کیا
بچار کرتا ہے۔ ہماری کوئی اچھا (خواہش) نہیں۔ تمہاری اچھا کے لئے زبردستی
بات کرنا پڑتا ہے۔ جیو (مزاج) اچھا تو سب اچھا معلوم ہوتا ہے نہیں تو بھاڑ دیتری

(کرایہ) ہیل کے موافق کٹھارا (کرایہ کی ہنڈی) چلانا پڑتا ہے۔ میرے دل میں آج زیادہ بات کرنا نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم لوگ روزانہ اتنے جمع ہو گئے اور ایسے بھگتی وان ہو گئے۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ جہاں بھگتی کرنے کا ٹھکانا نہیں وہاں بھی تمھاری ست بدھی (عقل صافی) جاتی ہے اس میں ایشور تمھارا بھلا کریگا۔ اسی اثنا میں راجہ شنکر راؤ نیم ونت کے فرزند بال راجہ اور فرزند برادر زادہ نسبتی مسمی صاحب راجہ کو گود میں لیکر کنوڈلا اور دوسرا کیبل بتلا کر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔ کیا تم بابا بنو گے۔ ابھی تم بابو ہو لے لو۔ بچہ نے نہیں کہا۔ راجہ صاحب کے دوسرے بچے سے دریافت فرمایا کہ تم بابو ہو یا بابا۔ تم بھی نہیں لیتے۔ پبلک سے مخاطب ہو کر۔ دیکھو جو سچے بچے ہیں وہ پہلے سے ہی باباپن یعنی نراچھاپن لیتے ہیں وہ باپ جن سے یہ بچے پیدا ہوئے پہلے ان کے پاس نراچھاپن یا باباپن رہتا ہے۔ ان کے باپ (باباپن) نراچھاپن لیکر اپنی اچھا بچوں میں ڈالتے (داخل) ہیں اور ان کا باباپن اڑا دیتے ہیں۔ اپنی اچھا بچے میں ڈالدیا اور وہ بچہ بڑا ہو گیا تو باپ کو بابا ہونے دیگا۔ یہ تو یہی بات ہے۔ دیکھو اس سے کیا ہوا بچپن میں جو نراچھاپن (بےخواہشی) رہتا ہے۔ وہ نراچھاپن سے باباپن بھی وہیں رہتا ہے تو ماں باپ کو ویسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ کیسا؟ تو اپنی اچھا (خواہش) وغیرہ بچے میں ڈال کر اس کا نراچھاپن اپنے میں لے لینا اور پورا پورا نراچھا ہو کر یعنی پورا پورا بچپن لیکر سچا باباپن جانا۔ جو کبھی بچہ ہو جاتے تو ماں باپ کا بھی سچا کر تویہ (فرض) ہے اسی واسطے ایسی ایک بات کہی گئی ہے کہ ایک کو پھنسانا اور آپ خود کو فائدہ اٹھانا پڑتا ہے۔ اپنا جس پر حق چلسکتا ہے اُسی کو پھنسانا ہوتا ہے بچہ میں اپنی سب طرح کی اچھا ڈالنا اُس کو پھنسانا ہے۔ بچے کو اسطرح سے پھنسایا جائے بھی تو حرکت نہیں۔ کیونکہ یہ اس واسطے ہے کہ اپنے کو سچا باباپن آجائے۔ بچہ کو پھنسا کر آپ سچے بابا ہو گئے تو بچے کو پھنسانے کا نتیجہ (اثر) بچے پر نہیں ہوتا اپنے باپ کی سب طرح کی اچھا بچے نے لے لی۔ اور باپ سب اچھا سے الگ ہو گیا تو سمجھنا کہ بچہ سب اچھا میں رہکر بھی آخر میں

اچھا رہت کا پرنام (نتیجہ) لے لیتا ہے۔ آجکل تو بچوں کو ہر طرح کی اچھائیں پھنساتے ہیں اور آپ خود بھی طرح طرح کی اچھائیں پڑ جاتے ہیں۔ ایسے ماں باپ کو کیا کہنا۔ بابا ہو جانا کچھ آسان تھوڑا ہی ہے۔ سنت۔ مہاتما۔ گوسائیں ویراگی فقیر سائیں وغیرہ وغیرہ کو پراتن (قدیم) سے بابا کہنے کا دیوہاٹ (رواج) ہے۔ اسکا مطلب یہی ہے کہ وہ سب اچھا سے الگ رہتے ہیں۔ بابا کو کوئی بوا بھی کہتے ہیں۔ باوا۔ بُوا۔ باواجی اور بابا ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ ماں باپ کی سچی اولاد (بچے) جو کوئی ہو اس کا کرتویہ (فرض) بھی یہی ہے کہ جس طرح سے اپنے ماں باپ سب اچھا سے علیحدہ ہو جائیں وہ کام کرتے رہیں۔

اوم شبہم

---

۲۳ مارچ ۱۹۲۶ء م ۸ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۱۹-۱ اردی بہشت ۱۳۳۵ شہراف روز منگلوار (سہ شنبہ) بوقت آرتی شب مقام سبگم پیٹھ

"میں عورت ہوں۔ ویدانت کی ودیا کہیا"

بہت لوگ سری بابا مہاراج کی آرتی کے وقت درشن کیلئے آئے تھے اُن سے مخاطب ہو کر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔

"لوگ سادہو سنت (فقیر لوگ) مہاتما کے دیکھنے کے واسطے (درشنوں) کو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ یہی کہ آپ خود ان کے جیسے ہو جائیں۔ ہماری حالت تم کو اور تمہاری ہمکو معلوم ہو گئی۔ کسی فقیر کے دیکھنے کو اسواسطے جانا کہ اس کی حالت اپنے میں آجائے۔ اگر ایسی حالت چاہیے اور مجھے سادہو فقیر مانتے ہو تو مجھے دیکھ لو۔ ایسی حالت پیدا کرنے کے واسطے کیا کچھ چھوڑنا پڑتا ہے؟ نہیں۔ اوپر سے ویوہار (کاروبار) اور اندر سے فقیری۔ اندر فقیر کا ویش (لباس) اور اوپر امیر کا ٹھاٹ جس میں ہو اسکو فقیر کہنا۔

اوپر تو کھانے کو نہیں ملتا اور اندر ابھان (غرور) کی امیری رکھتے ہیں۔ جو اندر کا ابھان چھوڑ کر فقیر ہو گیا ہے وہ اندر سے امیر اور باہر سے بھی امیر ہی ہے"۔ کسی نے سری بابا سے ایکانت میں بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اسپر سری بابا نے ارشاد فرمایا۔

میں عورت ہوں | جس عورت کو گوشہ ہو اُس سے بات چیت کرنے والا وہی ہو گا جو اُسکا خاوند ہو گا۔ گوشہ میں رہنا بہت اچھا ہے۔ ہمکو گوشہ

ہے۔ گوشہ مرد کو نہیں رہتا عورت کو رہتا ہے۔ مجھے گوشہ ہو تو میں کون ہو گیا؟ میں عورت ہوا۔ ایسی میری حالت ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں خاص گوشہ والا ہوں میرے گوشہ میں آنیکا جسکو ادھکار (اہلیت) ہو میں اُس کے ساتھ بات کروں گا۔ جس کو گوشہ ہو اُس کے ساتھ ہر مرد بات نہیں کر سکتا۔ اگر میں بات کروں تو میرا خاوند مجھے کہیگا کہ تم نے شرم چھوڑ دی۔ اُدھر (ساکوری) جب تم رہتے تھے تو کوئی ہرج نہیں تھا۔ ادہر حیدرآباد میں گوشہ کے ولیق (ملاپ) میں آئے ہو تو تھوڑا گوشہ رکھو۔ کوئی یہ کہے کہ تمہارا خاوند کون ہے؟ بتاؤ۔ تو جس کو دیکھنے کا ادھکار ہو گا وہ دیکھیگا میرا خاوند ہے۔ وہ تو ہے ہی۔ وہ ہو کر اور کوئی میرا خاوند ہو ایسا قاعدہ تھوڑا ہی ہے جو تم میں میرے خاوند کے موافق ادھکار (اہلیت) آجائے تو تم بھی میرے خاوند بنجاؤ گے۔ پنڈت شام راؤ صاحب رکن مجلس پائیگاہ خورشید جاہی نے کہا "جسپر آپ کا انوگرہ (عنایت) ہو گا وہی آپ کا خاوند ہو گا"۔ یہ سنکر سری بابا مہاراج نے فرمایا "کہ تم نے مجھپر انوگرہ کیا۔ میرے انوگرہ کے لیے تم بھی تیار ہو جاؤ۔ جو اپنا ہوتا ہے اُسکے ساتھ بات چیت کرنے میں پردہ نہیں ہوتا۔ اب میں تم لوگوں سے کیا بات کروں تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے ہیں تم کو نہیں جانتا"۔

اتنا کہکر سری بابا مہاراج برخاست کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور اسی انتظار میں حکیم مولوی عبداللطیف خان صاحب ساکن شاہ علی بنڈہ حیدرآباد کی[illegible]

بابامہاراج کے پاس لیجاکر عرض کیا کہ یہ حکیم صاحب ویدانتی ہیں اور سری باباکا اردو ماسک پتر (ماہواری رسالہ) لیکر شوق سے پڑھتے ہیں۔ سری بابامہاراج سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔

اسپر سری بابا نے ارشاد فرمایا۔

ویدانت کی ویاکھیا | **توضیح** " ویدانت یعنی وید کا انت اسمیں وید اور انت دو شبد (لفظ) ہیں۔ خود کون ہیں؟ خود کو کہاں جانا ہے؟ وغیرہ سمجھنے کا سادھن (ذریعہ) جس میں ہوگا اُس کو وید کہنا۔ اپنی پہلی حالت کیا تھی اور اب اپنے سامنے کیا نظر آتا ہے اور یہ کدھر سے آیا۔ اس سے فائدہ ہے یا نقصان؟ اپنا آگے کیا کیا ہونیوالا ہے وغیرہ سب طرح کی اپنی حالت معلوم ہونے کے لیئے سادھن (وسائل) اور کریا (عمل) جس میں تبلائی گئی ہوگی اور جس سے وہ گیان (علم) پیدا ہوتا ہے اس کا نام وید اور اس موافق سب گیان پیدا ہوکر آگے سمجھنے کا کچھ باقی نہ رہا ہو۔ سمجھنے کا یعنی گیان کا انت ہوگیا ہو ایسی اوستھا (حالت) ہوگئی تو سمجھنا کہ ویدانت ہوگیا۔ اپنے آپ کو پورن (کامل) کرکے کر جان لیا تو اس کا نام ویدانت۔ جب تک خود نہیں مرتے اُس وقت تک اپنے پیچھے وید لگا ہی ہے۔ وید یعنی سمجھنا۔ سمجھنے میں کیا کیا آتا ہے۔ سمجھنے کے لئے کس چیز کی ضرورت رہتی ہے کوئی چیز ہی نہ ہو تو کیا سمجھیگا۔ سمجھنے والا۔ سمجھنے کی چیز اور سمجھنا۔ ایسی تین چیزیں ہیں جبکہ جب ان تینوں کا انت ہو جائے تو ویدانت ہوگا۔ وید سے پار ایشور ہے۔ جہاں جاننیوالا جاننے کا اور جاننا نہ ہو وہاں ایشور ہے اس لیئے یہ ترپٹی (تثلیث) خلاص (ختم) کرنیکی ضرورت ہے جس کو یہ ترکیب یاد ہے وہ ایک سکنڈ میں خلاص کر دیتا ہے۔ ہزاروں ویدانت گرنتھوں (معرفت کی کتابوں) سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ سمجھ میں آتا ہے اُسکو چھوڑ دینا چاہیئے۔ سمجھنے کا سادھن (ذریعہ) گیارہ اندریاں (حواس) ہیں۔ ان اندریوں سے جو سمجھا جاتا ہے وہ نہیں ہے ایسا سمجھ لینا۔ کوئی کوئی کہتے ہیں کہ ہم دھیان (مراد شغل کا ایک طریقہ) لگاکر بیٹھتے ہیں تو اور اور (طرح طرح) دکھاوے (نظارے) نظر آتے ہیں وہ

سب دکھاوے دنیا ہی میں کے ہیں۔ اُن سے ویدانت نہیں ہو سکتا بلکہ ویدانت ہونیکا
ایک اُپاسے (تدبیر) ہے وہ اُپائے کرتے کرتے جو دکھاوے دیکھنے میں آئینگے اُن کو
سچا نہ سمجھکر پیچھے ہٹاتے جانا۔ جو کچھ آنکھوں سے دیکھا جائے یا اندر سے معلوم ہو تب بھی
وہ دنیا کی چیز ہے۔ ہم بھی دنیا میں کے ہیں ہم کو جو جو انبھو (مشاہدہ یا تجربہ) آئیگا وہ دنیا
ہی کی چیز کا ہی آئیگا دوسرا نہیں آئیگا۔ یہ سدھانت (اصول) ہے۔ جو اندر باہر
گیارہ اندریوں سے (اعضاء حواس) معلوم ہو اسپر خیال نہ کرتے جاؤ۔ ایسا اپائے
(تدبیر کوشش) کرتے کرتے جتنا سمجھنے کا ہوگا وہ آگے آگے آئیگا اور تم کو سمجھا کر
چلا جائیگا وہ ٹھہرتا نہیں۔ ایسا ہوتے ہوتے سمجھنے کا کچھ نہیں رہتا۔ اس تریپٹی (تثلیث)
سے جب ایک چلا جائے تو باقی دونوں بھی چلے جاتے ہیں جب سمجھنے کی چیز نہیں ہے
تو سمجھنے والا بھی نہیں رہا۔ ایسی حالت کچھ وقت تک رہتی ہے اور جب اسکا انت (خاتمہ)
ہو جاتا ہے تو وید۔انت ہو گیا۔ جہاں وید کا انت ہو گیا تو خاص پرمیشور جس کا انت (حد)
نہیں ہے وہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ جب سمجھنے والا اور سمجھنے کی چیز (خلاص) ختم ہو گئی تو
سمجھنے والا دنیا کے باہر چلا گیا ایسا سمجھنا۔ سمجھنے والا اور سمجھنے کی چیز دونوں دنیا میں ہیں
تم سمجھو کہ ہم سمجھنے والے ہیں۔ تم سمجھنے کا (کام گیری) کام چھوڑ دوگے تو سمجھنے کا بھی سب
خلاص (ختم) ہو جائیگا۔ نہ وہ رہیگا نہ دوسرا کچھ رہیگا۔ جب ایسا ہو تو ویدانت ہوگا۔ ایسا
جب تمہارا ویدانت ہوگا تو تمہارے سامنے جسکا انت (حد) نہیں۔ ایسا اننت برہما
(ذات لامحدود) آکر کھڑا ہوگا۔ پھر وہاں جیسا ہوگا ویسا ہوگا۔ وہاں کیا ہے۔ بغیر سمجھنے
معلوم نہیں ہوتا۔ دنیا کا سمجھنے کا جب سب خلاص (ختم) ہو گیا تو وہ سمجھنے کیلئے جو خودی (اہنکار)
تھی وہ بھی خلاص (ختم) ہو گئی اور وہ اننت برہما (ذات لامحدود) کی جیسی حالت ہوگی
اُس کے موافق سمجھنے کے لئے خودی آگئی ایسا سمجھنا۔ جب ادھر کی، اور ادھر کی خودی
مٹ جاتی ہے تو خود وہی برہما بن جاتا ہے۔ ایسی خودی مٹاتے سمے پُہنچے سنت کہاتا

(فقیرِ کامل) کی کرپا (عنایت) ہو جائے اُس کا ہر وقت اُپائے کرتے رہنا چاہیئے۔
تم لوگ تو خود ہی بڑھانے کی کاروائی کرتے رہتے ہو۔

ادم شبہم

---

۲۴ مارچ ۱۹۲۶ء م ۹ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۰ اردی بہشت ۱۳۳۵ف روز بدھ وار (چہار شنبہ) بوقت آرتی دوپہر مقام محمود باغ بیگم پیٹھ

دلکو شانتا نہ مل گئی تو سمجھنا کہ اپنا سارتھک ہو گیا۔ شانتی دوکان میں نہیں ملسکتی اس کے واسطے کھٹ پٹ کرنا پڑتی ہے۔ سچا ارتھ شانتی ہے پیسہ نہیں۔ نمرتا لینے سے سچا سکھ اور شانتی ملتی ہے۔ نمرتا لینے میں بھی وگھن آتا ہے۔ گھڑے میں بھری ہوئی چیزیں نکالے بنا اُس میں پانی نہیں بھر سکتے۔

آپ لوگ روز ا تنے کا ہیکو آتے ہیں۔ کیا اس کا جواب آپ لوگوں میں سے کوئی ایسا دیگا جس سے میرا دل بھر جائے۔ کیا کوئی نہیں دیتے؟

اسپر کسی صاحب نے کہا "منتیہ جنبہ (انسانی) جو ملا ہے اُس کا ایشور کی کرپا (فضل) اور آپ کے درشن (فیض و مراد) سے سارتھک (انجام نیک) ہو جائے اسواسطے آئے ہیں"

سری بابا نے فرمایا "کیا اس سے میرا من بھر جاتا ہے"

اس کے بعد رائے کرن پرشاد صاحب منتظم دفتر صدر مہا سبھی سرکار عالی نے کہا "ندی بھر چلی ہے اُس میں سے گھڑے بھر کر لے جانے کے لیئے سب جمع ہیں"

اسپر سری بابا نے فرمایا "خود ندی آکر گھر کے گھڑے بھر نہیں دیتی بلکہ بھرنے والے

گھڑے ندی پر لے جاتے اور بھر لیتے ہیں۔ دونوں جواب ٹھیک ہیں۔ پہلے آپ نے کہا کہ منشیہ جنم جو آیا ہے اس کا سارتھک ہونے کے واسطے اور آجو با (بزرگ) نے جو یہ کہا کہ ندی چل رہی ہے گھڑے بھر لے جانے کیواسطے چلی ہے پھر یہ دونوں کام تم بھی کر رہے ہے۔ پہلا جواب سارتھک (زندگی بامراد بنانا) کا ہے۔ اگر سارتھک ہونا کچھ ادھیکار (اہلیت) ہوگا تو سارتھک کر لو۔ دوسرا جواب ندی کا ہے اس کی کام گیری (انصرام کار) بھی تم یہ ہی ہے۔ گھڑے لائے ہو تو بھر کر لے جاؤ۔ دونوں باتیں بھی تم پر ہیں۔ میں تھوڑے سے میں اسکی چھانٹی (خلاصہ) کر دیتا ہوں مجھ سے زیادہ بیٹھا نہیں جاتا اور کھڑا رہا بھی نہیں جاتا۔ کیا کرنا تم سب کھڑے ہو۔ ہم کو شرم آتی ہے۔ ہم بیٹھ بھی نہیں سکتے نہ کھڑا رہا جاتا بیٹھنے اُٹھنے کی بیچ کی (درمیانی) حالت ہم لے لیں تو ٹھیک ہوگا۔ بیچ کی اوستھا (حالت) ہم لے سکتے ہیں تم کیسے لے سکتے ہو۔ وہ بیچ کی اوستھا کیسی رہتی ہے؟ کیا وہ تم کو معلوم ہے؟ بچپن میں ہم اسکول جاتے تھے جو گناہ (غلطی) ہو جاتا تو ہم کو کرسی بٹھاتے تھے ماسٹر تو اچھی طرح کرسی پر بیٹھتا ہے اور ہم کو بغیر کرسی۔ کرسی کیطرح بٹھلاتا ہے۔ ہماری یہ اوستھا (حالت) ہے۔ یہ کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے بیچ کی بات ہو گئی۔ آپ لوگ بیچ کی اوستھا (حالت) نہیں لے سکتے کیوں تو اس کی آپ لوگوں کو عادت نہیں۔ آفس (دفتر) میں صاحب کے پاس جائیں تو کرسی پر بیٹھتے ہیں۔ گھر میں کرسی پر بیٹھتے تھے پہلا بہت کر لیا تھا میں نے دیکھا تھا۔ آپ لوگ کرسی پر بیٹھ جائیے اور بیچ کی اوستھا (حالت) لے لیجئے۔ اسکول میں ماسٹر جیسا بٹھلاتے تھے میں ویسا خیال کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔ سری بابا بغیر کرسی کے کرسی پر بیٹھنے کے موافق کچھ دیر تک بیٹھے رہے اور فرمایا:۔ بیچ کی اوستھا لیئے بغیر ایشور نہیں ملتا۔ پہلے جو ماسٹر تھے وہ بچوں کو ایسی شکشا (سزا) دیتے تھے اس کا مطلب بھی کیا تھا؟ گناہ (غلطی) کا نتیجہ (ملنا) ایسی کرسی بٹھانے کی طرح شکشا (سزا) ملجائے تو اس کا فائدہ ایشور کی کرپا (فضل) ہے۔

بیچ کی اوستھا میں ایشور کی کرپا ملتی ہے۔ اچھا اب تم لوگ بیٹھتے ہو یا کھڑے رہتے ہو؟
بیٹھنا اچھا نہیں۔ لیکن تم کو معلوم ہوگا کہ بابا لیکچر کو کھڑے ہیں۔ میں نے کبھی ایسا کیا نہیں
تم لوگ نیچے بیٹھکر فونوگراف کا پنتر (آلہ) لگاتے ہو۔ پنتر نیچے رکھا جاتا ہے تم لوگ بیٹھکر
پلیٹ لگاتے ہو۔ اور جیسی آواز رہتی ہے وہ سنتے ہو اسیطرح ہم کو بٹھا دیا تو سمجھو کہ
پلیٹ لگانیکا پنتر ہو گیا اور تم جو پلیٹ لگاتے ہو اس میں سے کیا نکلتا ہو وہ سنتے رہو۔
ایسا کہکر سری باباجہاراج بیٹھ گئے۔

دل کو شانتی مل گئی تو سمجھنا اپنا سارتھک ہو گیا۔

پہلے آپ لوگوں کا جواب منشیہ جنم کا سارتھک۔ سارتھک کسطرح سے ہو سکتا ہے؟ سارتھک میں سا اور ارتھ دو شبد (الفاظ) ہیں۔ سا کا ارتھ (معنی ومطلب) ساتھ یعنی برابر تو ارتھ کے ساتھ جس کا جنم (پیدائش) ہو گیا تو اسکا
کا بھاگ (مقصد زندگی) خلاص (ختم) ہو گیا۔ تم لوگوں نے جنم لیتے لیتے بہت
جنم لیئے ہیں ابھی تک منشیہ جنم (جسم انسانی) جو ہے وہ سارتھ (سپھل) نہیں ہوا۔
ایسا تم لوگ سمجھتے ہو اس واسطے سارتھ (تکمیل مقصد زندگی) ہونے کے واسطے
یہاں سارتھ ہو جاویگا۔ یہ سمجھ کر آتے ہو۔ سارتھ یعنی ارتھ کے ساتھ اب
ارتھ کسکو کہتے ہیں۔ یہ کہیں تو پھر ہو گئی بات سکھ (راحت) اور سکھ سادھن (ذرائع)
جس میں ہیں ایسی چیز ارتھ کہلائی جاتی ہے۔ کبھی کسیکو اسکا ارتھ (معنی) معلوم ہو تو
وہ بھی اسکا ارتھ خیال میں رکھنا۔ جہاں جہاں اور جس میں سمادھان کی اور اپنے دل کو
شانت ہونے کی اوستھا (حالت) بھری ہوگی وہ چیز ملگئی تو پھر سمجھ لو کہ اپن سارتھ
ہو گئے۔ سب دنیا پیدا ہوتی ہے اور اپنے کو جس میں سکھ ہے ایسی چیزیں حاصل
کرنے کے واسطے لوگ بہت کھٹ پٹ (جدوجہد) کرتے رہتے ہیں۔ دنیا میں سکھ
بھری ہوئی چیزیں بہت ہیں جس جس کو جیسا سکھ ملانا (حاصل کرنا) ہوگا وہ سکھ

جو چیز میں بھرا ہوگا وہ چیز کو حاصل کرنیکے واسطے دنیا تو بہت کھٹ پٹ کرتی ہے
پرنتو سب سُکھ کی چیزوں میں سے سکھ کی چیز تو روپیہ مانا جاتا ہے۔ تم لوگوں میں
روپیہ بولو نوٹ بولو جس کو تم درویہ بھی کہتے ہو وہی ارتھ ہے سمجھو۔ ارتھ سکھ دینے
والی درویہ کا نام ہے تو دنیا اُسکو سکھ دینے والی چیز کہتی ہے۔ روپیہ یا روپیہ کے
موافق پھل دینے والا نوٹ یا سونا بولو اُس کو ہی درویہ کہنا اور یہی ارتھ سمجھنا
اسی ارتھ کے واسطے بہت کھٹ پٹ کرتے ہیں تو بھی وہ سمادھان دینے
والی ہے ایسا جو کوئی دنیا میں مانتے تو پھر یہی درویہ کو وہی ارتھ کو ملاتے بڑے امیر
بنگئے۔ ارتھ پتی ہو گئے ایسا نسچے کر لیتے ہیں کہ ہم ارتھ وان ہو گئے۔ ہم کرتارتھ
ہو گئے۔ اور ہمارا جنم سارتھک ہو گیا۔ ایسا بعض لوگ نسچے (یقین) کر لیتے ہیں۔
اور سب درویہ ہمارے پاس ہے۔ کرتارتھ اسمیں ارتھ آگیا کرتارتھ یعنی کیا کر لیا
کیا کمایا تو ارتھ کمایا تو جس واسطے ہم کرتارتھ ہو گئے یعنی ہمارے پاس ارتھ ہو گیا
تو پھر ہم سارتھک بھی ہو گئے۔ ایسا ہی سمجھنے والے سمجھتے ہیں تو پھر وہ ایک طرف کی
بازو ہو گئی کرتارتھ اور سارتھ ہونے کی پرنتو ایسے دنیا میں کوئی لوگ ہیں کہ جو درویہ سے
سارتھ اور کرتارتھ ہوئے اس کو سارتھ اور کرتارتھ نہیں مانتے۔ کیوں اسکو نہیں مانتے
کیوں اسکو نہیں کہتے ہیں کہ کیا یہ ارتھ ہے۔ یہ تو انرتھ ہے جن چیزوں میں سکھ سمادھان
بھرا ہے اُس میں ہی دکھ اور جھنگر سنکٹ بھرا ہے ایسے ہی روپیہ نوٹ وغیرہ وستو
وستو روپ چیزوں کو کوئی لوگ مانتے ہیں اس واسطے اسکو انرتھ (ایسا) کہا جاتا ہے
جو سمادھان سکھ دینے والی چیز ہوگی اُس سے ہی دکھ پیدا ہوتا ہے جیسی انگار رہتی
ہے اُس سے روٹی پکا کے آٹا سمادھان ہی ہو جاتا ہے اور اسی سے جھگڑا انرتھ
بھی ہو جاتا ہے ایک ہی وستو سے ایسا بھی ہوتا ہے ویسا بھی ہوتا ہے اسواسطے
کوئی لوگ اسکو ہمارا جنم سارتھک (ثمرہ زندگی) ہوا ایسا نہیں مانتے۔ کیوں نہیں مانتے

اس وجہ سے انوبھو بھی ویسا رہتا ہے وہن والے کو آگے بہت سنکٹ کا پرسنگ
(موقعہ) آتا ہے اس واسطے اس کو ارتھ نہیں بولتے تو پھر جس سے ہر وقت سماداہان
رہ جائے ہر وقت سکھ رہے اور اسمیں دکھ کا انوبھو نہیں۔ پہلے بھی نہیں بیچ میں بھی نہیں
اخیر میں بھی نہیں۔ دکھ کا انش (حصہ) ہی نہیں۔ ایسا خالی سکھ ہی آنند ہی پورن سماداہان
اور بہت شانتی جس میں بھری ہے اور کبھی خلاص و ختم) نہ ہونے
والی ہو ایسی چیزوں کو ارتھ کہتے ہیں اور وہ ارتھ جس کے پاس آگیا تو سمجھنا وہ آدمی
ارتھ کے ساتھ ہے۔ ارتھ کے ساتھ مس لگ گیا تو کہنا کہ وہ آدمی سارتھ بن گیا۔

شانتی دوکان میں نہیں ملسکتی اسکے واسطے کھٹ پٹ کرنی پڑتی ہے۔

جس طرح کا سکھ آنند شانتی سماداہان کبھی خلاص نہ ہونے والا
جس میں ایسا ارتھ حاصل کرنے کے واسطے جہاں ملسکتا ہے
ایسا ہردے (یعنی دل) میں جسکو وچار (خیال) آتا ہوگا وہ وہاں
چلا جاتا ہے وہی منش دھرم ہے اور وہی منش سوبھاو سمجھ لینا
بڑا اچھا رہتا ہے۔ جھاڑ کی جڑ زمین میں رہتی ہے اس جڑ کا
سوبھاؤ ہے کہ جدھر پانی کا بھاس (رخ) معلوم پڑے ادھر چلا جائے اسطرح جدھر سکھ کی
چیز مل جانے کا بھاس ہو جائے ادھر ہی اس کا دل کھچا جاتا ہے۔ جو لوگ دھن دولت
کو ہی سکھ دینے والا ارتھ ایسا مانتے ہیں وہ دھن دولت کے پیچھے کھچے جاتے ہیں۔
اور اس سے الٹ جو لوگ دھن دولت کو بڑا سنکٹ اور دکھ کا پرسنگ ایسا انرتھ
سمجھتے ہیں وہ لوگ دھن دولت کو تچھ (ناقص) کر کے اکھنڈ سکھ جس میں بھرا ہے
ایسی چیز کی طرف ارتھ کھچے جاتے ہیں تو آپ لوگ سمجھتے ہونگے کہ ایسا جو اکھنڈ سکھ
کبھی خلاص نہ ہونے والا سماداہان جس میں بھرا ہے ایسی چیز جو کچھ ہوگی وہ ارتھ یہاں
ہمارے پاس ملیگا اور تم لوگ سارتھ ہو جاؤنگے اسواسطے تم لوگ ادھر آتے ہو گے پرنتو
(لیکن) ایسا نہیں سمجھنا کہاں سے ملیگی۔ ایسا جو سوال کرو گے تو ہم کہتے ہیں کہ دھن

اصلی چیز ملنے کی کھٹ پٹ ہی سارانش (حاصل کلام) جو کچھ ملنے کے واسطے تم کھٹ پٹ کر رہے ہو وہ ان سب چھوڑنے کے واسطے کھٹ پٹ ہو جائے اور جب وہ پوری ہو جائیگی تب وہ اصلی چیز جہاں دیکھو وہاں ملتی ہے پھر کسی کے پاس مانگنے کو جانے کی ضرورت نہیں۔ تو ہمارے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم کہتے ہیں جہاں تم بیٹھے ہو تمھارے گھر میں ہی ہے۔ اس کا رستہ کوئی بتلاوے تو رستہ یہی بتلائیگا کہ اسکو چھوڑنا اور اس کو لینا اپنے باپ دادا کا اپنے گھر میں زمین میں گاڑا ہوا دھن جو رکھا ہے وہ اپنے کو چاہیے تو اسکے واسطے جو کھٹ پٹ کیجائے تو اس کے ملنے کے واسطے نہیں ہے وہ تو اپنے گھر میں ہے۔ اس کے ملنے کے واسطے جس کی اڑچن (رکاوٹ) ہے یعنی اس کے اوپر مٹی پتھر کا بوجھ ہے اس کو ہٹانے کی جو کھٹ پٹ ہے وہی اس کے ملنے کی کھٹ پٹ ہو جاتی ہے۔ اسی موافق یہ بات سمجھو۔

سچا ارتھ نشانی سے پیسہ نہیں

جو سچا ارتھ ہے وہ جہاں دیکھو وہاں ہے۔ اسکو ہی سچا ارتھ کہتے ہیں۔ جھوٹا ارتھ تمہیں کماکی سچے پر ڈھکن کر دیا (چھپا دیا) جھوٹا ارتھ کون سا ہے۔ سنسار پرپنچ پیسہ۔ دھن دولت فلاں چیاں اسکو تم ارتھ کہتے ہو۔ یہ ارتھ کو سچے ارتھ کے اوپر مضبوط کر دیا اور دونوں بھی ارتھ ہی ہیں جو میں نے کہا وہ سچا ارتھ جو ہر وقت کام میں آنے والا ہے جس کا کبھی ناش نہیں ہوتا ایسا سکھ کا ارتھ وہ ایک ہوا اور دوسرا تم لوگوں سے بنا ہوا وہ تمھارا دھن دولت سب چیزیں وغیرہ وغیرہ اور اور جس میں تم سکھ مانتے ہو ایسی جو چیزیں ہیں وہ پہلے کو چھپانے والا دوسرا ارتھ ہے۔ تو پہلے ارتھ پر دوسرے ارتھ کے چھپانے کا بوجھ ہے وہ نکل جاوے تو تو اپنا اپنے کو ملجاتا ہے جیسا گاڑا ہوا دھن وہ بھی مٹی پتھر ہے سونا ہو۔ روپیہ ہو یا اور کوئی چیز ہو وہ بھی زمین سے نکلی ہوئی وستو ہے۔ وہ بھی مٹی پتھر ہی ہے لیکن اس کا وہ روپانتر (تبدیل ہیئت) ہو گیا۔ اسکو تم بھاری اور سچی مانتے ہو۔ مٹی پتھر جو ہے وہ بھی

مٹی پتھر ہے۔ سونے چاندی کو بھی مٹی پتھر ہی کہتے ہیں۔ اُس کو بھاری قیمت کی چیز سمجھ کر
زمین میں گاڑ کر اُس پر مٹی پتھر کا بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ اسکا روپ اور ہے اور اس کا روپ
اور ہے۔ ایک کو بھاری قیمت کا کہتے ہیں ایک کو قیمت نہیں دیتے جسکو قیمت دیتے
ہیں روپیہ چاندی وہ بھی پتھر اور جس کو قیمت نہیں دیتے اور چھپانے والی مٹی پتھر وہ بھی
مٹی پتھر ہی ہے۔ اس سے جو پہلا ہے وہ چھپ جاتا ہے اِس موافق یہ بات سمجھو
کہ سب دنیا اور دنیا میں جو سکھ مانا جاتا ہے۔ دھن دولت۔ بال بچے لڑکے۔ جو بھی یہ سب
چیزیں سنسار پرپنچ وشے وستو سب اصل ہمیشہ کا اللہ کا سکھ جس میں ہے وہ اصلی
چیز ارتھ کو ہی وہ مٹی پتھر کے سمان (موافق) چھپانے کے لیئے یہ چیزیں ہو گئیں یعنی ارتھ
ہو گئیں۔ اس میں سچے اکھنڈ سکھ کے دو بھاگ (دو حصہ) ہو گئے۔ کیا سمجھ گئے؟ کیا یہ
کٹھن (مشکل) ہے؟ کیا بڑے اسکول میں جا کر سیکھنے کی ضرورت ہے؟ تم لوگ بڑی بڑی
پریکشائیں (امتحان) پاس ہونے کیواسطے کھٹ پٹ (کوشش) کرتے ہو۔ دنیا میں اوپر کا
روپیہ پیسہ کماتے ہو تو سمجھو کہ وہ اصلی کھٹ پٹ جس میں اللہ ایشور کا سکھ ہے اُس پر
زیادہ زیادہ اور بوجھ دیکر مضبوطی کے ساتھ چھپ جائے ایسی کھٹ پٹ کر رہے ہو۔
سارانش (الخلاصہ) سونے چاندی کو چھپانے والی چیز مٹی۔ پتھر اور اللہ کے سکھ کی جو چیز
ہے اُس کو چھپانے والی سونا۔ چاندی سنسار پرپنچ وغیرہ میں کیا ہے۔ اوپر کی بات
خیال میں لائی جائے تو سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے۔ الٹا سلٹا (سیدھا) ہو گیا۔

زمین میں گاڑے ہوئے دھن کا دیگ جب چاہیئے تو اُس کے اوپر کے مٹی پتھر کی
رکاوٹ (اڑچن) نکال کر اُس دیگ کا دھن لے لیتے ہیں۔ اسی طرح سمجھو سنسار پرپنچ
سونا چاندی اینک (بے تعداد) وشے وستو (اشیاء لذاتی) سے گڑا ہوا اصلی پرمیشور
اللہ کے سکھ کی اصل سونے کی دیگ کے موافق جو چیز ہے اُس کے ملنے کے واسطے اوپر
کی رکاوٹ (اڑچن) سنسار پرپنچ دھن دولت سونے چاندی کو جدا الگ کر لیا جائے

تو وہ جہاں چاہیے وہاں ملسکتا ہے۔ کیا اس کو خوا لگ نہیں کر سکتے؟ مگر تم ایسا نہیں کرتے جان بوجھ کر نہیں نکالتے تو پھر سچا پارتھ (معرفت) کس طرح ملیگا۔ جب تک تم اوپر کا نہیں نکال سکتے تو وہ ارتھ نہیں ملیگا اور تم سارتھ نہیں ہو سکتے۔ اپنا آپا نکلنے کیواسطے کھٹ پٹ کرو تو ہوگا۔ ایسا سمجھو کہ تم کوکبھی ایشور کے سکھ کی آشا (خواہش) نہیں اور جنم مرن (موت زیست) چھوٹنے کی بھی آشا نہیں تو کچھ تو بات ہو جاتی ہے۔

وہ سکھ کی چیز یا اور کوئی چیز کچھ زمین میں رہتی ہے ایسا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اوپر کی جو تم سمجھتے ہو وہ نیچے سے ہی آتی ہے جتنی سکھ کی چیزیں وہ آسمان سے نہیں آتیں نیچے سے نکلتی ہیں۔ اگر کوئی کہے آسمان سے برسات نہ ہو تو پھر کیسے آتی ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی نیچے سے ہی ہے۔ نیچے کا پانی اوپر جاکر برستا ہے۔ کوئی کہیگا ہم اوپر کی اور بھی ضرورت ہے۔ سورج نارائن (آفتاب) نہ ہوں تو کسطرح سے ہوگا؟ نیچے کا پانی اوپر کسطرح کھینچا جاتا ہے؟ پہلے کسی وقت سوریہ نارائن کی اُتپتی (پیدائش) کی بابت پرمان (ثابت) کیا گیا ہے کہ سوریہ نارائن (آفتاب) بھی نیچے سے پیدا ہوا۔ سار انش (الحاصل) سب سکھ کے وستو (اشیاء) نیچے سے ہی اوپر آتے ہیں۔ ایشور کا سکھ دینے والی بھی چیز جو ہے وہ بھی نیچے سے نکالنی پڑتی ہے۔ نیچے سو کیسے نکلیگی؟ پانی کا جیسا کنواں ہے اس میں سے کیا اوپر چڑھکر پانی نکال لیتے ہیں۔ ڈول رسی لیکر کنویں پر جائیں اور کنویں کے اوپر کی جانب ڈالیں تو کیا پانی آئیگا۔ اس کو تو رسی سے نیچے کنویں میں چھوڑنا پڑتا ہے۔ پھر ڈول جاکر اس میں پانی بھرتا ہے اور وہ اوپر آتا ہے۔ دنیا میں سب سکھ کی وستو پانی ہے اور پانی بھی نیچے ہے اس کو نیچے جاکر ڈول بھر کر لینا پڑتا ہے۔ ایسے اکھنڈ سکھ (راحت متصل) کی چیز بھی نیچے رہی ہے اس کے لئے اپنے کو اُترنا پڑتا ہے۔ نیچے اُترنے سے تو وہ چیز ملتی ہے۔ جیسا

نیچے تا لیتے ہیں
سچا سکھ ایشانی
پانی ہے۔

پانی کے واسطے نیچے نہیں جاتے اوپر اوپر جانا پڑتا ہے۔ اوپر کی مٹی نکال ڈالی تو کنواں
ہوگیا۔ پانی لینے کے واسطے ڈول کھو یا ٹیپ لیکر نیچے جانا پڑتا ہے اسیطرح جو سچی چیز
ہو اُس کے لینے کے لیے نیچے جانا پڑتا ہے۔ اوپر چڑھنے سے وہ نہیں ملتی اسواسطے
شاستر گرنتھ اور سادھو سنت کے واکیہ (قول) میں کہا گیا ہے کہ نمر ہو جاؤ یعنی
اپنے سبھاؤ (عادت) اپنے دل کو نیچ (سب سے نیچی) سے نیچ کر دو کہیں ایسا دیکھا جاتا ہے
کہ اوپر کا ٹھاٹ بڑا پوزیشن اور مغرور پن لیکر ہم سب سے بڑے ہیں ایسا لوگوں کو
بتاتے ہیں۔ یہاں تو کچھ ایسا دکھائی نہیں دیتا۔ بھلے اور نمر کے موافق دیکھے جاتے ہیں
ایک ہاتھ میں لکڑی اور ایک ہاتھ میں رومال ایسے بہت دیکھنے میں آتے ہیں۔
کوئی اوپر بہت مغرور پن سے دیکھے جاتے ہیں اور اندر ایشور کی طرف سے نمر پن
(حالت عجز و انکساری) میں رہتے ہیں۔ کوئی تو اوپر دیکھنے میں نمر (عاجز) رہتے مہاراج
مہاراج کیا کرتے ہیں۔ آپ کے چرن (پاؤں) کی دھول (خاک) ہیں ایسا کہتے ہیں۔
اور پلیے لیے ڈنڈوت ڈال لیتے ہیں مگر اندر کی حالت اس سے اُلٹی رہتی ہے۔ سارا انش
(خلاصہ) یہ ہے کہ جو کوئی تم میں سے نیچے نیچے سب سے نیچے جائے اور کوئی نیچے کا
پازو (پہلو) باقی نہ رہے۔ سب کو اوپر کر کے آپ سب سے نیچے جائے تو سب
کمال ہوگیا۔ جیسے سونے کی دیگ کے (دفینہ) اوپر کی مٹی اوپر کر کے دیگ جب تک نہ ملے
نیچے نیچے جاتا ہے۔ باؤلی (کنواں) کھودنی پڑتی ہے۔ نیچے سے مٹی نکال کر اوپر
پھینک دی جاتی ہے۔ جہاں تک پانی نکلے وہاں تک نیچے نیچے جا کر اوپر کی مٹی پتھر
اوپر اوپر ہی پھینک دیا جاتا ہے۔ اُس وقت تک خود کو نیچے جانا ہوتا ہے۔ ایک
دفعہ پانی کا جھرا لگ گیا تو پھر نیچے جانے کا کام خلاص (ختم) ہوگیا۔ پھر اوپر رہکر ہی پانی مل
جاتا ہے۔ دوستو اسیطرح سب اوستھا (حالت) ہے۔ اللہ کی سکھ کی چیز ہے وہ نیچے سے
نیچے ہے۔ باہر باہر اوپر اوپر جو کچھ دنیا میں دیکھا جاتا ہے وہ اوپر کے اوپر ہی پھینکنے کے

لائق ہے اُس کو اوپر کے اوپر ہی الگ کرکے آپ نیچے ہو جاتا ہے اور پھینکنے کا کچھ رہتا نہیں تو جو رہتا ہے وہ امرت ہے۔ امرت (آبحیات) کا پیکا بڑا اچھا ملجاتا ہے۔
دنیا کے اوپر اوپر کے چھوٹے سنسار پرپنچ کے وشے وستو جو مٹی کیطرح ہیں اوپر پھینکتے پھینکتے خود نیچے نیچے جائیں تو امرت (آب حیات) کا پکا چھرا ملجاتا ہے۔ جیسے کوئی بڑے اسٹیٹ والا شریمنت (دولتمند) انت کال کے سمے (مرنیکے وقت) اپنا اسٹیٹ جہاں کا تہاں رکھکر اُس سے الگ ہو کر چلا جاتا ہے اسیطرح جب تک اپنے انت کال کا وقت نہیں آتا ہے اُس سے پہلے ہی اوپر کا اوپر رکھکر آپ نیچے سے نیچے جاکر پکا امرت کا چہرہ حاصل کریں تو پھر وہ امرہی (زندہ جاوید) ہوگیا۔ اور اُسکے انت کال کا وقت ہی نہیں آتا۔ وہ انت کال کا وقت تو اوپر کی دھن دولت سنسار پرپنچ کی چیزوں ہیں ہے تو اُس کے ساتھ انت کال بھی اوپر کا اوپر ہی رہگیا ویسا نیچے جانا پڑتا ہے تم لوگ نیچے نہیں جاتے ہو کیا کرنا۔ کبیر مہاراج کہتے ہیں۔

دنیا اونچا سب کوئی چلے نیچا چلے نہ کوئے
جو سب سے نیچا چلے وہ سب سے اونچا ہوئے
نیچا ہو سو بھر پیئے اونچا پیاسا جائے
میٹھا میٹھا سب کوئی کھاوے کڑوا کوئی نہ کھائے
جو سب سے کڑوا کھائے وہ سب سے میٹھا ہوئے

سب کا مطلب ایک ہی ہے۔
دو شخص مسافری کو رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک گاؤں کے نزدیک امرائی میں آئے جس میں بہت آم کے پھل آئے تھے۔ یہ دونوں آم اپنے کھیوا سے امرائی میں گھس گئے۔ ان میں سے ایک شخص صرف جھاڑوں کو اوپر دیکھنے اور وچار کرنے میں وقت کھو دیا کہ کون سا پھل پکا ہے اور وہ کسطرح اُس کو ملیگا۔ ایسا کرنے سے اُس کو تو کچھ

پھل نہیں ملا۔ دوسرا شخص اُس کے ساتھ پھر رہا تھا لیکن وہ اُس کے موافق اوپر دیکھکر نہیں چلتا تھا بلکہ نیچے دیکھکر چل رہا تھا۔ چلتے چلتے اوپر سے پکے ہوئے پھل جو پہلے سے ہی نیچے گرے ہوئے تھے اس کو آپ سے آپ نظر آئے اور مل گئے۔ اوپر دیکھنے والا مُنہ دیکھتا ہی رہگیا جس کو نیچے جانیکا ابھیاس (عادت) کرنا ہو اُسکو کوئی بُرا نہ کہے اس واسطے بہت ساودھ گیری (خبرداری) سے رہنا پڑتا ہے۔ کسی نے اپنے کو بڑا پن دیا اور خود نے اُس کو لے لیا تو پیچھے کا پاڑو (پہلو) جو ملتا ہے وہ نہیں ملتا ایسا کرنے سے کنواں کھود کر بیچ میں مٹّی ڈالنے اور بند کرنیکے موافق ہوتا ہے اسواسطے بڑا پن لینا یہ مہادشٹ (بُرا) کرم ہے پرنتو ایسا ایک نیم ہے کہ جو کچھ اپنا اچھا سمجھکر کرنے لگیں تو اس سے الٹی وگھن (خلل) کرنے کی اوستھا (حالت) بھی پرگھٹ (ظاہر) ہوتی ہے جیسے کوئی کنواں کھودنے کی کھٹ پٹ (کوشش) کر رہا ہو اور کوئی اس میں وگھن (خلل) ڈالنے کے واسطے جھگڑا اٹھائے کہ یہ سرکار کی زمین ہے یہاں کنواں نہیں کھودنا وغیرہ وغیرہ۔ اگر سرکار کو یہ معلوم ہو تو کنواں کھودنے کا کام بند کر دیتی ہے پھر تاریخ مقرر ہوتی ہے اور جا کر انصاف۔ سرکار تو اسکی نہیں ہے اپنی مرضی کے موافق انصاف کریگی۔ سارانش (الحاصل) یہ کہ جو پیچھے پیچھے جانے والا ہے اُس کو ہر طرح سے نانا پرکار گپت ریت (مخفی طریق) سے وگھن (خلل)

ٹرتا لینے میں بھی وگھن آتا ہے

ڈالنے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اسطرح جیسے جیسے تم پیچھے کی کھٹ پٹ کروگے ویسے ویسے تم کو لوگ بڑا کہتے جاینگے اور وہ بڑا پن تم نے اپنے پر لیلیا تو سمجھنا کہ وہ بڑا وگھن (خلل) قائم ہوگیا اور آیا ہوا بڑا پن نہ لے کر جس کی طرف سے آیا ہو اُس کو دیا جائے تو سمجھنا کہ وگھن آتا تو ہے لیکن اس کو آپ خود دور کر دیتے ہیں۔ سارانش (خلاصہ) کوئی بھی بڑا پن دے تو اسے گرو مہاراج کو حاضر کرکے اللہ کا درشن اور اُنکا امر

آبِ حیات کا جھرا ملنے کے بغیر کسیطرح کا ابھمان (غرور) ٹوٹا پن نہ لیکر ہر وقت اُتار
میں رہنا چاہیئے۔ اُتار کسکو کہنا؟ اوپر اوپر کی جو چیز ہے جسمیں اپنا دل رہتا ہے
اُس سے اُلٹ (الٹی) نیچے سے نیچے میں ایشور ہے۔ اوپر سے جب اپنا دل ایشور
میں لگ جائے تو سمجھو کہ آپ خود نیچے نیچے اُتار میں جا رہے ہیں۔ اسکی آخری حالت
جب ہو جائے تو وہ اُتار کہلاتا ہے۔ ایک دفعہ وہ حالت اپنے تابع ہو جائے تو
بس ہو گیا۔ سارانش (خلاصہ) جس میں سکھ کی چیز ہے وہ نیچے ہے ایسا کہا گیا ہے
اوپر سے ایک چیز بھی نہیں ملتی اسکا نکال (تصفیہ) ہو گیا اس واسطے اپنا دل کبھی اُتار
میں رکھو چڑھنے نہ دو۔ جیسے جیسے چڑھتے جاؤ گے ویسے ویسے اوپر کی چیزوں میں
پھنسو گے۔ ایک دفعہ پوری پوری نیچے اصلی سکھ کی چیز حاصل کر لو پھر اوپر آؤ۔ کنواں
کھودنے وقت ایک دفعہ پورا پانی ملگیا تو کیا ہر وقت مٹی کھودتے ہیں اوپر رہتے
ہیں پھر ضرورت پڑے تو نیچے جاتے ہیں اور کنوئیں کا پانی لیتے ہیں۔ سچی چیز جو ہے
اسکو پانی کے موافق کھود کر اپنے پاس پوری مضبوطی سے لے لیا تو سنسار پر بیچ
سونے چاندی میں لپٹتے جائیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ اس طریق سے جو کرے اُسکا ہی
جنم سارتھک (کارآمد) ہوا ایسا سمجھو۔ جیسا اسٹیشن پر بہت بڑے پانی کا خزانہ جو تالاب
سمندر وغیرہ سے اوپر لے جانے کی کارروائی کر کر پھر نیچے آنے کے واسطے ایک
اونچی ٹانکی (پانی کی) باندھی جاتی ہے تو نیچے کا پانی اوپر ٹانکی میں بھرا رہی تو اس
ٹانکی میں آنے پر پانی کا پورا کام سارتھک ہو گیا۔ ایسا نہیں ہوتا بلکہ جب پھر نیچے
آکر کام آئیگا تب ٹانکی میں رہے ہوئے پانی کا سارتھک ہو جائیگا اور وہ جو تالاب
سمندر کا پانی تھا اس کا سارتھک ہونے کے لئے ہی اوپر کی ٹانکی بنائی گئی۔ اور
وہی پانی ٹانکی میں جا کر وہاں سے جب پوری طرح نیچے آتا ہے تو وہ پانی کا سارتھک
ہو جاتا ہے اسیطرح سمجھو کہ سمندر تالاب کے موافق خاص اللہ کی جگہ ہی اُس سے

ہی اپنا سارتھک (انجام بخیر) ہونے کیلئے اوپر کی ٹانکی کیطرح دنیاداری میں چلے آئیں تو وہ ٹانکی کے پانی کے موافق جب تک پھر نیچے نہ جائیں اپنے جنم کا سارتھک (انجام نیک) نہیں ہوتا۔ ٹانکی کا پانی نیچے چھوڑے جانے کے بغیر اوپر جیسا رہتا ہے اُسی طرح تم بھی پڑے ہوئے ہو یعنی اپنا دل ہر وقت اوپر چڑھا رہتا ہے اور چڑھ رہا ہے اور چڑھکر اوپر ہی اوپر رہتا ہے اُس کو ایشور کی طرف نیچے اُتار دو تو ہو گیا تمہارا سارتھک (تکمیل مقصد زندگی) اس واسطے سچے ارتھ کی کمائی کرو۔

دوسرے جواب کا جواب کہتا ہوں۔ انھوں نے (مراد از رائے صاحب کرن پرشاد صاحب) کہا ندی بہتی ہے۔ گھڑا بھرنے کیواسطے لائے ہیں۔ اس کا تھوڑے میں جواب سُن لو۔ اچھا

گھڑے میں بھری ہوئی چیزیں نکال لینا اُس میں پانی نہیں بھر سکتے

بھیا (بھائی) جب تم کو یہاں ایسی بڑی امرت کی گنگا روپ ندی پر گھٹ (ظاہر) ہوکر بہہ رہی ہے۔ ایسا پکا معلوم ہوا ہوا اور گھڑے لائے ہو تو بھر کر لیجاؤ لیکن تمہارے پاس گھڑے بھی ہیں۔ وہ بہت سارے اور اور سامان سے بھرے ہوئے ہیں۔ خالی کر لو جس کو ضرورت ہو اوپر کا پانی بھرکے جاؤ۔ اُس کے خالی ہونے کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے۔ اُس کو خالی کرنا اور اوپر سے امرت (آب حیات) لے لینا اسکے معنی یہ ہیں کہ اوپر کا پھینک دو اندر کی جو صفائی ہو جائے تو گھڑے بھی خالی ہو گئے ایسا سمجھو۔ پھر تم کو گھڑے بھر کرلے جانیکی کام گیری (کارگذاری) بھی نہیں کرنی پڑیگی۔ اوپر کے پانی کا سبھاؤ (خاصہ) یہی ہے کہ تمہارا گھڑا صاف یعنی خالی ہو گیا تو اُس میں آپ سے آپ ہی بھر جاتا ہے۔

اوم شبہم

۲۴ مارچ ۱۹۲۶ء م اوھاک ماس دوادشی تتاک ۱۸۴۷ام ۹ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۰ اردی بہشت ۱۳۳۵ ف دن بدھوار (چہار شنبہ) بوقت شب

ندی کے بیچ میں دونوں کناروں کا انوبھو ملتا ہے۔ ہماری اوستھا فونوگراف کے موافق ہے۔ سنسار پر پنج اینٹوری بازو یہ ندی کے دو کنارے ہیں۔ کناروں کا انوبھو لیئے تو فرسٹ کلاس کا انوبھو آئیگا۔ بیوہار اور پرمیشوری لائین کے بیچ میں اللہ رہتا ہے۔ سلام شبد کا ارتھ۔ اسلام اور سلام کا ارتھ ایک ہی ہے۔ پرشوتم ماس کا مہاتم۔

اپنے اپنے کرم میں جیسا ہے ویسا توبھوگنا (بھگتنا) ہی پڑتا ہے۔ یہی ندی میں جو پانی لینے والے رہتے ہیں وہ ادھر کے کنارے پر رہیں تو ادھر کا پانی پینگے اور اُدھر کے کنارے پر رہوں تو اُدھر کا پانی پینگے۔ دو کنارے رہتے ہیں۔ تم لوگوں کا پراربدھ کرم (قسمت) اچھا ہے کہ بیچ کا پانی پی رہے ہو سمجھے۔ دونوں کناروں کا لابھ (فائدہ) لیکر بیچ کا پانی پی رہے ہو۔ کنارہ کنارہ پر جو پانی رہتا ہے اس سے بیچ میں بہت اچھا رہتا ہے۔ بیچ میں جو جانیوالے ہیں وہ وہیں جاکر پانی پیتے ہیں۔ ایسا تمہارا کرم (عمل) ہے۔ میں کچھ زیادہ دیر تک بات نہیں کرتا۔ لاڑ شری کشن صاحب بیرسٹر کیمبرج بتلا کر

ندی کے بیچ میں دونوں کناری کا انوبھو ملتا ہے

سری بابا نے فرمایا۔ فلاں ایک ہائیکورٹ وکیل ہیں اُن کے واسطے یہ بات خیال میں آگئی۔ آپ لوگ دونوں کناروں کا لابھ (فائدہ) لیکر بیچ کا لابھ لینے کی تیاری کر رہے ہو۔ کیسا؟ تم نے منشیہ جنم (انسانی زندگی) لیا ہے۔ ویوہار (دنیا) کی ریت (طریقہ) سے ویوہار میں جو اچھا اچھا ہے جیسے بیارسٹری، ڈاکٹری، ٹری سپرنٹنڈنٹی

سرداری بڑے راجہ مہاراجہ وغیرہ جو تم لوگ خطاب حاصل کرتے ہو وہ دیو بارطیں کا ایک
کنارہ ہے وہ اچھا اور بڑا ندی کا کنارہ ہے۔ ایسا خطاب لیکر جو سکھ (راحت) ہے
اس کا پرنیام (انجام) سکھ ہے ہو وہ ایک کنارہ ہو گیا۔ اب دوسرا کنارہ جو ابھی
میں نے کہا کہ کنارے پر رہکر پانی پینے والے جو بڑے بڑے ادھیکاری (اہل) ہیں۔
وہاں کا ہی صرف سکھ لیتے رہیں تو ایک ہی کنارے پر رہے ایسا سمجھو۔ پرنتو (لیکن)
آپ اس کنارے کا انوبھو (مشاہدہ) لیکر بھی دوسرے کنارے کا انوبھو (مشاہدہ)
نہ رہے ہو۔ پہلے کنارے سے دوسرے کنارے کا لابھ (فائدہ) لینے کے واسطے
ایسی حالت لینی پڑتی ہے اُس وقت تک دوسرا کنارہ نہیں ملسکتا۔ دوسرا کنارہ کون سا!
پرمیشور کی لائن۔ پرمیشور کی لائن لیکر اس میں بھی رُچی لیکر سنت مہاتما (بزرگ کامل) اور
جہاں کہیں پوجیہ (واجب التعظیم) ٹھکانہ ہو وہاں جانا۔ کچھ ست کریا (عمل نیک)
کر لیے رہنا۔ کچھ پنیہ (نیکی) اور دوسری جو کچھ کریا (عمل) ہے دان دھرم (خیرات نیکی)
وغیرہ وغیرہ کرنا چاہیئے۔ یہ پہلے کنارہ سے الٹا کنارہ ہو گیا۔ یہ دوسرا کنارہ ہے۔
تم لوگوں نے وہ بھی کنارہ لے لیا تو پھر اُس کا جو پرنیام (انجام) اور جو وہاں کا سکھ
ہے وہ بھی تم کو مل رہا ہے تو ایسے دونوں بھی کناروں کا تم لوگوں نے انوبھو لیئے۔ اسکا
پورا انوبھو (مشاہدہ) کہاں ملتا ہے؟ جب برابر بیچ میں جاؤ گے اُس وقت انوبھو
ملیگا۔ جب دونوں کنارے پورے پورے ہو جائیں تو دونوں کا پرنیام (نتیجہ) ایک
ہی ہوتا ہے۔ ندی کے ایک طرف کا کنارہ برابر آدھے میں آجاوے تو دوسری
طرف بھی برابر آدھے میں آجائیگا۔ بیچ کا جو حصہ ہے وہ دونوں سے برابر ملتا ہے
اس موقع بیچ کا انوبھو (مشاہدہ) لینے والا منشیہ (انسان) سریشٹھ (افضل)
کہلایا جاتا ہے۔ اس کی مہما (عظمت) گرنتھ شاستر (کتب مذہبی) میں بہت بڑی
کہی گئی ہے۔ اس لئے ہی دیو بارطیں کہتے ہیں کہ سوارتھ (رفاہ عام) سادھ کر (پورا کرکے)

پرمارتھ (عاقبت) سادھ لیا یا سنسار پرپنچ (دنیاداری) کرکے ایشور (ذات خدا) پایا۔ دونوں کو سمان (مساوی) کرلیا۔ دونوں کے بیچ کا جو آنند (سرور) ہے وہ برابر لیتا رہتا ہے۔ ایشور پانے کے واسطے کوئی کوئی سنسار (دنیا) چھوڑ دیتے ہیں۔ گھربار فلاں جہاں چھوڑ کر ایشور کی لائن لیتے ہیں۔ عالیجناب سرمہاراجہ بہادر کے تشریف لانے پر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔ میں ابھی آکر بیٹھا ہوں دو چار شبد (الفاظ) کہنے لگا۔ پرنتو کچھ زیادہ بولنے کی اچھا (خواہش) نہیں تھی تو بھی زبردستی سے جو کوئی آتا ہے فونوگراف کی نیتر (آلہ) کیطرح اس میں پلیٹ لگاتا ہے۔ کبھی دیں تو آواز نکلنے والا ہی اسی موافق ہوتا رہتا ہے۔ میں ادھر جب آرتی کیواسطے آتا ہوں تو روز بچار (خیال) کرتا ہوں کہ آج بات نہیں کرونگا لیکن کیا کرنا۔ نیتر (آلہ) کی سمان (موافق) اوستھا (حالت) ہوگئی ہے۔ ہم خود سے کہہ نہیں سکتے۔ خود سے بولنے والے کو سیکھنا پڑتا ہے۔ کورٹ یا ہائیکورٹ میں بڑے بڑے وکیل، بیرسٹر

ہماری اوستھا فونوگراف کے موافق ہے

رہتے ہیں وہ کیا نیتر (آلہ) تھوڑے ہی ہیں اور کیا پلیٹ لگاؤ تو آواز تھوڑی ہی نکلتی ہے۔ وہ تو پانچ پچیس برس تک تپ (یعنی بارہ برس) ابھیاس (شغل) کیا جاتا ہے۔ قاعدہ اور قانون کا ابھیاس (مہارت) پورا ہو جائے تو جیسا ابھیاس کیا ویسی بات کرتا ہے۔ ہم تو ابھیاس کئے نہ شالہ دیکھے۔ ماسٹر کو دیکھا نہیں۔ سیکھنے کی کبھی اچھا (خواہش) بھی نہیں تھی۔ کیا سیکھنا ہے کچھ عقل ہی نہیں اس لیے سیکھنا وغیرہ کچھ نہیں۔ تم لوگوں میں سے کسی کے جیو کو اگر کچھ کہنا ہو تو تمہارے پاس بہت پلیٹ ہونگے پلیٹ تو ہیں پرنتو (لیکن) تمہارے پاس پلیٹ لگانے کا نیتر (آلہ) نہیں ہے۔ پلیٹ کس کس کے پاس کسطرح سے ہے یہ ہر ایک کو نہیں معلوم ہوتا۔ اپنے پاس پلیٹ تو بہت جنم جنم کے بھرے ہیں اس واسطے فونوگراف کا

جو نیتر (آلہ) رہتا ہے اُس میں جو جو پلیٹ لگایا جاتا ہے اُس پلیٹ میں جیسا ہے ویسی
آواز نکلتی ہے سینکڑوں آدمی رہتے ہیں اُن کے پاس پلیٹ بھی سینکڑوں طرح کے
رہتے ہیں۔ لگانے کے واسطے کسی کے پاس (نیتر (آلہ) بھی رہتا ہے۔ ہمارے بھی
پلیٹ ہیں جس کی بالکل خالی یعنی پلیٹ رہت (بغیر پلیٹ کے) اوستھا (حالت) ہو گئی
وہی نیتر (آلہ) ہوتا ہے کہ سپطح کا بچار (غور) وکار (خرابی) یا کسیطح کا من یعنی دل ہر کسی
ہردے میں نہیں ہے کیول شدھ (بالکل صاف) جس کے ہردے (قلب) کی اوستھا
(حالت) ہے وہی فونو کا نیتر (آلہ) بن جاتا ہے۔ اِسطح ایشور (خدا) نے اسی روپ (قدرت)
سے ہم کو خالی فونو کا نیتر بنا رکھا ہے ایسا سمجھو۔ تم لوگوں کے پاس تو پلیٹس ہیں جسکی
طرف سے جیں ریت (طریق) سے جس کا پلیٹ میرے ہردے میں آجائیگا اُسیطح
کی میرے مُنہ سے آواز نکلیگی۔ میرا مُنہ یا دماغ تو بالکل خالی ہے کہیں سے بھی پلیٹس
نہیں آئینگے تو میں چُپ چاپ بیٹھونگا۔ فلاں بیرسٹر صاحب ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ ہیں
فلاں فلاں ہیں۔ آپ لوگ بڑے دھن وان (صاحب قسمت) ہیں کہ بہتی ندی کے
بیچ کا پانی لے رہے ہیں۔ میں یہ بات کہہ رہا تھا "وہ کنارے رہتے ہیں۔ وہ دو
کناروں کا پانی پینے سے اصلی بیچ کا پانی پینا بہت اچھا ہے۔ کارن (وجہ) یہ کہ دونوں
کناروں پہ کچھ گنجان غلاظت وغیرہ رہتی ہے۔ لیکن جو بیچ میں جانے والے نہیں
ہیں وہ اُدھر کے کنارے والے اُدھر ہیں گے اور اِدھر کے کنارے والے اِدھر
ہیں گے۔ تم لوگ دونوں کناروں کا انوبھو (مشاہدہ) لیکر بیچ کا پانی پینے والے ہو
یہ خیال میں آتا ہے۔ یہ کیسے؟ اس کے لئے میں پہلے کہہ رہا تھا منشیہ (انسانی
حالت) جو آگیا اُسیں ویوہار درشٹی (دنیوی نقطۂ نظر) سے بڑا سب سے بڑا دھیکا (اعزاز)
کمایا۔ جیسے جو کوئی بڑے سپرنٹنڈنٹ بڑے بیرسٹر بڑے ڈاکٹر یا راجہ مہاراجہ
ہو گئے یا خطاب والے وہ اپنے اپنے کرم (اعمال) سے جتنا کچھ بڑا مان (اعزاز)

ہے۔ وہ کمائے تو سمجھنا کہ ویوہار کی ریت (دنیوی طریق) سے ایک طرف کا کنارہ ہو گیا۔

سنسار پر پیچ
اور ایشور ہی بازو
یہ ندی کے دو کنارے
ہیں ۔

اور سکھ (راحت) بھوگتے بھوگتے برابر بیچ میں آ گئے لیکن وہ ایک طرف سے بیچ میں آ گئے۔ دوسری طرف سے بیچ میں نہیں آئے۔ دوسری طرف کی لائن کون سی؟ ایشور کی طرف کی لائن۔ وہی دوسرا کنارہ۔ پر میشور کی بھگتی کرنا۔ سادھو سنت مہاتما اور جہاں جہاں پوجنیہ (واجب التعظیم) جو ہیں اُن کے شرن (قدم) میں جانا۔ اُن کی سیوا دہرم (خدمت) سو بکارنا (اختیار کرنا) اور پنیہ (نیکی) دان دہرم (خیرات) کرنے کی واسنا (خواہش) لینا ایسا جو کچھ ہے وہ دوسری لائن وہی دوسرا کنارہ ہو گیا۔ دو کنارے کس طرح ہیں وہ کہا گیا ہے سنسار (دنیوی) پرپنچ اور ویوہار (کاروبار) کا جیا پن (زندگی) لیکر سکھ دسمرو(؟) کا انوبھو (مشاہدہ) لیتے لیتے بیچ میں چلے آئے۔ اور سنسار پرپنچ کرتے اور انوبھو لیتے ہوئے دوسرا کنارہ پرمیشور کا ہی کما لیا ہے۔ اس کنارے سے بھی بھگتی مارگ (راہ عشق) پر جانا اور بست کریا کرتے رہنا ہی کنارے کے بیچ میں آ رہنا ہے۔ ایسا دونوں طرف سے آتے آتے پورن (کامل طور پر) بیچ میں آ گیا تو اس وقت کی اوستھا (حالت) اور پہلی اوستھا جب دونوں ایک ہو جائیں تو اس کا پرنام (نتیجہ) ایک ہی ہے۔ پرنتو (لیکن) اتنا ہے کہ ایک طرف سے جو آ گئے اور دوسری طرف کے کنارے کا انوبھو لیتے لیتے آنا نہیں ہوا تو اس کا کام آدھا ہو گیا آدھا رہ گیا۔ جب تک دونوں طرف سے نہیں آتے تب تک بیچ کا پانی نہیں مل سکتا۔ ایسے دونوں طرف سے آنے والے اور بیچ کا پانی پینے والے جو آدمی دنیا میں ہونگے اُن کی مہما (عظمت) شاستر گرنتھ (مذہبی کتاب) میں بہت بڑی ہے ایسے آدمی دنیا میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں جیسا کہ زہر بھی پینے والے اور امرت (آب حیات) بھی پینے والے ویوہار سنسار پرپنچ (دنیا داری کے کاروبار) میں جتنا

ٹرا این سو پکارے (قبول کرے) وہ تو پرمارتھ کی بدھی (طریق معرفت) سے چھوٹے نہر کے موافق ہے اور پرمیشور کے کنارے کا بھاگ (حصہ) جو ہے وہ سچا امرت بھائی (مثل آب حیات) پرنتو (لیکن) کیول (صرف) پرمیشور کی بھگتی (عشق و محبت) سے امرت (آب حیات) لیں اور ادھر کا زہر نہ لیں تو امرت کا انوبھو بھی نہیں آئیگا کیسا آئیگا؟ اسکی الٹ (مخالف) بازو کا انوبھو آئے تو امرت کا انوبھو آئیگا اسی واسطے شاستر اور بڑے بڑے موہنیا (عارف) کہہ رہے ہیں کہ بھیا (بھائی) سوار تھ (خدمت خلق) کر کے پرمارتھ (معرفت) کرو یعنی سنسار پرپنچ ویوہار کر کے ایشور کو پاؤ (اس پر سے سدھ (ثابت) ہوتا ہے کہ زہر کا انوبھو لینے کی ضرورت نہیں ہے امرت کا انوبھو لئے بغیر امرت کا انوبھو نہیں آسکتا۔ ایسا بھی ہے۔ زہر کا انوبھو لئے بغیر امرت کا انوبھو ہو سکتا ہے ایسی ایک استھی (حالت) ہے وہ کیسے؟ اپنے کو زہر کا انوبھو لینے کی ضرورت نہیں ہے امرت کا انوبھو تو ہوتا لیکن وہ زہر کے بغیر نہیں آتا تو زہر کھانے والے جو ہوتے ہیں انکی حالت (دکھ درد ایک تکلیف وہ) دیکھنے سے اس کا انوبھو آتا ہے۔ بعض کہتے ہیں ہماری امرت دشا ہے۔ وہ بھی ٹھیک ہے کسطرح سے بھی زہر کا انوبھو اپنے کو ہوا تو بس ہو گیا۔ زہر کا انوبھو کس واسطے؟ امرت کا انوبھو آنے کے واسطے۔ خود نے زہر نہیں لیا۔ دوسرا جو زہر میں پڑا ہے اس کے انوبھو پر اپنے کو انوبھو ہو جاتا ہے۔ تلاش سے زہر کا انوبھو لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اپنی اپنی ایشور کیولرشٹ امرت کی لائن لیکر بیچ میں آتا ہے اور ایک دفعہ ایشور کی لائن سے بیچ میں آگیا تو پھر اور لوگ جو زہر کی لائن یعنی سنسار پرپنچ کی لائن سے آتے ہیں ان کو بھی دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) اپنی طرف بیچ میں کھینچ لیتا ہے اور ایشور کی لائن والے نے زہر یعنی سنسار پرپنچ کی خالی ظاہری حالت دیکھکر جیسا بیچ میں آگیا ہے اسی موافق وہ سنسار پرپنچ زہر کا انوبھو لیکر جو پڑا ہے وہ بھی ایشور کی [illegible] کی

لائن کا انوبھو لینا رہنا ہے ۔ خالی وہ الیشوری لائن والی حالت دیکھنے سے ہی پیچھے میں آکر امرت کا انوبھو لیکر آپس میں ایک دوسرے کا اُدّھار (نجات) کر دیتے ہیں ۔ کیونکہ امرت بیچ میں ہی ہے ۔

ایسی تین اوستھائیں (حالتیں) ہیں ۔ سنسار پرپنچ میں لپٹے رہنا ۔ یہ ایک اوستھا (حالت) ہے ۔ دوسرے کی خراب حالت دیکھکر آپ اچھے کا انوبھو لینا یہ دوسری اوستھا ہے ۔ خود سنسار پرپنچ کی خراب حالت بھوگتے بھوگتے پرمیشور کی اچھی حالت لینا یہ تیسری حالت ہے ۔ یہ سب سے اچھی ہے ۔

سنسار پرپنچ میں ہر وقت لپٹے رہنا یہ پہلی اوستھا ہے ۔ ویوہار (کاروبار دنیا) میں بڑا پن (بزرگی) ابھمان پن (غرور) اپنے سکھ (راحت) کے واسطے دوسرے کا نقصان یا تکلیف کی پرواہ نہ کرنا اور اُس کے بڑے بڑے سنکٹ (تکلیف) اور دکھ بھوگنے کی حالت کو دیکھکر سنسار اور پرپنچ کے جھگڑے میں پڑنے کے بغیر ایشور کی لائن کا کنارہ لینا دوسری اوستھا ہے ۔ یہ اوستھا بڑی بھی ہے تب بھی پوری نہیں ۔ کیوں ؟ سنسار پرپنچ میں بڑا کشٹ (تکلیف) اور بڑا ڈر ہے ۔ بھوگنے والے کو دیکھکر ڈر گئے اس واسطے یہ بھی اوستھا ادھوری ہے ۔

کشٹ رہیکا انوبھو لیے تو فرسٹ کلاس کا انوبھو آئیگا

جیسا کہ پورے بڑے بڑے صاحب لوگ فرسٹ کلاس میں بیٹھتے ہیں وہاں سکھ (آرام) ہے فرسٹ کلاس کے ڈبوں کیطرح سب ڈبے رہیں تو پھر فرسٹ کلاس کچھ رہا نہیں ۔ اور ڈبوں میں گدی نہیں ہوتی تو پھر صاحب لوگوں کو سکھ (راحت) کی اوستھا (حالت) کیسے معلوم ہوگی وہ سب سار سکھ (ایک جیسے) ہونگے ۔ جب کبھی صاحب ایسے کشٹ سے بیل کی معمولی گاڑی میں بیٹھکر جس کے بیل اچھے نہ ہوں اور جس میں نیچے نرم گدی نہ ہو اور اوپر چھاؤں کی ٹٹی (سایہ) بھی نہیں ۔ راستہ بھی سڑک کا نہ ہو جیسا
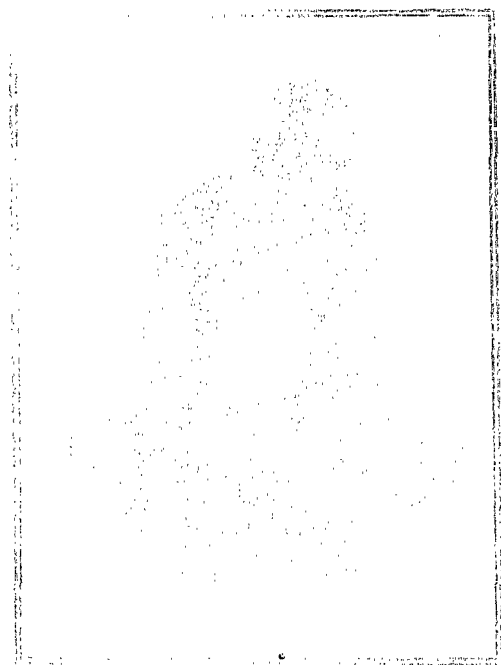
کہ گڈھے (غار) چھوٹے بڑے پتھر بیچ میں رہتے ہیں۔ کبھی پانی سے بھیگ جاتے ہوں
اور راستہ میں گاڑی کیچڑ میں پھنس جاتی ہے۔ ایسی کشٹ (تکلیف دہ) دینے والی
حالت کا انوبھو لیکر پھر فرسٹ کلاس میں بیٹھ جائیں تو وہاں کے سکھ کا انوبھو آئیگا۔ ایسی
ریت (طریق) سے جو انوبھو لینے والا ہے وہ سب سے اچھا ہے۔ یہ تیسری اوستھا ہے
ایسا تو صاحب انوبھو نہیں لیتے۔ پھر کسطرح لیتے ہیں۔ کھٹالے ہیں یا تھرڈ کلاس میں بیٹھنے
والے یا پنڈھرپور کی جاترا کے ڈبوں (ویگن) میں جسطرح بکروں کو بھرتے ہیں اسطرح لوگوں کو
بھر کر گاڑی پنڈھرپور بھیجدیتے ہیں۔ اُس وقت ان لوگوں کی دکھ کارک (پر تکلیف)
حالت دیکھکر اس دکھ کا انوبھو خود لینے کے موافق اُن کو فرسٹ کلاس کے ڈبہ کا اچھا
انوبھو آجاتا ہے۔ اسی واسطے صاحب لوگوں کو بیٹری تھرڈ کلاس یا ویگن (جانوروں یا
سامان کا ڈبہ) میں بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ دیکھکر ہی انوبھو لیکر فرسٹ کلاس کے
ڈبہ میں بیٹھنے سے وہاں کے سکھ کا انوبھو آتا ہے۔ یہ اوستھا (حالت) بھی دوسری
اور ادھوری (نامکمل) ہے۔

فرسٹ کلاس میں بیٹھنے والے بڑے لوگ کبھی تھرڈ کلاس میں خراب (غلیظ)
لوگوں کی بھیڑ میں بیٹھکر فرسٹ کلاس میں بیٹھ جائیں اور فرسٹ کلاس تھرڈ کلاس کی
حالت سماں (مساوی) مان لیں تو سمجھنا کہ وہ سب سے اچھی اوستھا (حالت) ہے۔
سارانش (حاصل کلام) کیا ہے کہ جنھوں نے منشیہ جنم (انسانی زندگی) لیکر ویوہار
(دنیوی کاروبار) میں سرو پرکار (سب طرح) دیکھ لیا۔ اچھی بُری باتیں دیکھ لیں اور دیکھتے
دیکھتے ایشور کا جو کنارہ ہے اُس کو اپنی طرف کر لیا اور برابر کے بیچ میں آگیا وہی سچا
امرت پان کر رہا ہے (آب حیات پی رہا ہے) ایسا سمجھو۔ اس واسطے تم لوگوں کی بڑی
مہما (عظمت) ہے۔ یہ دیکھنے میں آتا ہے۔ کیوں؟ ویوہار میں اچھے بُرے دھکے کھاکر
سنسار پرنتیچ کا سکھ اور آنند سب جھوٹا اور بیوفت جانے والا ہے یہ سمجھکر بیوہار کی نہ

(طریق) اور اپنے کرم (اعمال سے) آیا ہوا سنسار (دنیا) سکھ (راحت) اور بیوہار (کاردنیوی) کا بڑا پن بھی لیکر اُس میں پھنسے بغیر پریشور کا کنارہ سویکار (قبول) کر رہے ہو یعنی دیوہار سنسار پر پہنچ کر کے بھی کوئی سادھو سنت مہاتما پوجیہ (واجب التعظیم) آجائیں تو اُن کے واسطے پنیہ (نیکی) دان (خیرات) اور ستکریا (عمل نیک) جو جو کرنا ہے وہ کرتے رہتے ہو اس سے دونوں طرف برابر بیچ میں آرہے ہو تو کیا تم کو امرت سماں (آبحیات مانند) پانی نہیں ملیگا۔ وہ تو برابر ملنے والا ہی ہے۔ تمہارا مہا (عظمت) سنت مہاتما سے بڑی بھاری ہے۔ ایشور کیواسطے جو ہر وقت چلتا رہیگا اُس نے دونوں طرف کے کنارے جیت لئے۔

بیوہار اور پریشوری لائین کے بیچ میں اللہ رہتا ہے۔ — بیوہار سنسار کی اور ایشور بھگتی کی لائن جب بیچ میں ملجائے تو وہ ہو گیا ساندھا (دو کے ملنے کی جگہ) اور وہ ساندھا جس کو اللہ (خدا) یا پورن برہم پرماتما پرشوتم جس کے نام کا یہ مہینہ چلرہا ہے کہتے ہیں۔ اس مہینہ کو ادھک ماس اور پرشوتم ماس (ہندوؤں کا وہ خاص مہینہ جو ہر تیسرے سال آتا ہے) بھی کہتے ہیں۔ اور وہی مہینہ اسلام کی ریت (طریق) سے رمضان کے روزوں کا مہینہ آگیا ہے۔ سمجھو کہ پرشوتم اور اللہ دونوں بھی ایک ہو کر ساندھے سے دونوں طرف سے اسلام اور ہندوؤں کا اُدّھار (نجات) ہو رہا ہے۔ اس سے سمجھو کہ اسلام کے روزوں کا مہینہ رمضان کہلایا جاتا ہے۔ رمضان جو مہینہ کا نام ہے اس شبد (لفظ) کا جو ارتھ (معنی) ہے وہ جب پوری طرح سے معلوم ہو جائے تو رمضان نام سارتھک (مفید) ہو جاتا ہے اسکا بھی مطلب بہت بڑا ہے۔ وستار (مراحت) سے کہیں تو بہت وستار (طوالت) ہوگا لیکن تھوڑے میں سمجھ جاؤ۔ رام جان۔ اس میں یہ دو شبد ہیں۔ کوئی جا کو زا بولتے ہوں تو جا اور زا میں بہت فرق نہیں سمجھنا۔ سنسکرت اور مرہٹی میں جا اور زا کو ایک ہی کہتے ہیں۔ رم اور جان

رم یعنی ہندو لوگوں کا سب سے پیارا جو پربرہم ایشور پرشوتم جہاں سب سے اچھے
سے بنے ہوئے یوگی لوگ ہر وقت رم مان (آنند میں ٹھہر کر) رہکر آنند (سرور ذات) لیتے ہیں
جان کے معنی جاننا سمجھنا وغیرہ۔ اسپرسے یہ خیال میں آتا ہے کہ اہل اسلام اور سب
مہینوں میں اللہ اللہ کرتے رہیں۔ اللہ کی ریت سے چلیں چلتے رہیں۔ پرنتو (لیکن)
رمضان کے مہینہ میں اللہ کو رام جان کر یعنی سمجھکر رام بھگت کے موافق اُپاس (روزہ)
وغیرہ پلیہ کرم (نیک کام) کرتے رہنا چاہیئے۔ رمضان شبد (لفظ) کا جو ارتھہ (معنی) ہے
اسپر خیال کرکے اس مہینہ میں اللہ ہی کو رام جان کر رام اور اللہ سے ادویت ریت
(طریق یکتائی) سے رہکر رمضان کا سارتھک کردو (فائدہ حاصل کرو) تو اپنے اسلام
دہرم کرنے کا بھی سارتھک ہو گیا ایسا سمجھو۔ مسلمانی دھرم کو اسلام دہرم کہتے ہیں۔
اسکا ہی مطلب رمضان کے ارتھہ (معنی) کے موافق سمجھو۔ اسلام شبد میں اس اور
لام ہے اس میں اُن کے شاستر کار ایسا اشارہ دے رہے ہیں کہ اسلام دھرم ہندؤں
کا جو رام دہرم ہے اُس سے علیحدہ نہ سمجھو۔ اسلام شبد (لفظ) میں ہی ایسا مطلب
نکلتا ہے۔ کیسا؟ اسلام میں اس اور لام دو شبد ہیں۔ اس یعنی اسکو یعنی کس کو؟
اسلامی دھرم کو رام دہرم سمجھو۔ سنسکرت میں نیم (قاعدہ) ہے کہ "لا" کو "را" بولیں۔
اس میں لام یعنی رام ہے اور کچھ نہیں ایسا سمجھو۔ رام سمجھکر ہی اسلامی دہرم جو پالن کیا
جاتا ہے تو اسلام دہرم کا اُس کے شبد اور ارتھہ کے موافق سارتھک کر دیا اور اسلام
دہرم کے پالنے کا بھی سارتھک ہو گیا یہ جانو۔

اسلام شبد کا ارتھہ ــ یہی مطلب سمجھنے کے واسطے اُن کے دہرم میں اُن کے شاستر
اور قرآن میں اسلام کو رمضان کے مہینہ کو پالن کرنے کا
(نیک عمل کرنیکا) اشارہ دے رکھا ہے اور نام بھی اسلام
(اس رام) یعنی اس میں رام ہے لے لیا ہے سلام (سلامتی ـ کلام) کلام کے ساتھ ہو کر (؟)

اسی سے سلام کرنے کا رواج ہوا ہے۔ رمضان کا مہینہ اور اسلام شبد کا سچا اندر کا
ارتھ سمجھ کر ان کا اور اپنا کرنے والوں میں ایک کبیر ہو گیا ہے وہ سب کبیر کے آدھارن
(مثال) سے سمجھو۔ اب پھر سے خیال آتا ہے کہ رام کے بھگت لوگوں سے اسلام کے لوگ
ورودھ (مخالف) نہیں رہے۔ رمضان اور اسلام میں جو سچا ارتھ نکلا ہے اس سے
برہمن وغیرہ ہندو لوگوں کو بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ اپنا رام کیول (صرف) ہندو دھرم
میں ہی ہے ایسا نہیں۔ اسلام دھرم وغیرہ سب میں بھرا ہے۔ جب اسلام کے لوگ
رام بھگت ہندوؤں سے ورودھ (مخالف) نہ رہیں اور رام بھگت ہندو ہی ورودھ
رہیں تو رام بھگت ہندو اپنا نقصان آپ اٹھائیں گے اُن کو رام نہیں ملیگا۔

رام اور اللہ بالکل ایک ہی ہیں۔ جس اوستھا (حالت) کا نام رام ہے اسی اوستھا کا
نام اللہ ہے۔ رام کے نام اننت (بے تعداد) ہیں اور رام کے موافق اُس کی لیلا
(قدرت) بھی اننت ہے۔ ایسا سمجھو کہ رام کے جتنے اننت نام ہیں اُس کا ہی ایک نام
اللہ ہے۔ وہ نام کی ریت سے (یعنی اسلام دھرم کے طریق سے) اللہ کے نام سے لیلا
کر رہا ہے یا یہ سمجھو کہ اللہ کے ہی بہت سے نام ہیں۔ اللہ کا ہی ایک نام رام ہے۔
اور اللہ ہی نے رام نام دھرم کی ریت (طریق) سے ہندو دھرم میں لیلا کر رہا ہے۔

اسلام اور سلام کا ارتھ ایک ہی ہے

ایسا پکا سمجھو کہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اس کی خاطری (اطمینان) ہونے کے واسطے ہی ابھمان (غرور) سے دونوں کو الگ الگ ماننے والے پر ثابت کرنے کے لیئے ہی یہاں اسلامی دھرم کے رمضان
کے مہینہ کے روپ سے اللہ اور ہندو دھرم کے پرشوتم مہینے کے روپ سے رام
ان دونوں کا ملاپ ہو کر ایک روپ (شکل) ہوتے ہیں۔ دونوں طرف سے وہ اللہ
اور رام ابھید روپ (ذات بے تفریق) سے ایک ہی ہیں یہ نیارے نہیں ہیں۔
اب اگر تم "جان" شبد میں سے "جا" کو "نا" بولتے ہو تو مسلمانی ریت کے موافق

رمضان کو اُلٹا کر کہو تو "نا"، "زا"، "مر" ہوتا ہے۔ "نا" یعنی نہیں۔ "زا" یعنی جانا "مر" مرنے کی اوستھا (حالت) یعنی مرنیکی اوستھا میں یعنی جنم مرن (پیدائش و موت) کیطرف مت جاؤ۔ پھر کدھر جانا؟ تو سیدھا رمضان کہو۔ رم (رام) کو سمجھکر جا یعنی جاؤ۔ رام کو اللہ اور اللہ کو رام سمجھکر اُس کیطرف جاؤ۔ اور جاکر یوگی لوگوں (مرتاض) کیطرح وہیں آنند (سرور دائمی) میں یعنی رام پد اللہ پد میں رم مان ہو جاؤ۔ رام اور اللہ کو ایک ہی سمجھکر وہاں آنند لیا جائے اور جنم مرن (زندگی) (موت) کا چھیر اچھوٹ جائے اسی واسطے پورا رمضان کا مہینہ ہندو لوگوں کے موافق اُپاس (روزہ) نراہاری (بغیر کچھ کھائے) رہنا پڑتا ہے۔

پرشوتم ماس کا مہاتم

گذرے ہوئے سال اور آئیندہ سال کے بیچ کا جو سا ندھا ہے اُس کے بیچ کا جتنا کال (زمانہ) ہے وہ کال مہینہ کے دن کے پرمان (حد) کا ہے اس کال (وقت یا زمانہ) کو پرشوتم کہا جاتا ہے اسپر دو سال کا سا ندھا آگیا ہے۔ اس واسطے ساندھے یعنی پر سب کال کی بڑی بھاری مہا (عظمت) مانتے ہیں۔ پہلے اسکا ذکر تفصیل کے ساتھ آگیا ہے اُسی پرشوتم کے مہینہ کو مل ماس بھی کہتے ہیں۔ جتنے جنم کا (زندگیوں کا) اپنے پاس میل جما ہوا ہے وہ سب صاف کرنے کیلئے اپنے پاس ساکشات (بنفس نفیس) گنگا آگئی ہے سمجھو اس میں جو جو کریا (عمل) کیجائے تو سب میلا بھی چلا جاتا ہے خود دھونے کی کوشش نہ کریں بھی تو چلا جاتا ہے سنسکرت کے نیم (قاعدے) سے "لا" کی جگہ "را" کہا جائے تو مر ماس ہو جاتا ہے۔ مر ماس میں ایسی بڑی شکتی (قوت) ہے کہ مر جانے کے موافق جو کچھ ہوگا اسکو مرجانے کا کام برابر ہو سکتا ہے۔ مر جانے کے موافق کیا ہے؟ جو نہیں جانیوالا ہے اُس سے علیحدہ جو ہے وہ سب مر جانے والا ہے۔ خاص پرشوتم جو ہے وہ مرجانیوالا نہیں ہے۔ اپنے کو ناس وہی دستھا ہونا اپنے میں اور پرشوتم میں ذرا بھی بھید (فرق)

نہ رہنا۔ پرنتو (لیکن) پرشوتم کے پاس مرنے کے موافق کچھ نہیں اور نہ پیچھے مرجانے کے
موافق جو کچھ ہے اس میں لپٹے ہوئے ہیں تو جب تک مرجانے کے موافق جو کچھ ہے اور
جس کے ساتھ خود ہیں اُس وقت تک پرشوتم حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسا جو پرشوتم
ماس اور پرب کال ہے آس پاپ جنم جنم کا بھی خلاص (ختم) ہو جاتا ہے یعنی جو مرجانے
کے موافق ہے وہ نکل جاتا ہے۔ مرجانے اور ناش ہونے کے موافق جو ہے اس کا ہی
نام پاپ (گناہ یا غلاظت) ہے پرشوتم سے ملاپ ہونے کے لئے جو مرجانے کی طرح ہے
اُس کا مرجانا ضرور ہے یعنی ناشونت وستو (فانی چیز) ہے کر اس سے علیحدہ ہونا ضرور
ہے۔ سب میلے سے علیحدہ ہو جائے تو پرشوتم سے بھی ملاپ ہو گیا ایسا سمجھو۔
ایسا ہوا تو پھر کیا ہوگا؟ مل ماس میں "لا" کے شبد کو "را" کہا جائے تو "مر"
ہو جاتا ہے۔ سب مرجائے یعنی آپ اُس سے علیحدہ ہو جاؤ تو پھر کیا مر کو الٹا کر کے
کہنے سے رم ہو جاتا ہے تو پھر رم کی اوستھا یعنی رام کی اوستھا میں پرشوتم روپ
ہو کر رام پد میں ہر وقت رم مان ہو جاؤ گے ایسی مل ماس کی مہما (عظمت) ہے۔

بابا تو مرنے کی بات کہہ رہے ہیں ایسا کوئی کہے تو کیا مرنے کی بات سے
تم لوگ ڈرتے ہو؟ دنیا میں مرنا اور مرنے کی بات اچھی نہیں ہے اور بڑی ڈرانے والی ہے
یہ مرجانے والی ہے اور ڈرانے والی ہے اس واسطے مرجانے والی ایسی ڈر والی اوستھا کو کیوں پاس کہنا یہ اوستھا چھٹتی جائے
اتنی جانے دو۔ تم اپنی رم اوستھا کو پکڑ لو۔ رم اوستھا آگئی تو پھر مر بھی نہیں اور ڈر
بھی نہیں پھر آنند ہی آنند ہے۔ اسی کو پرشوتم سمجھو۔ رام اوستھا۔ ہندو دھرم
والوں کو رحیم اسلام دھرم والوں کو اللہ خدا پرشوتم پیارا تھا سب وہی ہے۔ وہاں
جانے کے واسطے جو تم کوشش کرتے ہوگے تو لیجئے پرب کال سامنے ہیں جو
آتے ہیں اس میں جو جو ست کرم (اعمال نیک) کیجئے آپ سے ڈرانے والی
اوستھا چلی جاتی ہے۔ وہ اوستھا (حالت) چلی گئی تو رم جان کی اوستھا ہر وقت

رہتی ہے پھر جب اُس ڈر رہے ایسی مرجانے کی جو اوستھا ہے وہ اپنے سے ڈر کر پھر وقت دور ہی دور رہتی ہے اور اپنی اچھیا (خواہش) سے کبھی اپنے پاس آ بھی گئی تو اپنی طرح آنند روپ (ذاتِ مسرور) ہو کر اُس میں مل جاتی ہے۔

اوم شانتیہم

---

۳۵ ف

۲۵ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۰ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۱۲ اردی بہشت م ادھک ماس تتھ دوادشی روز پنجشنبہ بوقت آرتی کا جب سبھی بیٹھ گئے دل شانت ہو گیا تو شری (بسم) نے بیوہار بھی بند ہو جائیں گے۔ جو جو کچھ اپنے کو نظر آتا ہے وہ ایشور ہی ہے۔ آدمی یہ پرمیشور کا آخر کا اوتار ہے۔ ایکادشی کرنے والا بیکنٹھ میں جاتا ہے۔ ایشوری سکھ ملانے کا کچھ سادھن (خاص طریقہ) سنسار (دنیا) بھی ہے۔ دنیا روپ قید خانہ کے باہر جانا ہو تو بھگوان کو خوش کرو۔

جب سری بابا کا کہنا شروع ہوتا ہے اُس وقت اُن کا اُپدیش (نصیحت) سب کا سب لکھنے کے واسطے لکھنے والے بابا کے منع کرنے اور کسی وقت نکال دینے پر بھی کاغذ پنسل لیکر ہر وقت اُن کے پاس تیار ہی رہتے ہیں معمول کے موافق لکھنے والے بابا کے پاس کاغذ پنسل لیکر بیٹھ گئے اُن کو دیکھ سری بابا نے فرمانا شروع کیا۔ میں کچھ نہیں کہوں گا تو تم کس طرح سے لکھو گے۔ یہ بھی لکھ رہے ہو۔ ارے رام رام۔ بھلا روز روز جو کہا جاتا ہے وہ سب کچھ ایشور (خدا) کے واسطے کھٹ پٹ

(جدوجہد) کرنے والے کو بہت اُپیوگی (مفید) ہے جس سے اپنا دل شانت (مطمئن) ہو جاوے۔ شانت ہونا یعنی کیا؟ دل کا ویوہار بند ہو جانا دل کا ویوہار (کاروبار) سب

دل شانت (مطمئن) ہو گیا تو شریر (جسم) کے ویوہار بھی بند ہو جاینگے

شانت ہونا سب بند ہونا اسکو شانت نہیں کہتے۔ جب دل کا ویوہار بالکل بند ہو جائے تو تمہارے سکھ دکھ کے واسطے جو کچھ کرنا ہوتا ہے یا جو ہوتا رہتا ہے وہ کچھ نہیں ہو گا۔ دنیا کی حالت میں لوگ جو سکھ پیدا کرتے ہیں اس واسطے بھی کچھ کریا (عمل) نہیں ہو سکیگی۔ کیوں؟ اپنے ہاتھ پاؤں آنکھ وغیرہ جو اندریاں (اعضاء) ہیں ان سے ہی سب کریا (عمل) ویوہار (کاروبار) ہوتا رہتا ہے۔ پرنتو (لیکن) پہلے دل میں جب کوئی ویوہار کرے تو پھر باہیہ اندری (بیرونی) اعضاء سے ویوہار ہو سکتے ہیں۔ جب دل کا ویوہار بند رہے اس کو ہی تم جو شانت کہتے ہو تو پھر لینے کھانے پینے کا جو شریر دھرم (فرائض جسمانی) ہے وہ بھی نہیں ہو سکیگا۔

اسی وقت کوئی صاحب آ گئے سری بابا نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں تو نرسنگھ راج بہادر نے عرض کیا کہ "یہ نواب قادر نواز جنگ بہادر مہتمم محلات مبارکہ علاقہ صرف خاص ہیں"۔ سری بابا نے فرمایا "بہت ہمارا بھاگ (تقدیر) ہے۔" قادر نواز جنگ بہادر نے عرض کیا بھاگ ہمارا کہ اوتار کو دیکھے۔

جو جو کچھ اپنی کو نظر آتا ہی وہ سب ایشور ہی ہے۔

سری بابا نے فرمایا دیکھنے کے موافق یہاں تو کوئی ایسا اوتار نہیں ہے۔ کسطرح سے آپ لوگ اوتار سمجھکر ہم کو دیکھتے ہیں۔ وہ جھوں نے سب اوتار لیلا دیکھی اُس کا نام اوتار۔ چوراسی لاکھ اوتار شاستر گرنتھ (کتب) میں لکھے ہیں۔ اوتار کس کو کہتے ہیں؟ اپنا جو ٹھکانہ ہے اُس کو چھوڑ کر نیچے جو اترتا ہے اور نیچے سے اوپر جانے والے کو بھی اوتار کہتے ہیں؟ اپنا جو ٹھکانا ہے اُس کو چھوڑ کر نیچے جو اُترتا ہے اور نیچے سے اوپر جانے والے کو بھی اوتار کہتے ہیں۔

اوتار وہ جو سچا ٹھکانا چھوڑ کر نیچے اترا ہو۔ ایسے چوراسی لاکھ ہیں۔ سب نیچے نیچے اتار لیتے ہیں۔ جہاں سے جو کچھ اوتار ہوتے رہتے ہیں وہ ٹھکانا اور اس ٹھکانے پر ہر وقت ٹھہرنے والا اس کا ورنن بیان کوئی نہیں کر سکتا وہ ورنن کرتے سو علیحدہ ہے (خارج از بیان ہے) وہ جس کا ورنن کیا جائے وہ نیچے اتر رہا ہے۔ نیچے اترتے اترتے آتما کی جو جو حالت ہوتی ہے اُس حالت کا ورنن (بیان) ہو سکیگا اور جس نے جگہ چھوڑی ہی نہیں اور جہاں کا تہاں ہے وہ کسطرح کا ہے ایسا ہی نہیں ویسا بھی نہیں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایسا ویسا نیچے اترنے والے کو ہے اس سے پہلے کے ٹھکانے کا ورنن کیا جا سکے ایسی کچھ اوستھا (حالت) ہی نہیں۔ نہ رنگ روپ کا ورنن کر سکتے ہیں نہ کچھ اور۔

نواب قادر نواز جنگ بہادر نے عرض کیا۔ یہ سب اُسی کی صورتیں ہیں تو بابا نے فرمایا ایسا ہی ہے اس کی صورت دیکھنی ہو تو جو اپنے دل سے اپنی آنکھ سے دیکھا جائے وہی اُس کی اصلی صورت ہے۔

کوئی کہتے ہیں کہ مہاراج ہم کو ایشور کا درشن ہونا چاہیئے۔ ایشور کا درشن ہر وقت ہوتا ہے اسپر بھی نہیں ہوتا کہتے ہیں۔ کیوں؟ ایشور جو ہے اسکا ارتھ (مطلب یا معنی) میں نے پہلے کہا ہے کہ آپ سے آپ جو کچھ پرگٹ (ظاہر) ہو رہا ہے۔ دل سے آنکھ سے دیکھا جائے اچھا اور برا اس کا انبھو لیا جا سکے۔ وہی ایشور کا ارتھ ہے۔ سنسکرت میں ایش کا ارتھ کیا ہے؟ آپ سے جو پرگھٹ (ظاہر) ہو تو جتنا کچھ پیدا ہوا ہے وہ ایشور ہی ہے۔ پیدا کے معنی ظاہر ہونیکے خود ظاہر ہوا کسی نے پیدا نہیں کیا تو پھر اسکے پہچان کیوں نہیں ہوتی اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ سے آپ جو پرگھٹ ہو رہا ہے اور ہوا ہے اس میں ہی کے خود ہیں۔ جو کچھ ظاہر ہوا ہے اُس میں آدمی جو ہے وہ کچھ اُس سے

علیحدہ نہیں ہے۔ اب قادر نواز جنگ بہادر نے کہا آدمی میں اسکا زور دار ظہور ہے اس واسطے ہم آپ کو دیکھنے کے لیئے حاضر ہوئے ہیں۔ ان کی طرف دیکھکر اور اشارہ کرتے ہوئے بابا نے فرمایا۔ سچ پوچھو تو حضور صاحب آ گئے وہ پلیٹ لگائیں تو دیکھو کیا نکلتا ہے وہ جو ٹھکانا ہے اور ٹھکانے پر جو ہر وقت موجود ہے وہی خاص ہے اُس سے (علاوہ) اور دوسرا کوئی نہیں ہے وہی ایک ہے۔ اس واسطے وہ اپنے کو نہیں پہچانتا۔ پہچاننے کے لیئے وہی ایسی جیب شریر جسم (انسانی) کی ریت (طریق) سے نکلا۔ لیا اپنا کہا جائے تو کون جیسا میں نے پہلے کہا ہے کہ وہ جو کسطرح سکے۔ برنن سے علیحدہ ہو وہی اپنے کو پہچاننے کے لیئے ورنن کرتے کرتے خود آپ سے آپ پرگھٹ ہو گیا وہ پہچاننے کے لائق اوستھا (حالت) جبتک آتی ہو اُسوقت تک وہ بنتے بنتے آدمی تک پہنچ گیا۔ خاص اپنے کو پہچاننے کے لائق اور جس سے پہچانا جائے آدمی کے روپ (صورت) سے آگیا ہے۔ جیسے بہت سی کپاس ہے (جس کو روئی کہتے ہیں) بہت بڑی ہے وہ نہیں سمجھتی اس میں کون ہوں اور میری حالت کسطرح سے آگے پیچھے ہے۔ حالت نہیں سمجھتی تو اُسکو گرنی میں لے جاتے ہیں۔ سوت نکالنے کے لیئے وہاں لیجا کر پہلے اُسکی سرکی (کچرا وغیرہ) نکالتے ہیں۔ پھر میں وہ کپاس جیسی جیسی جاتی ہے تو وہ پہلے موٹے گول ستون کے موافق لمبی ہو جاتی ہے۔ سوت تیار ہو گیا۔ یہ پہلی اوستھا (حالت) ہوئی۔ پھر وہ آگے آگے جیسی جاتی ہے ویسے اُسمیں چھوٹا چھوٹا سوت نکلتا ہے اُس کے آگے اور چھوٹا سوت ہو جاتا ہے۔ سمجھ جاؤ کہ وہ کپاس کے آگے آگے بننے والے اوتار ہی ہیں۔ ایسا سیڑھی سیڑھی اور درجہ درجہ سے وہ بڑھتی جائے تو جیسے سر میں بال رہتے ہیں اُس سے بھی باریک وہ دھاگا بنجاتا ہے۔ پورا دھاگا بن گیا تو سمجھو کہ کپاس کا آخری اوتار ہو گیا یعنی کپاس کی لوتی جنم بن گئی یا آخر کا جنم ہو گیا۔ گرنی میں اس سے بھی باریک بن جاتا ہے۔

جب کپڑا بنانے کے لائق آخر میں سوت ہنجائے تو سمجھنا کہ سب یونیوں (اجسام یا قالبوں) کے آخر کی اوستھا (حالت) آگئی۔ آخر کا جو باریک سوت بنگیا تو اُسی سے پھر کپڑا بنا جاتا ہے۔ جب کپڑا بن گیا تو پھر اپنا سروپ دیکھنے کے واسطے جسطرح کی ضرورت ہے اسطرح کا اسکا آکار (شکل) بن گیا اور ہزاروں لوگوں کے کام آگیا۔ اسطرح ہی منشیہ (انسان) کی حالت سمجھو۔ آخری کے باریک سوت کے موافق ہے وہ آتما باریک کرنے کے لائق نہیں منشیہ (انسان) سے آگے اور کوئی آکار بننے کے موافق کچھ نہیں ہے منشیہ کی یعنی آدمی کی

آدمی یہ پرمیشور کا آخری اوتار ہے

یونی آخری کی یونی چوراسی لاکھ ہے۔ چوراسی لاکھ ہوکر پھر ایک دو ہوگئے ایسا کچھ نہیں۔ چوراسی لاکھ میں ہی پورا پورا ہو گیا۔ وہ باریک دھاگا جو بنا ہوا ہے اس کا کپڑا ہزاروں کے کام آتا ہے۔ وہ جیسا ہے اسیطرح کا وہ خاص جوہر آدمی تک تو چلا آیا اس کے آگے اوتار کی بات رہی نہیں تو پھر آخر کے دھاگے کے موافق آدمی کی اوستھا (حالت) ہوگئی جیسا آخر کا بنا ہوا دھاگا آدمی کے زور سے کپڑا بن کر ہزاروں کے کام آتا ہے۔ ویسا کیا آدمی کپڑے کے موافق جب کبھی بن جاوے تو ہزاروں کے کام میں نہیں آئیگا ؟ ضرور آئیگا۔ پرنتو (لیکن) کپڑے کے موافق اپنا آدمی پن ہزاروں کے کام آجائے اسطرح کی لوگ کوشش نہیں کرتے۔ آخر کے دھاگے کا کبھی کپڑا نہیں بنا اور ویسے کا ویسا کچھ دنوں اپنی حالت میں رہکر ٹوٹ پھوٹ کر خراب ہو جاتا ہے اسطرح کی بہت سے لوگوں کی حالت ہے نہ اپنا کپڑا بنتے نہ اپنے سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے۔

نواب قادر نواز جنگ بہادر نے عرض کیا کہ جو لوگ آپ کا درشن کرتے آپ کی صحبت میں بیٹھتے اور فیض حاصل کرتے ہیں وہ برابر کپڑا بن جاتے ہیں۔ جو بیٹھکر فیض نہیں اُٹھائینگے وہ دھاگے کے دھاگے ہی رہیں گے اور وہ ٹوٹ پھوٹکر

آدمی کا جنم بیکار کر دینگے۔ جب تک دھاگے کا کپڑا نہیں بنتا وہ دھاگا بیکار ہی چلا گیا۔ اُس وقت تک کپاس کا کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ خالی ینتر (آلہ) کو کھٹ پٹ ہو گئی گرمی ہیں کوئلہ جو جلا ہوگا وہ سب بیکار ہو گیا۔ انجن خراب ہو گیا وہ گھس گیا اور سب خرچہ مفت گیا۔ اسطرح جب تک تمہارے باپ دادا سے پہلے جو بزرگوں کا ونش (سلسلۂ خاندانی) چلا ہے تو اس کو ایسا سمجھو کہ بڑے دھاگے سے بنتے بنتے چھوٹے سے چھوٹا دھاگہ ہے تم ایسی پرمپرا (سلسلہ یا نسل) چلی ہے۔ اسطرح دھاگا بنتا ٹوٹ جاتا اور پھر بنتا اور خراب ہو جاتا ہے لیکن کپڑا نہیں بنا۔ ایسے ونش (خاندان) میں جو کوئی آدمی دھاگا تو بن گیا اور کپڑے کے موافق دنیا کے لائق نہیں بنا جب تک ایسا نہ بنے اُس وقت تک اپنی جو ونسا ولی (خاندانی سلسلہ) ہے وہ ایسی خراب ہے ٹوٹ پھوٹ جائے پھر بن جائے پھر ٹوٹ جائے ایسی بات سمجھو۔ دھاگہ بن کے خراب ہو جاتا ہے سڑ جاتا ہے اور پھر بن جاتا ہے ایسی خراب ونشا ولی کہ جس میں ایک بھی دھاگہ یعنی آدمی کپڑا بننے کے لائق نہیں ہوتا۔ اور ہزاروں آدمیوں کا اودّھار (نجات دلانا) نہیں کرتا تو ایسے لوگوں کی حالت میں کیا کہوں۔ میں تو لاچار ہو جاتا ہوں ایسا بن جانا کہ اپنا ونش (خاندان) پھر واپس نہ آئے۔ گئے تو آنند ہی آنند۔

ہزاروں آدمیوں کو سب طرح کا سکھ (راحت ابدی) دینے کا کارن جو ہے وہی بنجانا۔ سمجھو پانی پینے والے تو ہزاروں ہی دنیا میں ہیں۔ پرنتو (لیکن) خود پانی پی کر ہزاروں کی پیاس بجھانے والا ہزاروں لاکھوں میں ایک ہی ہے کوئی کہے کہ بابا مہاراج آپ بھی ایسے ہیں تو یہ نہیں سمجھنا۔ میں تمہاری بھوک پیاس بند کرنے والی اوستھا (حالت) میں نہیں۔ بیچ میں کسی شخص نے کہا۔ مہاراج آپ ہی ایسے نہ ہوتے تو پرمارتھ (معرفت) کے لئے بھوکے پیاسے ادھر ادھر کا گھومنا چھوڑ کر

یہاں اتنے لوگوں کا جماؤ (مجمع) کاہیکو ہوتا۔ پھر اور کسی نے کہا مہاراج آپ کو دیکھنے سے ہی پیاس بجھتی ہے تو سری بابا نے فرمایا تم کچھ بھی کہو تمہاری سچی تم کہو ہماری سچی ہم کہتے ہیں اسپر کسی صاحب نے کہا مہاراج یہ آپ کی انکساری ہے۔

اسوقت بہت مجمع تھا اور سری بابا کو دیکھنے کے واسطے لوگ کھڑے ہوکر دیکھ رہے تھے۔ اُس وقت بابا اونچی جگہ (بنگلہ کی سیڑھی پر) بیٹھے ہوئے تھے وہ سب دیکھا دیکھکر سری بابا نے کہا کہ ہم کو دیکھنا ہی تم فائدہ سمجھتے ہوگے تو ہم ذرا اونچے بیٹھتے ہیں تم لوگ نیچے بیٹھے ہو تو اس سے سب لوگوں کو دیکھا نہیں جاتا ہوگا۔ تمہاری ہماری اولا بدل (تبادلہ) کرکے ہم تمہاری جگہ نیچے بیٹھ جاتے ہیں اور تم لوگ ہماری جگہ اوپر اونچے اُٹھکر بیٹھ جاؤ یعنی ناٹک یا تھیٹر کے موافق سب کو اچھا نظر آئیگا۔ بابا کے اسطرح فرمانے پر ایک صاحب نے کہا کہ مہاراج آپ بدلی کرکے نیچے آکر بھی بیٹھے تو بھی آپ کا بڑا پن (بزرگی) تھوڑا ہی جاتا ہے کیونکہ ایک شاعر کا قول ہے "صدر ہر جاکہ نشیند صدر است" اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے پنچ کی سب کال پہلو کا انبہو لیا وہ کتنا بھی پھر نیچے رہنے کا پرتین (کوشش) کرے اُس کو اوپر کا بڑا پن خود ہی آتا ہے لانا نہیں پڑتا۔ آپ کہیں بھی بیٹھیں تو بڑے ہی رہینگے۔ ان ہی صاحب کو دیکھکر سری بابا نے ارشاد کیا آپ کے آنے سے بہت آنند ہوگیا تو انھوں نے کہا کہ یہ میری زبان ہے کہ میں آنند ہوگیا۔ سری بابا نے فرمایا کہ میں تو خود پانی کے موافق نہیں لیکن سچے پیاس والے جو کوئی ہونگے اُن کو پانی کہاں ملتا ہے اور کسطرح پانی پینے سے آرام ہوجاتا ہے۔ وہ سچے پیاس والے کو اس کی پیاس ہی بتلائیگی اور یہ سکھلائیگی کہ اُس کی پیاس کسطرح بجھیگی۔ کیا آج روی وار (اتوار) ہے۔ کیا چھٹی (تعطیل) ہے اس پر کسی نے کہا آج گرو وار (جمعرات) ہے۔ سری بابا نے فرمایا آج کا دن بہت بڑا ہے جتنا تم اس کو بھاری پن (وزن) دو اتنا بھاری پن آجاتا ہے۔ ایک تو پہر سنتم ماس کہ جس کو ادھک ماس کہتے ہیں وہ

ادھک ماس سال بھر میں کا پہلا ہے اور ادھک ماس میں شکل پکش
ایکادشی کر پتوا الا یعنی پہلا پندرھواڑہ اور اس میں بھی ایکادشی کا مہاتم سچا
بیکنٹھ میں جاتا ہی ہندو جو ہے وہ برابر سمجھ سکتا ہے اور اس میں بھی گردوار ہے۔ ستوار
(دنوں) میں گردوار کو ہندو اور مسلمان اور اور سب دہرم (مذاہب)
میں ایشور کے واسطے بڑی مہما کا دن مانتے ہیں۔ مسلمانوں میں اسکو جمعرات کہتے ہیں آج کا
دن بھاری اور بڑا بھاری ہے اور اس میں ایکادشی اس کی مہما (عظمت) تو بھاری ہی
ہے اس کی مہما (عظمت) تو میں نے بہت دفعہ کہا ہے ایکادشی کے دن شروع میں جب
سے خود نکلے وہاں جاتے ہیں۔ خاص بیکنٹھ استہان (جنت کا مقام) جو ہے وہاں جانے
کے دروازے کھلے رہتے ہیں جو چاہے وہ جائے جس کا ادھکار (اہلیت) ہوتا ہے
وہی جاتا ہے۔ پرنتو (لیکن) ایکادشی کا برت ہر وقت کرنے والے کو ادھکار (قابلیت)
آجاتا ہے اور اس کا اپنہودرت (روزہ) کرنے والے کو انت کال (وقت آخری) کے
سمے پر آتا اور اس کو جانے کے لئے وبکنٹھ (جنت) کا دروازہ کھلا رہتا ہے ایکادشی
کا درت (روزہ) سب لوگ اوشیہ (ضرور) کرنا چاہیئے۔ نہیں کرنا ایسا شاستر نہیں کہتا۔
یہ ایکادشی بھی پرشوتم ماس میں کی ہے۔ اس میں تو ادھک سے ادھک پھل ہے۔
اچھا آپ لوگ آگئے بہت آنند کی بات ہے۔ نواب قادر نواز جنگ بہادر نے کہا کہ
میں خوش نصیب ہوں کہ آپ حیدرآباد تشریف لائے۔ سری بابا نے فرمایا کیا ہے کیا نہیں۔
اللہ کا کھیل کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ آپ لوگ بڑے مبارک (دھنیہ) ہیں آپ لوگوں کی جتنی
تعریف کیجائے کم ہے کیونکہ ایشور کا راستہ وہی ہے کہ جنھوں نے دنیاداری میں رہکے
بہت بڑا مان (عزت) کمایا اور وہ مان کو تچھہ (ناچیز) کرکے ایشور کے دربار میں جانے
کے واسطے اسکو چھوڑنے کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تم بڑے بڑے مان والے
(عزت والے) لوگ ہماری بری دکھی کشٹی (تکلیف) حالت دیکھنے کیواسطے وہ مان چھوڑکر

ادھر ادھر چلے آتے ہیں۔ جنم لیکر دنیاداری کا بیوہار (کام) جس کا پورا ہو گیا ہے وہی ایشور کے راستہ پر کچھ قدم تک آگے نکل گیا اور آگے جا رہا ہے ایسی حالت دیکھی جاتی ہے۔ ویسی آپ کی اور آپ کے موافق لوگوں کی حالت دیکھنے میں آتی ہے جو اپنے سنسار بیوہار میں بالکل لپٹے ہوئے ہیں وہ تو ایشور کو مانتے ہی نہیں۔ ایسے بھی دنیا میں بہت لوگ ہیں نہ خدا کو مانتے نہ ایشور کو مانتے۔ کوئی ایشور کی بات کہتے ہیں تو اپر ہنستے اور ٹھٹھا کرتے ہیں اور خود اپنے سنسار (دنیا) میں لپٹے رہتے ہیں۔ اسطرح کے جو لوگ ہیں وہ یہ نہ سمجھیں ہم ایشور کے راستہ پر ہیں۔ کسی جنم میں جب اُن کے سنسار کی حالت بھی پوری ہو جائیگی تو وہ ایشور کا راستہ سوچینگے اور تلاش کرینگے۔ آپ لوگوں نے تو سنسار میں رہکر بڑا مان (عزت) لیا بھی تو اس بڑے مان کی دنیا کی ریت (طریق) سے آنے جانے پر بھی اس کی پرواہ نہ کر کے ایشور کے راستہ پر کچھ دور تک چلے گئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے

ایشوری سکھ ملانی کا مکھیہ سادھن سنسار ہی ہے

سنساری رہکر اسنساری (دنیا میں نہ رہنے والوں) کا پھل (ثمرہ) کمانے والے کی یوگیتا (عظمت) بڑی ہے۔ وہی سچا ہے جو سنسار تو کرے اور ایشور (خدا) کو نہ بھولے۔ سنسار میں جو جو اچھی بری حالت آجائیگی اُس کا انبھو (مشاہدہ) لینے کی بڑی ضرورت ہے سنسار کیئے بغیر انبھو (تجربہ) نہیں آسکتا۔ سنسار ایشور کیطرف کا اکھنڈ سکھ (بے حصص راحت) کا لابھ (فوائد) ملنے کے واسطے مکھیہ سادھن (خاص ذریعہ) ہے کیونکہ بری حالت کا انبھو لیئے بنا اچھی حالت کا انبھو نہیں آتا۔ اور تم تو پہلے خاص اچھی حالت میں تھے اسوقت نہیں سمجھتے تھے کہ اچھا کیا ہوتا ہے اور برا کیا ہوتا ہے۔ میں اچھے میں ہوں یا برے میں ہوں یہ پہلے دن کے بچے کو کیا معلوم میں کون ہوں اُس کو یہ بھی معلوم نہیں۔ اُس پہلے دن کے بچہ کے موافق تمہاری پہلی حالت تھی۔ جیسا جیسا بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے ویسا ویسا دنیاداری کی حالت اُس کو معلوم ہوتی ہے۔ اسطرح تم پہلی حالت میں سے دیہی بڑی جگہ

جو سنسار کی حالت ہے اس میں جس میں تم اب ہو تو جو شروع کی جو اچھی حالت ہے
اُس کا انبھو دینے کے لئے یہ بری حالت سادھن (ذریعہ) ہو گئی۔ بری حالت دیکھنے کے
واسطے سنسار (دنیا) میں پڑنا ضروری ہے سنسار کا نام پھسل جانا۔ بے ساودھ گری
(غفلت) سے گر جانا ہے۔ تو پھر گرنا ہی ہے تو اس میں سکھ تھوڑا ہی ہونے والا ہے
جب گرنا پورا ہو جاوے تو وہ سدھی (ہوش) پڑتا ہے کہ یہ کیا گرتے گرتے کہاں چلے
گئے۔ جب پورا پورا گرنا ہو جاوے تو تم کو اول کی حالت معلوم ہو گی۔ کیسے ؟ تم شروع
سے گرنے لگے۔ گرتے گرتے آخر کا جو ہے وہ خلاص (ختم) ہو گیا۔ گرنے کی جگہ خلاص
(ختم) ہو گئی۔ گرنے سے پہلے اس سے آگے جو اپنی جگہ شروع میں تھی وہی ہے
لیکن جب پورا گرنا ہو جائے یعنی سنسکار کے برے پن کا پورا انبھو لیا جائے تو تم گرتے
گرتے اوپر جانے پھر گرتے۔ پھر نیچے آتے ہوا اسطرح نہ پورے اوپر ہی جاتے نہ نیچے بھی
پورے آتے۔ تم لوگوں میں بیوہار ایسا ہی ہے۔ تم لوگوں نے چڑھنے کی اور
اترنے کی حد کر لی ہے۔ چڑھتے چڑھتے کہاں تک چڑھا جائیگا۔ ابھی حد کی بات
کہہ رہا ہوں حد برابر کر کے رکھی حد چھوڑ کر اوپر بھی نہیں جا سکے اور نیچے بھی نہیں آ سکے۔
ایسی حالت ہو رہی ہے چڑھنے کی حد ہے سوریہ نارائن تک ہو گی اس کے آگے
آگے نہیں جا سکے۔ کیوں حد کر لی یعنی کوٹنگ کر لی۔ یونیورسٹی مضبوط کر لی ایسی اوپر کی
حد مضبوط کر لی جائے تو سوریہ نارائن تک جا کر پھر لوٹکر نیچے ہی آجائیگا۔ لوٹ کر
کہاں تک جائیگا ؟ نیچے کی حد کہاں تک ہے۔ زمین تک۔ زمین ہی کو نیچے کی حد
کر لی۔ زمین چھوڑ کر نیچے نہیں جا سکتے ویسے سوریہ نارائن چھوڑ کر اوپر بھی نہیں جا سکتے
جب یہ حد چھوڑ کر جائینگے تو جہاں سے شروع نکلے وہاں جا کر پہنچینگے وہ ماپ (حد)
یا باؤنڈری چھوڑنا پڑتا ہے۔ دائیں بائیں اوپر نیچے کہیں بھی تم نے دروازہ بنا کر نہیں رکھا
چھوٹی کھڑکی یا سوراخ بھی نہیں بنایا۔ سوریہ نارائن کو تم لوگ کیا کہتے ہو سمجھ لو سمجھو بھی کہو

اس میں ماپ یا حد جو ہے اس کو کہیں بھی باہر نکلنے کے لئے سوراخ کئے بغیر پہلے کی اصل جگہ پر نہیں جا سکتے۔

مرنے کے بعد اپنے اپنے کرم کے انوسار (مطابق اعمال) اپنا جیو زیادہ سے زیادہ سوریہ نارائن تک جائے گا۔ اور پھر لوٹ کر نیچے گریگا۔ بعض بعض جیو اپنے کرم سے سوریہ نارائن تک بھی نہیں جاتا۔ اوپر اوٹھ کر پھر نیچے گر جاتا ہے۔ دنیا داری کی ریت (نقطہ نظر دنیا) سے مر جانے والے کے مرنے کی حالت بڑی چمتکارک (عجیب و غریب) ہے۔ ہاتھ میں چھوٹے بڑے بال (گولہ) چینڈول یا کنکر سمجھو۔ کھلے میدان میں بہت آدمی کھڑے ہیں اور سب کے ہاتھ میں بال چینڈول یا چھوٹے پتھر جو آم لیمو کے برابر ہیں وہ سب اوپر پھینکتے ہیں۔ سب برابر ہی پھینکیں یا آگے پیچھے بھی پھینکیں تو چینڈول یا کنکر سب ملکے اوپر ایک ساتھ اوپر نہیں جائیں گے۔ ایک جو گیا سب اس کے موافق نہیں جائیں گے۔ کوئی اوپر رہے گا کوئی نیچے رہیگا۔ جس کے پاس جیسی طاقت ہوگی اس طاقت سے اسے جتنا فورس دیا ہوگا وہ اپنے ویگ (قوت) سے اور ریت (طریق) سے اوپر نیچے رکھ آخر میں سب کے سب زمین پر ہی گرنے والے ہیں۔ پرنتو (لیکن) اوپر جانے کے وقت ہوئی دس پانچ ہاتھ اوپر جائے گا۔ کوئی ایک دو ہاتھ اس سے نیچے رہے گا۔ کسی کا بہت نزدیک رہے گا۔ سب ایک جیسے نہیں جائیں گے۔ جس کی طاقت ایک جیسی رہی ان کے برابر دو چار بھی رہیں گے۔ ایسا بھی ہوتا ہے اس طرح سمجھو۔ اپنے جیو جو ہیں چینڈول و کنکر کے موافق اپنے اپنے اچھے برے کرم انوسار (موافق) سوریہ نارائن کے حد کے اندر رہی کم زیادہ پرمان سے ادھر ادھر جا کر پھر آخر میں نیچے گر کر کہیں بھی جنم لیتے ہیں۔ یہہ کرم کی بات کبھی چھوٹتی نہیں۔ نواب قادر نواز جنگ بہادر نے جاتے وقت عرض کیا کہ مہاراج کے پاس ایک منٹ بھی بیٹھے تو سو سال کی عبادت سے زیادہ ہے۔ اس پر سری بابا مہاراج نے فرمایا کہ میں نے کہہ دیا ہے کہ

اودیا کے ساتھ رہے تو سب کچھ ہو جاتا ہے۔ اس کو بھی مضبوط پکڑ کر رہنا۔ سارانس (حاصل کلام) یہہ کہ آدمی ایسا پیدا ہو کہ اپنی بنی ہوئی حد چھوڑ کر یا توڑ کر اوس سے باہر نکل جائے۔

سمجھو کہ قیدخانہ ہے۔ قیدخانہ مضبوط ہے کوئی باہر نہیں جاسکتا۔ جیسے قیدخانہ میں پڑا ہوا گنہگار سرکار کی مضبوط حد میں رہنے سے کہیں باہر نہیں جاسکتا اسی طرح سب دنیا کی حالت ہے کہ سوریہ نارائن سے زمین تک وہ مضبوط ہے۔ وہاں سے کوئی نہیں نکل سکتا۔ وہ جو حد ہے حد سے باہر گئے تو اپنے کو سچا آنند سکھ (براحت) (بدی) نہیں مل سکتا۔ کیوں دنیا میں جو کچھ چھوٹا بڑا سکھ ملتا ہے وہ حد کے باہر انت (بے حساب) پھیلا ہے۔ عکس ہے۔ دنیا میں آکر وہ اپنے کو سکھ کے طرح (موافق) معلوم ہوتا ہے۔ پرتی بمب کس کو کہتے ہیں۔ آئینہ میں یا پانی میں جو تمہارا منہ دیکھتے ہو وہ پرتی بمب ہے۔ وہ سچا نہیں جھوٹا ہے۔ پرنتو (لیکن) آئینہ میں منہ دیکھنے سے بڑی خوشی میں آجاتے ہو۔ مونچھوں کو چڑھا دیتے اور بالوں اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر بڑا آنند مانتے ہو لیکن یہہ بچار (خیال) نہیں کرتے کہ اس کو دیکھ کر کیا آنند (خوشی) کرنا یہہ تو جھوٹا ہے۔ سچا تو اپنے پاس رہکر بھی دیکھا نہیں جاتا۔ اس واسطے آئینہ میں بھی جھوٹے منہ کو دیکھ کر پھر آنند مان لیتے ہو۔ اسی طرح سوریہ نارائن کے حد کے باہر جو ہے وہ اننت سکھ کے ساتھ خود سچا ہے۔ آئینہ میں جیسا سکھ (راحت) رہتا ہے اس کے موافق سکھ (راحت) ہے۔ اور اسی موافق آپ خود بھی ہیں اوس میں لپٹ رہ کر بھی اپنی حد مریادا میں ہر وقت رہتے ہیں۔

قیدخانہ کے موافق اپنی حالت ہے۔ وجہ یہہ کہ گنہگار ہیں تو پھر قید کیوں نہ ملے۔ سرکار قیدخانہ میں ڈالتی ہے۔ خود ایشور کے جنم جنم کے گنہگار ہیں اس واسطے بڑے قیدخانہ میں ڈالے جاتے ہیں اور پھر نہیں نکل سکتے۔ نکلنے کا راستہ ہے لم

نہیں راستہ ہے کیسا ہے؟ تو سمجھ لو کہ سرکار نے گنہگار کو قید خانہ میں دو چار برس کی سزا دیکر بالکل روک میں رکھا اور وہیں کے دکھ (مصیبت) بھوگنے لگا یا۔

دہیار وپ قید خانہ کے باہر جانا ہو تو بھگوان کو خوشش کرو۔

قیدی کو خالی بیٹھنے نہیں دیتے بڑے کشٹ (مشقت) کا کام کراتے ہیں تو پھر وہ قید خانہ سے کسطرح چھوٹتا ہے سرکار کا گنہگار قیدی ایک تو اسکی جتنی مدت ہے چار برس کی دو برس کی ختم ہو جائے تو چھوٹتا ہے۔

اور بیچ میں جو چھوٹتا ہو تو اس قیدی سے سرکار جس سے راضی ہو ایسا کوئی کام ہو جائے تو اس کارروائی پر سرکار خوش ہو کر چار برس میں چار چھ مہینے معاف کر دیتی ہے۔ کبھی اور زیادہ خوش ہو گئی تو اور زیادہ معاف کر دیتی اور کچھ زیادہ سے زیادہ بہت اچھی کارروائی ہو جائے تو فوراً راضی ہو کر کچھ دن رکھیگی اور چھوڑ دیگی اور اس کا سبب لکھا جائیگا کہ فلاں فلاں سبب سے اسکی میعاد قید کم کر دی گئی یا اس کا گناہ معاف کر کے چھوڑ دیا گیا۔ ایسا سمجھو کہ اپنی جو دنیا کی قید ہے یہ جب پوری ہو جائے تب اپنے کو چھٹکارا ملیگا تو یہ پوری کب ہوتی ہے اسکا کچھ پرمان (حد) ہے یا کیا جیسا گنہگار کو پرمان کر دیا سال چھ سال چھ مہینہ دو مہینہ ایسا اپنی بڑی سرکار (ایشور) کی بڑے بڑے قید خانہ میں اسکا کچھ پرمان ہو گیا۔ لا اسکا کچھ پرمان نہیں کیوں؟ بڑی سرکار ایشور وہ کچھ پرمان (حد) میں نہیں ہے ہمیشہ کا ہے اسواسطے اس کے قید خانہ میں کے جو گنہگار قید ہو کر پڑے ہیں اُن کو بھی پرمان (حد) نہیں ہے۔ پرمان (حد) چھوٹنے کے لئے اپنا اپنے کو ہی کر لینا پڑتا ہے۔ خود جو جلدی چھوٹنا چاہیں تو پرمان (حد) بھی اپنا کم کر لیں تو چھوٹ جاتے ہیں نہیں تو اپرمان کی ریت (بیحد طریق) سے اپنے کو قید خانہ کی حالت یعنی جنم مرن زیست اور موت کی حالت ہر وقت بھوگنا پڑتی ہے۔ اب کہاں تک جنم لینا ہے گئے جنم جسطرح سے آتا ہے وہ دیوار بند کریں تو اپنا

پرمان آج ہی پورا ہو جاتا ہے نہیں تو جیسے وہ قید خانہ میں پڑا ہوا اچھی کارروائی
سے سرکار کو خوش کر کے چھوٹتا ہے۔ اسیطرح بھگوان کو اچھی ست کریا (عمل نیک)
سے خوش کرو جس سے بھگوان راضی ہو جائے تو تم کو بہت جنم لینے بنا ایک دو
جنم میں ہی چھٹکارا ملجاتا ہے۔ بہت جنم معاف ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے ایشور
کو راضی کرنیکی ضرورت ہے۔ پھر اپنے قید کی حد ٹوٹ جاتی ہے۔ ایشور کی مدد سے
خود باہر نکل جاتے ہیں تو اس کی بالکل سہل ترکیب حد توڑنے کی جو بھی اپنے کو ہونا
ہے تو دیکھو۔ اسی جنم میں اپنی حد ٹوٹ سکتی ہے اور آپ آزاد ہو گئے۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے۔ وہ ترکیب سہل ہے تو بھی مشکل ہے۔ سہل ہے تو مشکل کیسے
کرنے والی کو سہل۔ نہیں کرنے والے کو کٹھن (مشکل) ہے۔ اپنے کو حد توڑنا ہے۔
حد کسکو کہتے ہیں؟ تو پرمان (حد) کر لیا۔ اس کا نام مان حد ہے جس ریت (طریق)
سے جتنا آپ یا حد کر لیے ہو وہ تو خود تم نے ہی کر لیا۔ تو کیا خود ہی اُس کو نہیں
توڑ سکتے۔ اسکی ترکیب تو اپنے پاس ہی ہے۔ سہل کُنجی (کنجی) کون سی؟ خود نے
جو جو مان کیا ہے اور جو حد کر لی ہے وہ خود دل سے وہیں توڑ ڈالیں تو حد ٹوٹ
جاتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ جیسے راؤ صاحب تھکر راؤ صاحب کی حد
کر لیے پھر خود بچار کر لیتے ہو کہ اپنا مان کہاں تک ہے تو بہت سے لوگوں کا راؤ
صاحب کہنے سے راؤ صاحب پن کا مان اپنے پر آگیا اور کسی شخص کی حد کہاں
تک کتنی ہے۔ ایسا پوچھو تو وہ دل میں سمجھ لیتا ہے کہ راؤ بہادر تک کی ہماری مان
(عزت) کی حد ہے۔ یہ راؤ صاحب سے بڑی حد ہوئی اور راجہ مہاراجہ تک
حد کر لی اور اسی موافق اور اور مان (اعزاز) سمجھو۔ جیسے ڈاکٹری۔ وکالت۔
بیرسٹری۔ ساہوکاری۔ جاگیرداری۔ آدمیت مرد۔ عورت بھی ہندو مسلمان پن
برہمن وغیرہ وغیرہ چھوٹے بڑے اپنے سے جو لیئے جا سکیں ایسے مان کی کارروائی

کر کے حد کر لی۔ وہ سب حد یعنی آپ ہی اپنی کارروائی سے کر لیگئی۔ وہ حد جسطرح سے
مضبوط ہوا ایسی تم بار بار جنم لیکر کوشش کرتے ہو۔ کہنے کے موافق جنھوں نے جو حد یا
حد اور مان (وہی ابھیمان بھی کہلاتا ہے) جتنے پران (وسعت) کا اپنے پر کر لیا ہوا سکو
کیا وہ خود ہی نہیں توڑ سکتے یا اُسکے توڑنے کی ترکیب یہی سمجھو کہ جو کوئی بھی اپنے کو
چھوٹا یا بڑا مان دے رہے ہیں اگر وہ مان دیں تو اُن کو دینے دو لیکن اپنے دل سے
اس کو قبول نہ کرو تو اپنا مان اپنے سے توڑا جاتا ہے۔ مان آکر پھر ٹوٹ جانے کی
ضرورت ہے۔ اسیواسطے لوگوں کیطرف سے یا اپنی کارروائی سے جو جو کچھ چھوٹے
بڑے مان آتے جائیں یعنی حد ہوتی جائے وہ اپنے اوپر ہونے دینا۔ پرنتو (لیکن)
خود اس مان کو دل سے قبول نہ کرو تو وہی بڑی قید سے چھوٹنے کی سہل ترکیب ہے۔

ایسی ترکیب سہل بھی ہے تب بھی کسی سے اپنا مان (اعزاز) آپ سے توڑا نہیں
جاتا اور اپنا مان یا حد ٹوٹ جاکر سب سے نرابھیمان یعنی اپنی حد سے علیحدہ ہونے کی
کی خواہش ہوگی تو بھگوان کے موافق سنت اولیا وغیرہ جو اپنی حد چھوڑ کر باہر نکل
گئے ہیں اُن کے ساتھ رہکر وہ جیسا کہیں ویسا چلن چلو تو وہی اچھا اُپائے (ترکیب)
ہے حد چھوٹنے کا۔ آجکل جتنے تم لوگ بڑے پریم سے آتے رہتے ہو وہ تم لوگوں کی حد
ٹوٹ جانیکا ہی علاج تم لوگ کر رہے ہو ایسا خیال میں آتا ہے کیوں؟ تو آپ لوگ
اپنے آئے ہوئے بڑے پن کے مان کی پروا نہ کر کے یہاں ایسا خیال کر کے اور
چھوٹا پن لیکے چلے آتے ہو۔ اسپر سے خیال کرو کہ تم لوگوں کی حد چھوٹ کر اکھنڈ سکھ
(دائمی سرور یا راحت) میں جا رہے ہو۔ جب کبھی تمہارا مان (حد) نہ ٹوٹتا تو ادھر
تمہارا آنا نہ ہوتا۔ تم لوگوں کا وقت ہی آگیا ہے کہ تمہاری حد ٹوٹ کر اکھنڈ سکھ
میں چلے جاؤ۔ جسکا مان ٹوٹا ہے یا کم ہو گیا ہے وہی ایشور کیطرف خیال کرتا ہے۔
مان ٹوٹے بنا وہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ اب کیا بولنا بہت ہو گیا۔

اوم شانتی

۲۵ مارچ ۱۹۲۶ء مطابق ۱۰ رمضان ۱۳۴۴ھ ۱۲ اردی بہشت ۱۳۳۵ف مطابق ۱۴ پھاگن سدی دواشی روز گرو وار

بوقت آرتی شب مقام سنگم پیٹھ

(۲)

خراب گُن کی واڑ (ترقی) جلدی ہوتی ہے۔ ماں باپ کے گُن بچوں میں آتے ہیں۔ اچھے بچوں کے واسطے گربھوتی استریوں (حاملہ عورتوں) کو ہمیشہ پوتر (صاف پاک) رہنا چاہیئے۔ پورا برہمن اور پورا سائیں ہووے۔ مہاراج کا کھڑک پور کا ایک پرسنگ (واقعہ)۔

عالیجناب سر مہاراجہ بہادر مع صاحبزادوں کے تشریف لائے تھے۔ آپ سے مخاطب ہو کر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔

چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ابھی اتنی دیر ہو گئی ہے۔ اُن کو نیند آتی ہوگی۔ مہاراجہ بہادر نے عرض کیا کہ اُن کو جاگنے کی عادت ہے۔ ان بچوں کو آرتی کا بہت شوق ہے۔ روز تقاضا کرتے ہیں کہ سری بابا کی طرف شام کی آرتی میں ضرور چلنا چاہیئے تو سری بابا نے فرمایا کہ یہ لکھین چن (اچھا شرافت) کی نشانی ہے۔ آپ کی پورج (سابقہ) پنیائی (نیکی) ان بچوں سے معلوم ہوتی ہے۔ بچے جو بہت اچھی طرح تیل وان (یعنی جس کا سمجھاؤ ایشور کیطرف لگا رہے) نکلے تو پورج واڑ ڈیلونگی (گذرے ہوئے زندگی) نشانی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ کوئی اسکول میں پڑھنے کے لیئے جاوے بہت مٹھ (غبی) بدھی مند (کند ذہن) جسکو عقل کم ہوتی ہے ایسا جو لڑکا ہو۔ وہ ودیا گرہن (حاصل) نہیں کر سکتا۔ اوسکو بھی کوئی اچھا ماسٹر ہو تو عقل برابر بگڑ جاتا اور بنا دیتا ہے تو پہرا اوس کے ماں باپ کو

اور سب لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچہ جو بہت مُسٹھ یعنی کُند تھا اور اُسکو ودیا
گرہن کرنے کی کچھ عقل نہیں تھی لیکن ابھی تھوڑے ہی دنوں میں بہت ودوان
ہوگیا ہے۔ وہ کونسے ماسٹر کے پاس سیکھتا ہے؟ فلاں فلاں ماسٹر وہ کونسا ماسٹر
ہے جس نے بے عقل بچے کو ہوشیار کر دیا۔ ایسے بچے کی وجہ سے ماسٹر کی بڑائی
ہوتی ہے۔ اس پرماتمے (اسطرح سمجھو) بہت اچھی چلن چلنے والا اشاد کی طرف
(ایشور کیطرف) بہت خیال کرنے والا ایسا شیلوان بچہ جو ہو تو سمجھنا چاہیئے
یا خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے باپ دادا بڑے ودوان پنیہ شالی (کار خیر کرنے
والے) دھرم شالی (نیک فیاض) ہونگے کیونکہ جیسا بیج ویسا انکور (شاخ) ہوتا ہے
دو کے بنا (بغیر) تیسری چیز نہیں بنتی۔ یہ سدھانت ہے۔ کوئی چیز کبھی جو
دیکھنے میں آتی ہے وہ دو کے بنا یعنی بغیر نہیں بنتی ہے۔ تیسری اتپن (پیدا)
ہونے کے واسطے وہ ہر وقت رہتے ہی ہیں۔ وہ دو جسطرح کے ہونگے انکے ہی
گن اُس تیسری اُتپن (پیدا) ہونے والی چیز میں آتے ہیں۔ اُسی کا ہی نام ہوتا ہے
ماں اور باپ دونوں ہی سے تیسرا بچہ پیدا ہوتا ہے۔

ظہراپت ری ہی واتشا جلدی ہوتی ہے	باپ بہت اچھے دل والا شیل والا اچھا دھرماتما ہو اور اُس سے پیدا ہوا بچہ اور ماں بہت کنجوس۔ ایشور کی

طرف خیال کرنے والی نہ ہو۔ اس کا آچرن بھی ٹھیک نہ ہو۔ اور ایسی چلن چلنے
والی ہو تو باپ اچھا اور ماں اُس سے وردھ (مخالف) ہوئی اور اُن سے ہی
تیسری چیز بچہ پیدا ہوگیا۔ ماں باپ کے دو دھ اور سرو دونوں گن بھی اُسی
بچے میں چلے آئے وہ بچہ کسطرح سے آچرن (عمل) کریگا کبھی ایشور کی طرف خیال
کریگا کبھی میں ہی ایشور ہوں ایسا کہیگا کبھی چوری کرنے کیواسطے کسی کو کھانا کھلائیگا
باپ کے گن سے۔ ماں کنجوس تھی اس واسطے کوئی بھوکا ہو تو اُس کو گالی دیگی

نکال دیگا۔ ایسا بھی دنیا میں ہوتا ہے۔ لیکن بُرے گُن جو ہیں وہ تھوڑے بھی ہوں
تو جلدی بڑھتے ہیں اور اچھے گُن جو ہیں وہ پیچھے رہتے ہیں جیسا ببول کا جھاڑ اور
چپٹل سینڈ جو سا اوری ہیں یہی جھونپڑی کے آس پاس لگی ہیں اور جنکو کانٹے رہتے ہیں
وہ تو آپنے دیکھا ہوگا۔ کیا ویسے جھاڑ سکھ دینے والے ہیں۔ ذرا دھکا لگ گیا
تو اپنے کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسکو بڑھنے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔ پانی رہے یا نہ رہے
پتھر پر بھی پڑا رہے اور تھوڑا بہت پانی ملجائے تو تھوڑے ہی دن میں بڑھ جاتا ہے۔
بُرے کی باڑھ بہت جلد بڑھ جاتی ہے۔ ناریل اور آم کا جھاڑ بڑھنے کو بہت
دن بھی ہوتے ہیں اور وہ تھوڑے بھی ہوتے ہیں۔

سارانش (حاصل کلام) وہ دونوں سے تیسری ہونے والی چیز میں دونوں
ماں باپ کے اچھے بُرے جو گُن ہونگے وہی آئینگے۔

ماں باپ کے گُن بچوں میں آتے ہیں

باپ بُرا ہوگا کبھی دارو (شراب) پینے والا۔ مانس (گوشت) مچھلی کھانے والا جوا کھیلنے والا اور دُرویسن (بُری خواہشات) کرنے والا ہوگا۔ اور ماں بڑی دھرماتما اور ایشور کیطرف
خیال کرنے والی بڑی پوتر (پاک) ہوگی تو اُن دونوں سے بھی پیدا شدہ بچے کی
حالت میں دونوں کے گُن رہینگے۔ لیکن اُس میں بھی پرنتو (دیگر) کیا باپ کے گُن زیادہ
بڑھینگے یا ماں کے گُن زیادہ۔ تھوڑا بچار (سوچ) کریں تو خیال میں آتا ہے۔ باپ
کے گُن تو آتے ہیں پرنتو (دیگر) ماں کے گُن جب اچھے رہے تو اُس کا زور زیادہ
ہوگا۔ ایسا اُسکا سبھاؤ (خاصہ) ہے جیسے زمین میں بیج لگائیں تو کچھ بیج کا
اگن (اثر) کھاد اور پانی کا اوپر کا گُن (بیرونی اثر) اور کچھ زمین کا گُن۔ سمجھا بیج اچھا
ہے۔ پانی بھی ہے۔ تھوڑا بہت کھاد بھی مل رہا ہے مگر زمین خراب ہوا اور جو
بیج لگایا جائے تو آجائیگا پرنتو لیکن اوپر کا کھاد وغیرہ کہاں تک پورا ہوگا۔)

وہ تو اوپر کا ہی ہے۔ ایسی خراب زمین میں جو جھاڑ آئے ہوئے ہوتے ہیں اُس کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں بہت زیادہ بڑھنے کا زور (طاقت) نہیں رہتا اور اُس کا پھل وغیرہ بھی کمزور اور کم گُن کا رہتا ہے۔ ذات سے زمین اچھی ہو اور اوپر کا کھاد وغیرہ تھوڑا بہت کم ہوگا یا نہ بھی ہوگا تو زمین ہی کا گن لیکر جھاڑ بڑا زوردار ہوتا ہے۔ پھل وغیرہ بھی اُسکو اچھے اور زیادہ آجاتے ہیں۔ ایسا دیکھنے میں آتا ہے۔

اچھے بچوں کیواسطے گربھوتی استریوں کو ہمیشہ پوتر رہنا چاہیئے

کوئی کوئی پردیش میں یعنی (پر ملکات میں) پانی بہت نہیں برستا لیکن زمین بہت اچھی ہوتی ہے۔ تھوڑے پانی سے کام برابر ہو جاتے ہیں اور اچھے زمین کے گن اُس پھل میں جب آتے ہیں تو اُس پھل میں مٹھاس بہت ہوتی ہے اور وہ بڑا بھی ہوتا ہے۔ اس پرمانے (اسطرح) سمجھو باپ سے ماں کے گن بہت اچھے ہونا چاہیئے۔ قدرت سے ہی اُن کے گُن پہلے سے اچھے رہتے ہیں۔ آدمی یا مرد سے استری یعنی عورت کا ہردے (قلب) بہت کم اپوتر (غلیظ) رہتا ہے۔ بہت سا پوتر رہتا ہے۔ اپوتر رہتا ہی نہیں۔ ایسا نہیں۔ مردوں کا ہردے بہت اپوتر اور تھوڑا پوتر رہتا ہے۔ اس کا کارن (سبب) کیا ہے؟ پوتر اور اپوتر کسکو کہتے ہیں؟ بہت طرح کی دنیاداری کی ریت سے اچھے بُرے واسنائیں (خواہشات) اور اُس کے موافق طرح طرح کے کام مردمیں زیادہ ہیں۔ یہ ہونا وہ ہونا۔ ایسی کھٹ پٹ کرنا فلاں کو پھنسائیں۔ اچھا بُرا کام پورا کرنے کے لیئے اُن کے ہردے میں بہت ترنگ اُٹھتے ہیں۔ کبھی تو کسی کی جان لینے تک بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ بہت طرح کی واسنا سے مرد ہمیشہ اپوتر رہتے ہیں۔ عورتیں اتنی نہیں رہتیں۔ عورت میں کبھی کچھ یہ ہونا وہ ہونا۔ اس کا خراب کرنا وغیرہ

وغیرہ ایسا نہیں ہے - اُن کی خواہش اتنی رہتی ہے کہ مرد اُن سے پریم رکھے -
زیادہ سے زیادہ کوئی جسم پر پہننے کی چیز بست (وستو) یا گہنا یعنی اچھی ساڑی وغیرہ
اور اچھی اچھی کھانے کی چیزیں برفی - پیڑے وغیرہ اور اُس سے بھی بڑھکر خواہش
بچہ نہ ہو تو ایک بچہ ملجائے - یہ اُن کی خواہش کی حد ہے اور اتنی ہی خواہش کرنا
استری جاتی کا دھرم ہے - سارانش (الغرض) عورتوں کا ہردے مردوں سے پوتر
رہتا ہے اور اُن کے ہی شریر (جسم) میں یعنی گربھاشا (رحم) میں بیج لگایا جاتا
ہے اور وہیں وہ بیج نو مہینہ تک رہکر بنتا ہے - اس لئے عورت کے گن
بچہ میں زیادہ رہتے ہیں - اسیواسطے شاستروں ان گرنتھوں میں ایسا لکھتے ہیں
کہ جب استری (عورت) گربھ وتی (حاملہ) ہو جائے تو ہر وقت پوتر (پاک دل)
رہنا - اُسدن سے پرمیشور کا دھیان کرے اور سدا سروکال (ہمیشہ) پوتر رہے
خراب واسنا (خواہش) دل میں کبھی نہ لائے - گربھ وتی (حاملہ) کے واسطے
بہت نیم (قواعد) کہے ہیں وہ بہت اچھے ہیں - کبھی اپنے مرد کا بیج خراب بھی ہو
تو استری (عورت) نو ماس تک اُس کے جو نیم ہیں وہ پالنے سے مرد کے خراب بیج کا
خراب پن نکلجاتا ہے اور عورت کے اپنے اچھے گن (عادات) سے بچہ بنتا ہے -
عورت کے یعنی ماں کے گن بچہ میں چلے جاتے ہیں تو پھر اسطرح جو بچہ ہوگا اُس بچہ کو
اچھا ہی سمجھنا مرد کا بھی وہی فرض ہے کہ جب اپنی استری گربھ وتی رہے اُسکو بھی
اچھی طرح سے سکشا (پند ونصائح کرنا) دینا - کہیں جیسا بھی ہوں سہوں - تو اچھی
طرح ایشور کا خیال کرکے بھجن پوجن میں کال نکال (دن گذار) خراب واسنا مت لا
کہ جس سے تیرے پیٹ میں جو گربھ ہے وہ پورن (کامل) اپوتر (ناپاک) ہو جائے
ایسے سمجھدار جو ہوتے ہیں وہ اپنے بچہ کے اچھے ہونے اور اپنے گربھ وتی استری کو
ایشور پراپتی کے واسطے نیم سے رکھتے ہیں - اپن (خود) مرد ہیں اپنے گن نبھے ہیں

نہیں ہونا چاہیئے جب اپنی عورت کے گن اُس میں آجائینگے اور ایشور پرائن اوستھا (حالت) اس میں آجائیگی تو بڑی شکتی (قوت) اندری کی شریر کی شکتی (جسمانی قوت) نہیں سمجھنا۔ اندر کی آتم شکتی (روحانی قوت) اُس بچہ میں آجائیگی۔ رامچندر جی تو پورن پرب برہم (ذات کامل) تھے جنہوں نے بھگوان رامچندر جی کی کتھا سنی ہوگی وہ بہت تعریف کے لائق ہیں۔ اُن کی استری سیتا ماتا جب گربھ وتی ہوئیں تو انکو رامچندر جی نے اپنے پاس نہیں رکھا۔ کیوں؟ کسطرح سے بھی اپن (خود) مرد کی اوستھا میں آ گئے۔ ہزاروں کی لڑائی میں جان لی اور بہت دھوم دھام کیا۔ کیا خراب داسنا لائے بنا (بغیر) لڑائی ہوتی ہے) کیا پرا ویکار بدھی (رفاہ عام) کی عقل سے لڑائی ہوتی ہے۔ چلو بھیا (بھائی) تمہارا پراوپکار (بھلائی) کر دیتے ہیں تمہارے دو ہاتھ ہمارے دو ہاتھ۔ ہم تمہاری جان لیتے ہیں۔ ایسا کبھی پریم (محبت) سے لڑائی کا پرسنگ (موقع) تھوڑا ہی ہو سکتا ہے۔ پریم (محبت) اتپن (پیدا) ہوگیا تو پھر کیسے مارنا ہوگا۔ ایسا ہونا ناممکن کہا جائے تو بھی یہ پرسنگ (موقع) ارجن کو آیا تھا کوروں کا ناش (فنا) کرنے کے واسطے ارجن لڑائی میں چلا تو گیا لیکن اُسکو کوروں پر بڑی دیا (رحم) آگئی اور پراوپکار بدھی (نیک و صفائی قلب) سے اور پریم سے اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ روتے روتے اُن لوگوں کا ناش کرنے کے واسطے اُنپر ہتھیار کسطرح اُٹھائیں۔ اُن کی جان کیسے لیں۔ یہ بچار (سوچ یا خیال) کرنے لگا۔ یہ کتھا تو سب کو معلوم ہوگی۔ کاہے کو سب مضمون لینا پڑا۔ سارانش (حاصل کلام) رامچندر جی نے یہ بچار کیا اس لڑائی کے وقت مجھے برہمن ذات کا ورودھ (مخالفت) بڑا بھاری پاپ (گناہ عظیم) وغیرہ خراب دوش ہوگیا ہے اور اُسی میرے بیچ سے سیتا جی گربھ وتی ہوئیں تو اُس گن سے میرے بچے بھی خراب نکلیں گے۔ یہ کچھ ٹھیک نہیں ہے اب جبکہ وہ گربھ وتی ہیں تو

اُن کو اپنے پاس نہ رکھیں۔ سیتا جی تو پہلے ہی سے ست کی جڑ ہی تھیں۔ تب بھی جسطرح اُن کو ست سا گم گھڑے (ہو جائے) اور ست شکتی بچہ میں زیادہ جاوے تو میرا پُتر بڑا آتم شکتی والا ہوگا۔ پھر وہی بچہ خراب واسنا سے لڑائی کرتے کرتے جو میرا آتما خراب ہوگیا ہے۔ اُس کو بھی پاون (پاک۔ پانجات) کرے گا۔ نہیں تو میری حالت ایسی ہی خراب رہیگی۔ ہم پورن پرب برہم تو ہیں۔ پرنتو نزدیہہ لیکہ بہت خراب ہوگئے۔ نزدیہہ (جسم انسانی) کی حالت ہی ایسی ہے۔ جو کوئی اُس کے قبضہ میں آجائیگا تو پرماتما اور پرب برہم ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بھی پھنس جاتا ہے تو اسیواسطے ہی رامچندرجی کو گرو کرنا پڑا۔ رام کو کھو یا کرشن کو۔ وہ پورن پرب برہم ہو کر بھی نزدیہہ کے جھپٹ میں پھنس گئے تھے۔ اسیواسطے ہی رامچندرجی اور کرشن جی نے گرو کیا تھا۔ پرنتو نزدیہہ بنا اور اپُتر بنا لکلجائے اور اپن (خود) پوتر ہو کر چلے جائیں۔ اسیواسطے پُتر کی ضرورت تھی۔ سیتا جی کو گربھ ہوگیا تو اُن کو ہر وقت میں پاس نہ رکھوں تو آگے اپنا جو بھلا ہونے والا ہے وہ نہیں ہوگا۔ ست شکتی پُتر میں ہونا ہے۔ جب تک گربھ وقتی ہے اُس میں شکتی بھر جائے تو ٹھیک۔ پوتر آگے نہیں ہوگا۔

بھاجی ترکاری بنتے وقت اس کا مصالحہ اس میں ڈالا جائے تو وہ اچھی لذّت دینے والی بنجاتی ہے ادھر (مراد از حیدرآباد) تو بہت اور اور طرح (قسم) کی بھاجی ترکاری کی لذت لینے والے ہونگے اور طرح طرح کی کہے تو سمجھے کی نہیں۔ کوئی بیگن آلو۔ میتھی اور سیم کی پھلی وغیرہ تو کھاتے ہونگے پرنتو جو اصل ترکاری ہے وہ اور ہے۔ اصل ترکاری یعنی کیا؟ کہانے والی اصل ترکاری کون سی ہے سمجھ جاینگے وہ تو اصل ہی ہے۔ اصل یعنی (مانس۔ گوشت۔ مچھلی۔ بمبو وغیرہ وغیرہ) اصل ترکاری مصالحے کے بغیر خالی نمک۔ مرچ سے نہیں بنتی اور اس کو بنائیں اور

بعد میں مصالحہ ڈالیں بھی تو اچھی نہیں بنتی۔ پہلے سے بنتے وقت ہی مصالحہ ڈالنا پڑتا ہے۔ میں نے تو ایسا سنا ہے ان مصالحہ کے بغیر وہ بھاجی بنتی نہیں۔ سنا کا ہیکو میں نے بتائی ہے۔ تم سمجھتے ہو میں کیا برہمن ہوں؟ نام میرا برہمن لیکن برہمن کی حالت میرے پاس نہیں۔ تم کھو گئے کھائے بھی ہو گئے۔ اچھی ہو گی۔ پرنتو مجھے تو اُس کی بو بھی نہیں بھاتی۔ سب کو اچھی معلوم ہو کیا یہ قاعدہ ہے اچھا تو نہیں ہوتا۔ میں نے بتائی ہے ایسی بات کیوں نکالوں۔ ایکادشی کا دن ہے۔ پرشوتم ماس اُس میں ایسی بات کیوں منہ سے نکالنا ایسی بھاجی کو ترکاری یا ہٹن کہٹن کہتے ہیں۔ دوسری ترکاری رام رام۔ شینگے کی پھلی (ولایتی مونگ) کو تم کیا کہتے ہو۔ لابنی اور سوکھی ہوتی ہے اُس کی بو بہت خراب آتی ہے۔ اُس کے پاس گھپ مکھیاں جمتی ہیں۔ کیا اُس کا نام معلوم ہے؟ بمبو تم لوگ نہیں کھاتے اچھی تازی تازی۔ لابنی لابنی پھلی تم کو ہونا۔ پرنتو دیکھو گڑیا نو (دوستو) ہم تو لیکا ہے ہیں۔ میرے سامنے یہ سب ہوا ہے۔ میں نے کھانے والے کو لکا دیا تھا۔ کام گیری (خدمت) کفنی نوکری آگئی۔ پیسے لیکر نہیں اپنے کرم نتیجہ قسمت سے آگیا تو کرنا پڑتا ہے۔ سرکاری قید خانہ میں گئے تو وہاں جو کہیں تو وہ کرنا پڑتا ہے تو اللہ (خدا) کے بڑے قید خانہ میں ہیں تو اُس کے موافق کرنا ضروری ہے۔ ایسا ہی مجھ پر وقت آیا تھا۔

پورا برہمن اور پورا سائیں مولی

اور بھی ایک بات خیال میں آگئی۔ شیرڈی میں سائیں بابا اودیا پرش تھے۔ آپ لوگ سنے ہونگے اُن کے دربار میں ایک میگراج برہمن سیوادھرم میں رہا کرتا تھا۔ اس پر سائیں مولے کی کرپا ہونے کا بھی وقت آگیا تھا۔ برہمن پن کا ورت یعنی نیم یا قاعدہ جب پورا ہو جاتا ہے تب اُس کا اُدیاپن یعنی کمایا ہوا برہمن پن خاص پیہ مشہور چکا ہے

اُسکو ارپن ہو جاتے ہیں۔ پس وہ نہ رہے تو بھی کمائی ہوئی برہمن پن کے آخری اکھنڈ سکھ کا پھل نہیں مل سکتا وہ اکھنڈ سکھ کا
پھل ہی کمانی کیلئے ورت۔ نیم کرکے برہمن پن کمانا پڑتا ہے۔ لیکن وہ کمائی جبتک اپنے پاس رہتی ہے اسوقت تک
اسکو اکھنڈ سکھ کا پھل نہیں مل سکتا اور ورت سے کمایا ہوا برہمن پن اسکے ادیاپن کیلئے خاص پرمیشور روپ جو کوئی
ہو اسکے بغیر وہ ادیاپن یعنی کمایا ہوا کہیں بھی ارپن نہیں ہو سکتا۔ پورن پر برہم پرمیشور روپ ایسا جو کوئی برہمن
ذات کا ہی ہو اور برہمن پن کی کمائی جنہوں نے کی ہو تو اس کے برہمن پن کا ارپن
اُس برہمن کو جو ایشور روپ ہوا ہے کیا جائے تو تب اسکے ادیاپن کا پھل مل سکتا
ہے۔ پر تو پورا نہیں ملتا۔ پورن (کامل) ادویت (طریق یکتائی) ریت سے ارپن ہو کر
جب اکھنڈ سکھ آجائے تو سمجھو کہ اسکا کمایا ہوا برہمن پن کا پھل پورا پورا مل گیا
ادویت ریت (طریق وحدانیت) سے اکھنڈ سکھ کا پھل ملجانے کے واسطے
برہمن کا کمایا ہوا پورا برہمن پن اُسکے ادیاپن کے لیے پرمیشور روپ پورن
پر برہم روپ سے برہمن کی ذات سے اور جتنی ذاتیں ہیں اُن سب سے
علیحدہ ذات والا اسی اسلام ذات کا جو پورن پر برہم روپ ہوا سائیں مولا
اُسکو ہی برہمن کا کمایا ہوا برہمن پن ادویت ریت سے ارپن ہو جائے اور یہی
ارپن کرلے یعنی وہ سائیں مولا کے روپ سے ہی کمائے ہوئے برہمن کا ادیاپن
ہو جائے تو سمجھنا کہ اُس برہمن نے پورا پورا اکھنڈ سکھ (راحت دائمی) کا
لابھ کمایا۔ برہمن نے برہمن پن سائیں مولا کو ارپن کر دیا اور انھوں نے بھی
ارپن یعنی ادیاپن کر لیا تو اسکی نشانی کیسی رہتی ہے۔ برہمن دھرم سے
اسلامی دھرم کی ریت اُلٹی رہتی ہے۔ سائیں مولا نے ہی اس برہمن کو تھوڑا ہی
ہی اُلٹی کارروائی سے چلایا تو سمجھنا کہ برہمن کا برہمن پن سائیں مولا کو ارپن ہو کر
ادیاپن ہو گیا اور انھوں نے اُس کا برہمن پن اپنی طرف کھینچکر اُسکے اوپر
سچی سچی (اور ایسی سچی کہ کوئی دوسری اور سچی نہیں) اللہ کی کرپا ہوئی۔ یعنی

اللہ اور وہ اُسکو ادویت ریت (طریق توحید) سے ایک ہی ایک کر کے اکھنڈ سکھ
میں آنند بھوگتے اور ملجاتے ہیں۔ وہ ایک ہی برہمن آنند روپ ہو گیا۔ ایسا نہیں
سمجھنا۔ اس کے ہزاروں کل (خاندان) میں سب جیو اُس کے موافق ہی اللہ روپ
یعنی کیول پرپ برہم روپ ہو کر اکھنڈ سکھ میں چلے گئے یہ سمجھو۔ سارانش (خلاصہ)
ادویت ہوئے بغیر سچی حالت دونوں کو بھی نہیں مل سکتی۔ ادویت ہونے کے
لیئے جس کے پاس کچھ کمائی ہوگی وہ اُس کے اُلٹے بازو کی طرف چلا جاتا اور الٹ
بازو میں جو کچھ کمایا ہوا ہوگا وہ اُسکی طرف چلے آنا چاہیئے۔ ایسا اُلٹا سلٹا (ادلا بدلی)
ایک میں ایک جب پورا ہو جائے تو ہی اُن کا دوین (دوئی) جاکر ادویت ہو کر
پھر الٹ سلٹ حالت والے دونوں شخص سائیں اور برہمن دویت اور ادویت
سے بھی چھوٹ کر سب سے علیحدہ ہو کر پورن سچید انند روپ کہو یا پورن اللہ
روپ کہو بنجاتے ہیں۔ پرنتو جو کوئی پورن پرب برہم روپ ایسا پورا پورا سائیں
مولا ہوگا اُس سے ہی برہمن کے واسطے اوپر کہی ہوئی کارروائی ہو تو یہ سب
ہو جاتا ہے۔ سائیں مولا کے بغیر خالی ہی الٹا سلٹا ہونے پر ہی ایشور روپ
ہو جاتا ہے۔ ایسی سمجھ لیکر اور کبھی سائیں مولا کی حالت جس میں نہیں اور زبردستی
یا کوشش سے آپس آپس میں بیچ میں ہی مسلمان لوگ برہمن اور ہندو وغیرہ کو
مسلمان اور برہمن ہندو وغیرہ خوشی سے کیوں نہ ہو مسلمان بن لیں تو دونوں
بھی اکھنڈ سکھ کے عوض اکھنڈ نرک کا سادھن کر رہے ہیں۔ یہ سمجھو سائیں مولا
کے بغیر بیچ میں ہی برہمن ہندو وغیرہ مسلمانوں کو آپس میں ہی اُلٹا سلٹا کر کے
ایشور روپ ہو جانا ہو تو اُس کی ترکیب اور ہے وہ کیسی ؟ ایشور یا اللہ کے
سنکلپ (قدرت) سے قدرتی طور پر وہ استھول (کثیف) اور سوکشم (لطیف)
شریر (جسم) میں جیو کی حالت اُلٹی سُلٹی (سیدھی) ہے اور اپنے کو آپس میں

اُلٹا سلٹا کر کر ایشور یا اللہ کی حالت لاتا ہو تو دونوں طرف سے ہندو برہمن وغیرہ اور
مسلمان یون کے سوکشم شریر کے جیو کی آپس میں ادلا بدل ہو جائے تو سائیں مولا
کے بغیر ہی وہ آپس میں ہی سوکشم شریر کے جیو کی پوری پوری ادلا بدل ہو کر دونوں
بھی دویت ادویت سے بھی باہر نکلکر آنند روپ ہو جائینگے اندر سوکشم شریر
جسم لطیف کے جیو کی ادلا بدل ہونے کے واسطے کیا کارروائی کرنا۔ دونوں طرف
کے جو استھول شریر (جسم کثیف) کے جیو ہیں اُن کی ادلا بدل کرے تو خرابا ہو جائیگا
دونوں طرف کے سوکشم شریر کے جیو کی ادلا بدل ہو جانے کی ضرورت ہے۔ استھول
شریر ادھر کا اُدھر چلا جائیگا اس کا خلاصہ کر دیتے ہیں سمجھ جاؤ۔ برہمن کا استھول شریر کا بھانی جیو جھوٹا اور اُن
ہی کی سوکشم شریر کا بھانی جیو سچا سمجھو۔ اسطرح ہی ملانوں کا استھول شریر کا بھانی جیو جھوٹا اور انکی ہی سوکشم
شریر کا بھانی جیو سچا سمجھو۔ اپنے کو جھوٹا نہیں سچا ہونا اسپر سے خیال میں آیا ہوگا کہ استھول شریر کے جھوٹے
جیو سے انکا ہی سوکشم شریر کا بھانی جیو سچے پن کی ریت سے سلٹا ہو گیا۔
یعنی اوپر کا جھوٹا اندر کا سچا ایسا اُلٹا سُلٹا ہو گیا تو اس طریق سے ہی
سدھانت ہے۔ اپنے کو جو کچھ سچا لینا ہو اور وہ سچا جہاں سے ملتا ہو۔
وہاں اُس سچے کو لینے کے واسطے کوئی بھی کھٹ پٹ کرتا ہے۔ وہ سچا
لینے کی کوشش میں جو سچا اپنی طرف آتا ہے وہ کچھ مفت تھوڑا ہی آتا ہے۔
اُس سچے کا معاوضہ جب اپنی طرف سے سچ کا اُلٹا جھوٹا جو ہے اُدھر جاوے
تو وہ سچا اپنی طرف آتا ہے۔ یہ سدھانت ہے یعنی اٹل قاعدہ ہے یہ کبھی ٹل
نہیں سکتا۔ اس کے لیے بیوہار کا اُدھارن دیا جاتا ہے۔ بیوہار سے یعنی دنیا
کی حالت ہیں جس سے سُکھ کا سادھن مانا جاتا ہے جیسے اناج کپڑا وغیرہ وہ
سچ مچ اپنے کو ہونا ہے تو سچا اناج یا کپڑا وغیرہ ملنے کے واسطے وہ جہاں ملتا ہو
اُسکو اپنی طرف کی اُلٹی یعنی جھوٹی چیز جس سے خاص سُکھ سادھن نہیں ملتا۔

ایسا روپیہ نوٹ وغیرہ کو دیا جائے تو اُس وقت وہ سچا اناج وغیرہ اپنی طرف چلا آتا ہے اسی طرح سمجھو کہ مسلمان لوگوں کی حالت خیال میں آتی ہے۔ اور وہی حالت جو تم سچی سمجھتے ہو تو وہ تمہاری بھول ہے۔ کون سی حالت؟ وہ سچی حالت جو اللہ یا ایشور کی ہے۔ برہمن کے پاس ہے۔ ایسا تم لوگوں کی سمجھ ہو کر وہ برہمن کی سچی اللہ یا ایشور کی حالت لینے کے لیئے تم کوشش کرتے ہو۔ اُن کی طرف کی ایشور کی حالت کو سچی سمجھتے ہو تو وہ سچی کچھ صفت تھوڑا ہی ملیگی وہ صفت نہیں ملنی تو اس کا معاوضہ تمہارے طرف کی مسلمانی اوستھا اُس کو تم جھوٹی سمجھکر برہمن کو دیکر برہمن کی سچی اوستھا لینے کے واسطے تم کوشش کرتے رہتے ہو۔ سمجھ جاؤ کہ مسلمان لوگوں میں اپنی اوستھا روپیہ نوٹ وغیرہ کے موافق جھوٹی کرلی ہے اور برہمن کے پاس سچی سکھ کی اناج کپڑے کے موافق جو سچی چیز ہے وہ برہمن کی طرف مسلمان اوستھا جب داخل کرنا چاہتے ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پاس کی سچی اور اچھی چیز کو کیا کوئی زبردستی سے دیگا؟ کوئی نہیں دے سکتا۔ مسلمانی حالت تم اچھی نہیں سمجھتے پرنتو سچ پوچھا جائے تو میں نے اوپر کہا ہے کہ دونوں طرف کے (برہمن اور مسلمان) اوپر اوپر کے استھول شریر میں کے ایہائی جیو اور اُن کے استھول شریر بھی دونوں جھوٹے ہیں۔ اپنے کو سچا پن چاہیئے اور وہ سچا تو برہمن کے سوکشم شریر میں ہے وہ سچا ملنے کے واسطے اس کا معاوضہ اپنی طرف کا جو سچا سوکشم مسلمان کی طرف کا سوکشم شریر میں کا سچا جیو ہے وہ ادہر دینا ضرور ہے کیوں؟ تو مسلمان کے اندر کا سوکشم شریر کے جیو میں برہمن کے سوکشم جیو کے موافق سچا ہی ہے۔ تمہاری برہمن کے جیو کو سچا پن اور بڑا پن تمہارے سے پہلے ہی آگیا ہے۔ اسلیئے برہمن کے سوکشم کا سچا جیو سے مسلمانی سوکشم شریر کا جیو سچا ہو کر تم جھوٹا ہے ایسا مان لیتے ہو اسواسطے اچھی حالت ملنے کے لیئے تم اپنی جھوٹی چیز زبردستی سے دیتے ہوا اپنا آپ

کیا نہیں ہوتا۔ ایسی اچھی چیز ہم دوسرے کو دینا نہیں چاہتے ایسا منشیہ سبھاؤ ہے
اور جو خراب ہے وہ کسی طرح سے بھی اپنے پاس سے نکلجائے ایسی لوگوں کی عادت
رہتی ہے۔ خالی ہی بھاس مان یعنی جھوٹے اروپ کے موافق جھوٹا اور چھوٹا پن۔ پہلے
ہی سے مانا گیا ہے تو اُس کی ہی ادلا بدل ہونا ضرور ہے۔ وہ جو اُن کی طرف چلا جائیگا
تو اُن کے سوکشم شریر کا سچا اپنی طرف چلا آئیگا۔ اوپر کے جو دونوں طرف کی جھوٹے
جھوٹے استھول شریر اور اُن میں کے جیو اوپر ہی کے جھوٹے جھوٹے میں ادلا بدل ہو جائے
تو پھر دونوں نے بھی کیا کمایا۔ جھوٹے کا ادلا بدل کر لیا ایسا ہوتا ہے۔ جیسا روپیہ
دیکے نوٹ لیئے اور نوٹ دیکے روپیہ لیئے۔ دونوں کو ہی اپنا اپنے پاس جو کچھ سچا
اندر کا ہے وہی سچا سچے کا آپس آپس میں الٹا سلٹا ہوکر ادلا بدل ہو جائے تو ٹھیک۔
اس واسطے ہی جو ترکیب یا کارروائی ہے وہی کرنے کی دونوں طرف بہت ضرورت
ہے اور اس واسطے ہی دونوں طرف کے شاستر کاروں نے شاستر میں قاعدے
کر رکھے ہیں۔ وہ کیسے ؟ تو میں نے پہلے کہا ہے دونوں طرف کے استھول شریر کے
جیو جھوٹے اور دونوں طرف کے سوکشم شریر کے جیو سچے۔ وہی دونوں طرف کے
اندر کے سوکشم سچے جیو ہیں۔ دونوں کو بھی اللہ روپ کر دینے والے ہیں ایسا
پکا سمجھ جاؤ۔ کب ؟ اُس وقت دونوں طرف کے اندر کے جو سچے جیو ہیں وہ تم دونوں
میں الٹا سلٹا کر کر اندر کے اندر ہی دونوں کا ادلا بدل ہو جائے اُن کے اندر کے
اندر ہی کا اُلٹا سُلٹا ہو کر ادلا بدل کب ہوگی۔ جب دونوں طرف کے اوپر کے
استھول شریر کے جھوٹے جیو کی ادلا بدل نہ ہوگی۔ ایسا کیوں ؟ تو استھول شریر کی
جو جھوٹی حالت ہے اُس سے سوکشم شریر کی سچی جو حالت وہ اُس سے سُلٹی۔
قدرت سے ہی ہے۔ ایسا مسلمان کا سمجھو یا برہمن کا سمجھو۔
دونوں طرف کے سچے سچے اندر کے جیو کی اُلٹی سُلٹی حالت کیسی ہونا ضرور ہے۔

برہمن کے سوکشم شریر کا سچا جیو اور مسلمان کے سوکشم شریر کا سچا جیو کا اُلٹا سلٹا ہوکر
ادلا بدل ہونے کی ضرورت ہے۔ کیسا؟ تو برہمن کے سوکشم شریر کا سچا جیو اس کا مسلمان
کے سوکشم شریر کے سچے جیو کے ٹھکانے پر جائے اور مسلمان کا سچا سوکشم جیو برہمن کے
سوکشم جیو میں جائے تو اُلٹا سلٹا ہوگیا۔ اُلٹا یعنی جس کا اُس کا استھول سوکشم کے جیو کا
ادلا بدل اُس کو اُلٹا نہیں سمجھنا یا ایک طرف کا یعنی مسلمان یا برہمن کا استھول اور دوسری
طرف کا مسلمان یا برہمن کا سوکشم ان کی ادلا بدل اُس کو بھی اُلٹا سلٹا نہیں سمجھنا۔ یا
دونوں طرف کے استھول کے جیو کی ادلا بدل ہوکر جو اُلٹا اُس کو بھی ایسا نہیں سمجھنا
صرف برہمن کے سوکشم شریر کا سچا جیو اور مسلمان کے سوکشم شریر کا سچا جیو آپ ہی
آپ کچھ کارروائی کیئے بغیر اندر ہی اندر ادلا بدل ہوکر جو اُلٹا سلٹا ہوجاتا ہے اسکو
ہی اُلٹا سلٹا سمجھ جاؤ۔ اُسی ریت (طریق) سے اُلٹا سلٹا ہونے کی ضرورت کے
واسطے دونوں طرف کے جو شخص ہیں برہمن یا مسلمان اُن دونوں نے ہی اندر کی آپ
ہی آپ اُلٹی سلٹی حالت ہونے کے لئے یعنی برہمن کا سوکشم سچا جیو مسلمان کے
سوکشم شریر میں اور مسلمان کا سچا جیو برہمن کے سچے سوکشم جیو میں ہوجائے۔ اس سے
الٹ دونوں طرف کے استھول شریر جو جیو ہیں اُن کا ادلا بدل نہ ہو۔ ایسی چلن چلیں
اس سے ہی اندر کے ادھر اُدھر ہوجانے کی جو حالت ہے اُس سے ہی استھول
شریر کے جیو کی اُلٹی حالت ہوگئی۔ سارانش دونوں طرف کے اندر کے جیو ایسی اُلٹی سُلٹی
حالت سچی ہے۔

اس لیئے ہی ہندو اور اہل اسلام دونوں طرف کے شاستر کار یہی کہتے ہیں کہ
اپنا اپنا ادہرا استھول شریر سے اپنا اپنا دھرم کا ادل بدل کرکے تم لوگ اِدھر کے اُدھر
اور اُدھر کے اِدھر نہ ہوجاؤ اور ادھر سے یعنی استھول شریر سے جدھر کے ادھر ہی
رہکر اپنے اپنے دہرم پر ہی برابر رہو گے تو اس سے سلٹ اندر آپ ہی آپ اِدھر کا

اُدھر اور اُدہر کا اِدہر ہو جائیگا۔ اسی حالت کی ضرورت ہے۔ دہرم سے چلنا۔ دہرم سے چلنا یہ جو شاستر کار لکار تے ہیں اسکا مطلب کیا ہے؟ استہول شریر میں کے جیوکا ادہر اُدہر نہ ہو۔ اسواسطے دونوں طرف سے بھی خبرداری نگرانی ہونا چاہیئے۔

اگر ہندو دھرم والے اور اسلام دہرم والے اپنے اپنے دہرم سے نہ چلیں یعنی ادہر اُودھر سے استہول شریر سے ادہر اُدہر کرے تو جو اندر سے ادہر اُدہر ہو کر فائدہ ہونیوالا ہے۔ اس فائدہ کو تم لوگوں نے اپنے ہاتھ سے ہی کھودیا ایسا ہوگا۔ اپنے مورکھ پن (بیوقوفی) اور بھول سے اپنے پیر پر کلہاڑی یا پتھر مارنے کے موافق ہوگا۔

اچھا کس پر سے اتنی لمبی چوڑی بات نکلی۔ شیرڈی میں سائیں بابا کے پاس کے میگھراج برہمن پر سے نکلی۔ تو اچھا ہے۔ اس میں بھی جس کے جس کے دل کے موافق جو کچھ لینے کے موافق ہو وہ لیا جاویگا۔

میگھراج برہمن پر سائیں باباکی کرپا ہونے کے لیئے اُس کا برہمن پن انکی طرف کھینچا گیا اور اُسکی طرف اللہ کی کرپا چلی گئی۔ اس کی نشانی کے لیئے وہ برہمن ہو کر پر اور دوسرے مسلمان سیوا کرنے والے (خدمتی) ان کے ہو کر او انکو چھوڑ کر اُسی میگھراج برہمن کے ہاتھ سے مانس (گوشت) وغیرہ ترکاری بنانے کے لیئے اُنکی مرد لی ہی تو سمجھ جاؤ اِن برہمن کے دہرم (قواعد) سے علیحدہ سائیں مولا سے ہی وہ اُلٹی (ورد ھ) کرپا جب ہو گئی اُسی پر سے اُس کے برہمن کی ذات کا اودیاپن (   ) ہو کر اُسپر اللہ کی کرپا ہو گئی۔ اسپر ماتے (اس طریق پر) اسکو ساکشات کار (مشاہدہ ذات) بھی معلوم ہوا۔

اپنے کرم (اعمال) سے پرسنگ (موقعہ) ہی آتا ہے۔ دوسرا کچھ نہیں۔ تو اس پر ماتے ہی (اسی طرح) ہم پر بھی پرسنگ آیا تھا تو پھر لکیا کر دیے۔ میں نے

جو یہ میری حقیقت کہی تو تم بچار (خیال) کروگے ہم ان کے پاؤں پر سر رکھنا یا نہیں۔ تمہارا ہمارے پاؤں پر سر رکھنا یہ تمہاری بھول ہے۔ اس کے پہلے ہم کہہ چکے ہیں ہم میں پوتر اوستھا (حالت پاکیزگی) کا سپرش (مس) ہی نہیں۔ ایسا کوئی دھرم میں کہتے ہیں ہم پورن اپوتر اوستھا کو بھی پوجیہ (واجب التعظیم) سمجھ کر اس کے پاؤں پر سر رکھکر اور بھی کچھ کر کے اپنا اپوترپن اُس سے نکال کر خود پوتر ہو جاتی ہیں پورن پوتر سے پوتر گنگا جل کیطرح جو پوتر ٹھکانہ ہوگا اُسکے پاؤں پڑنا۔ کیا پاخانہ کے پتھر کے کوئی پاؤں پڑتے ہیں۔ اسکو تو اپوتر مانتے جانتے ہو اور ساتھ ہی کیا ہم کر چندن پھول چڑھاتے ہو۔ مندر میں یعنی پاخانہ میں جاتے کے ساتھ ہی گندھ پھول اگربتی لیکر پہلے لڈو کا یا چاء کافی کا نویدیہ بنانا کیا وہ کھاتا ہے۔ ادھر کا یعنی پوتر بنایا ہوا دیوا اور سب سے اپوتر دیو جو پاخانہ میں ہے دونوں بھی نہیں کھاتے۔ سب آگے رکھکر اور نویدیہ بنا کر اور جو کچھ کرنا ہو وہ کر کر پھر پاخانہ کے دونوں پتھروں پر پاؤں رکھکر بیٹھ جاؤ اور اپنے پیٹ میں پکا ہوا نویدیہ پاخانہ میں اندر نیچے ٹوکری میں جو بیٹھا ہوا بھگوان اُسکو کھلاتے جاؤ اور تم نے جو ساتھ لایا ہے وہ لڈو۔ پیڑا۔ چاء کافی وغیرہ اپنے مُنھ سے کھاتے جاؤ ایسا کوئی نہیں کرتے۔ سارانش (حاصل کلام) اپوتر پورن اپوتر کے کیا کوئی پاؤں پڑتا ہے۔ وہی ہماری حالت اس پاخانہ کے اندر کی طرح ہے سمجھو۔

میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کیا جھوٹ تھوڑا ہی کہتا ہوں۔ پاخانہ بھی اپوتر ہے میری حالت تو اُس سے بھی اپوتر ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ کس کا گوشت پکایا گیا؟ سُور کا۔ سب سے خراب۔ بکرے کا بھی نہیں۔ ایشور ایسا پرسنگ (موقعہ) لایا۔

مہاراج کا کھڑگ پور کا ایک پرسنگ (واقعہ)

کوئی کوئی ٹھکانے پر نیچ سے نیچ لوگوں میں ہم کو کچھ دن رہنا پڑا۔ ان کا ایک دن تہوار کا رہتا ہے۔ اسوقت

سُوّر کو مار کر بلی (قُربانی) دیتے ہیں۔ جیسا بکرے کی بلی۔ جن لوگوں کے ساتھ بیوہار ہوا وہ ساتھ چھوڑ کر بولے۔ آج ہمارے تیوہار کا دِن ہے۔ ہمارا جو دیوتا ہے اُسکو سور کا بلی دان دینا پڑتا ہے۔ میں نے کہا کہ دیوتا نہیں مانگے تم لوگ اُسکا گوشت چاہتے ہو۔ اس واسطے خالی دیوتا کو بیچ میں ڈالتے ہو اچھا تو پھر تمہارا کیا کہنا ہے۔ وہ کہے ہم جب بلی دیں اُسوقت آپ نزدیک کھڑے رہو۔ کیوں؟ وہ سُوّر کا آتما جب نکلجائیگا اُسوقت آپ اُسکو کہیں اور نہ جانے دو۔ اپنے میں لے لو۔ اور ایشور روپ کر ڈالو۔ اس حالت میں بھی ایسا پرسنگ (موقعہ) آیا تھا۔ اُن کا بھی کہنا سچ معلوم ہوا لیکن مارتے وقت اس کا جیو اور کہیں نہ جائے۔ ایشور میں جائے۔ اس واسطے ہی کسی ٹھکانے پر ایشور مان کر اُس کے سامنے پشو (جانور) کی جان لینے کی وہیوات (رواج) ہے یعنی اُن لوگوں کی ریت سے بلی دان بھی ہوجاتا ہے اور ایشور ہی کے واسطے اُس کے سامنے اُس کی جان بھی لی جاتی ہے وہ پشو کا جیو ایشور روپ ہوکر اُسکا بھی اودھار یعنی نجات ہوجاتا ہے۔ بابا بھی ساکشات پرمیشور ہیں۔ ایسا وہ لوگ سمجھ گئے ہم ان میں سور کا جیو جائے تو ٹھیک ہے میں بچار کیا ہم یہ کیا بات ہے۔ اپنے سامنے اس کی ہتیا (خون ناحق) ہوتی ہے۔ کیا پاپ ہے۔ پھر وہ مارے بغیر تو رہیں گے نہیں۔ اور اُن کا کہنا بھی سچ ہے۔ اس کا جیو ادھر اُدھر نہ جائے۔ ایشور میں جائے تو ٹھیک ہے لیکن اپنے کو ایشور مانتے ہیں تو پھر ایسا کیوں نہ ہو۔ پھر بچارا کیا کہ وہ لوگ ایشور کہتے ہیں۔ لیکن کیا میں ایشور ہوں۔ جب یہ لوگ مانتے ہیں تو اُن کے مَن کی ریت سے اپنے میں سُوّر کا جیو آجائیگا۔ میں جو اپنے کو ایشور نہیں مانتا تو اُس جیو کا کیا ہوگا۔ اور میرا کیا ہوگا۔ اُن کا ماننا تو ٹھیک ہے لیکن جو کبھی میں ایشور نہیں ہوں اور وہ جیو مجھ میں آگیا تو کیا اُس کا جیو ایشور ہو سکتا ہے۔ میں آدمی وہ سُوّر۔ مجھ میں آئے تو میری

حالت کیسی ہوگی۔ کھیڑے پاڑے (موضع) میں لوگ صبح اُٹھکر باہر جاکر لوگ نوید پرس دیتے ہیں تو پھر ہماری بھی حالت اُسی سُوّر کے موافق ہوکر نوید کے واسطے کیا اِدھر اُدھر ڈھونڈھنا پڑیگا۔ جب ایشور نہ ہو تو ایسی میری حالت ہوگی۔ سچی جو حالت ہے وہ میں کہہ رہا ہوں تم ایشور سمجھکر درشن لینے کے لائق ہے یا نہیں۔ اُسکو اپنے میں سمجھو یا نہ سمجھو۔ میرا آنا جو ہوا ہے وہ تم لوگ میرے درشن کے لیئے آؤ اسواسطے نہیں۔ اور درشن لینے کے موافق میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں کے لوگوں نے مجھے بُلایا بھی نہیں کہ چلو مہاراج آپ ہمارے یہاں۔ تو ہمارا گھر پاون ہوجائیگا اسواسطے مجھے لوگوں سے کیا کرنا ہے۔ اکسمات (یک بیک) نہیں آنے والی اوستھا آگئی۔ کیسے آگئی۔ کیا آگئی۔ ایشور کی ایشور جانے۔ پھر میں نے بچار کیا ابھی جو سُوّر کی بابت پرسنگ آگیا اس سے برس ڈیڑہ برس پہلے بھی مجھکو لوگ پاگل کہتے تھے اسوقت بھی سور کی حالت مجھپر گذری۔ اس وقت تو بہت دفعہ گاؤں کے باہر جاکر لوگوں سے پرساہوا نوید جس کو تم لوگ گو میلہ (فضلہ) کہتے ہو اُس کو میں پریم سے مشٹان (میٹھا کھانا) کی طرح کھاتا رہتا تھا اور اُسی پریم سے لوگوں کے ساتھ گاؤں ہی کے پاخانہ صاف کرنے کے لیئے میلہ سے بھری ہوئی ٹوکریاں اُٹھاتا تھا۔ میلے میں لیٹا رہتا تھا۔ سور کا جیو اپنے میں آنے کے واسطے اپنے کو کیوں ڈر ہو۔ کبھی میں ایشور رہی ہوں تو وہ بیچارے سور کا جیو ایشور روپ ہوجائیگا۔ ایسے بہت دفعہ اور طرح طرح کے خراب پرسنگ (موقع) مجھپر گذرے تھے اُسکا ورنن (صراحت) کرے تو آپ لوگوں کو بڑا ڈر پیدا ہوگا اسواسطے تھوڑے میں کہدیا۔ سری بابا کی ایسی بات سُنکر عالیجناب سرمہاراجہ بہادر نے پریم سے کھید (رنج) کے اودگار (اظہار) کے لیئے رام رام فرماتے رہے۔ سری بابا نے فرمایا کیا رام منھ ہی میں ہے اور کہیں نہیں۔ رام کا اور ہمارا اودر مباحثہ) ہوا۔ کیا تم منھ میں ہو اور دوسری جگہ

نہیں۔ سب جگہ ہو تو پھر پاخانہ میں کیا نہیں ہے۔ ایسا جو پاخانہ سے بھاگنے والا رام ہوگا تو اُس کو رام کون کہیگا۔ رام نے کہا اچھا بھئیا۔ پاخانہ میں ہمکو رکھتے ہو تو رکھو جیسا تم رام کے اچھے اچھے ادہر ادھر تپے ہوئے مندر میں ہی بیٹھے ہو تو تم کو سروشکتیمان سروویاپی کیوں کہا جاتا ہے۔ سروویاپی تم کیسے ہوگے۔ تم تو پاخانہ سے ڈرتے ہو۔ رام کی لیلا عجیب ہے۔ سب کو نہیں معلوم ہوتی۔ رام رام کیا ہے۔ جدہر دیکھو اُدھر رام رام ہے۔

سور تو میلا کھاتا ہے۔ تم لوگ بھی میلا کھاتے ہو۔ ایسا سدھ کر دیتا ہوں منھ اپوتر ہے تم سمجھوگے کہ گندہ وار اپوتر ہے۔ گدوا ر اپوتر کرنیکا سادھن ہے اور منھ اپوتر کرنے کا منھ سے اناج کھاتے ہو اُس سے کیا بنتا ہے۔ اپوتر چیز بنتی ہے۔ اناج کھاتے ہو تو اُس سے کیا عطر گلاب کے پھول اور کوئی سوگندھ والی چیزیں بنتی ہیں۔ اناج کھائیں تو اُس سے اپوتر وستو ہی بنتی ہے۔ یہ منھ کیسا خراب ہے۔ اچھے کو خراب بناتا ہے۔ وہ اناج کو پھینکنے کے لائق بہت درگندھ ایسا میلا کیو تو بناہی دیتا ہے پر تو بہت روپیہ خرچ کرکے اناج کھاکر پانچ منٹ بھی نہیں ہوتے نیچے اُتر گیا تو بہت گھان بن جاتی ہے جیسے کھاتے وقت اناج کیساتھ مکھی چلی گئی تو پانچ منٹ کے اندر ہی قے ہوکر جب اناج منھ سے باہر واپس آتا ہے تو اس وقت اتنی خراب بو آتی ہے۔ جس پر یہ پرسنگ آیا ہوگا اُس کو معلوم ہوگا منھ کی حالت خراب ہوگئی اور پوتر ہونیوالا جو گُدوار جس سے صاف ہونے کی اوستھا ہوتی ہے اُسکو کیا خراب اور اپوتر کہیں اور جس سے اچھے کا خراب بننے کا سادھن ہو جاتا ہے کیا ایسے منھ کو پوتر بولیں دیکھو دنیا کا کیا بنائے ہے۔ جب منھ پوتر ہے تو اُسکو رام رام کہکر پوتر کرنیکا کیا مطلب۔ وہ تو پوتر تھا ہی تو پھر رام رام کا ہیکو کہنا۔ اپنا منھ ہر وقت اپوتر رہتا ہے

اسواسطے رام رام کہہ کر پوتر کر لیتے ہیں۔ رام رام کے بغیر جو بات مُنھ سے نکلتی ہے وہ سب فالتو اور اپوتر ہے۔ جتنی خراب بات نکالی جائے اُتنی زیادہ اپوتر کرنے کی اوستھا ہوتی ہے اُسکو ست نہیں کہتے۔ شاستر گرنتھ میں گرددوار سے جو آواز نکلتی ہے اُسکو سنیہ کہتے ہیں۔ کبھی باتوں میں ویوہار کی کہو یا اور کوئی بات سچی یا جھوٹی۔ تو ایسا کرتے کرتے کسی نے گرددوار سے ہوا چھوڑ کر پاد دیا۔ ٹم ڈھر پوں۔ ڈھم۔ پر ایسی آواز ہو گئی تو اپنی بات چلتی ہے وہ سچی ہے۔ اسواسطے ہی وہ آواز سے قول دیا گیا ایسا سمجھا جاتا ہے۔ اُس آواز کا پرمان لیکر اپنی بات سچی سمجھ لیتے ہیں اس واسطے "ستیم وِدھتی برِدھتی" ایسا اپنشد میں واکیہ ہے۔ وہ شاستر سب میں بڑا ہے جیسا مسلمانوں میں قرآن۔ بردھتی یعنی گرددوار کسی کا بولنا چلا ہو۔ اُس کو ست کا پرمان بتانے کے لیئے "بردھتی" یعنی گرددوار نے آواز کرکے قول دیا۔ ایسا اُس شبد کا ارتھ ہے۔

کوئی ایشور کے پاس کا گھنٹے کا آواز ہو گیا ایسا کہتے ہیں۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب صحیح ہے۔ یا بال بچے یا سواسنی چھینک دے تو بھی کہتے ہیں دیکھو میری بات پر دہ چھینک ہوئی وہ سچی ہے۔ باتیں کرتے وقت پال یعنی چھپکلی بھی چاہیں چاہیں کرتی ہے تو کہتے ہیں وہ آواز کر رہی ہے۔ بھگوان کی ست وانی ہے۔ ایسا گرددوار کا آواز تو ست وانی کرنے والا ہے تو یہ خیال میں لاؤ کہ گرددوار اپوتر ہے کہ منھ پوتر۔ ایسا لوگ کہتے ہونگے کہ آج بابا نے سب خراب اور اپوتر باتیں چلائیں۔ پرنتو مجھ سے جو ایسی باتیں سنو گے تو تم جو اپوتر ہو پوتر بنجاؤ گے ایسا پکا سمجھ لو۔ میں سچ بولتا ہوں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اپوتر سے پوتر ہو جاتا ہے۔ دودھ اور گھی رکھنے کا برتن کچھ میلا اپوتر ہو گیا ہو تو گھی دودھ یا اور کوئی اچھی چیز رکھی جائے تو خراب ہو جائیگی تو پھر کیا کرنا۔ خراب برتن جو ہے اُسکو بھی شکر۔ دودھ سی مانجھ ڈالو نہیں تو لڈ دے سری

لیکر اندر سے صاف کرو تو کیا صاف ہوتا ہے اچھی چیز رکھنے کی اُسی چیز سے اندر باہر صاف نہیں ہو سکتا۔ میلا اپوتر جو اندر ہے اُسکو صاف کرنے کے لیے میلی وستو جو ہوگی۔ راکھ۔ کچرا۔ گھاسنی۔ مٹی۔ گوبر وغیرہ۔ اُسی سے وہ صاف ہوتا ہے سؤر کے واسطے اور بھی بچار آ گیا ہے کہ سور کا جیو جو بیرے میں آ جائیگا تو اگلے جنم میں سؤر کا جنم تو نہیں آئیگا تو پھر بچار ہوا۔ آیا تو کیا ہوا۔ وہ تو سب سے اچھا ہے۔ تم لوگوں کے موافق عیش آرام کے لیئے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ سرکاری نوکری کے واسطے جو بیس برس تک پڑھنا پڑتا ہے۔ پھر سرٹیفکٹ ملتا اور نوکری ملتی ہے اسکے واسطے کھٹ پٹ رہتی ہے۔ اول بال بچوں کو کھلانا۔ اُن کی سیوا کرنا۔ خود بھی اچھے اچھے کھانے کھانا۔ عیش آرام بھوگنا۔ یہ تمہاری حالت میں کشٹ ہے۔ کیا سؤر کے جنم میں کچھ کشٹ ہے۔ تم محنت کر کے کھاتے پیتے جاؤ اور ہم کو پرسنے جاؤ۔ سؤر کے جنم میں آرام سے کھا کر ٹھنڈی جگہ میں پڑے رہنا ہے۔ تم محنت کر کر جنم بھر کشٹ کرتے ہو۔ پھر سؤر کا جنم اچھا یا بُرا سوچ لو۔ آدمی کے جنم میں بچے ہوتے ہیں کیا سؤر کے جنم میں نہیں ہوتے۔ بہت سے ہوتے ہیں۔ تم کو دو تین سال میں ایک ہوگا اُسکو تو ایک وقت میں دس بارہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی کوئی عورت ہمارے پاس بچے مانگنے کے واسطے آتی ہے تو میں کہاں سے دوں۔ میں بھی گمت کے لیئے اُنکو کہتا ہوں۔ تم کو ایشور بچہ دے تو تم سور کے یا کتے کے جنم میں جاؤ تو بچے ہی بچے ہو جاتے ہیں۔ کوئی کہتے ہیں بابا ہنسی میں مت ٹالو۔ میں کہتا ہوں ہنسی میں نہیں میں کہاں سے دوں۔ تمہارے پرالبدھ میں نہیں۔ کیا مٹی کا بنا کر دوں۔ جاؤ بیٹا ایشور دیگا تو لیلو۔ ایسا کچھ بھی کہکر اُنکی تفہیم کرنا پڑتا ہے۔ آدمی کے جنم میں بڑا کشٹ ہے۔ بستر ہونا۔ پلنگ ہونا۔ مچھر دان ہونا۔ کھٹمل کاٹتے ہیں۔ اپنے کو بڑا پن ہونا چھوٹا پن نہیں ہونا۔ آدمی کے جنم میں کیا کیا بھانگڑا (جھگڑا) ہے۔ ایسا کشٹ دایک جنم ہماکا ہیکو

ہونا۔ ہم سور کے جنم میں جائینگے۔ ایشور بھی سور ہوا تھا۔ آپ لوگوں کو معلوم ہوگا۔ اسکو
واراھ اوتار کہتے ہیں۔ وہ سور کا جنم اچھا ہوگا اس واسطے تو ایشور بھی سور ہوا ہوگا
پھر کیا ہوا کہ اُن لوگوں نے بلی دینے کے واسطے سور کو نہلا دھلا کر صاف کر کر دیوتا
کے پاس لایا تھا۔ ہم بھی وہیں بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے دیوتا کی پوجا کی۔ دو چار آدمی ملکر
کسی نے اُس کا مُنھ اور کسی نے پاؤں وغیرہ داب رکھے اُسکو رسی سے نہیں باندھتے
کھلا رکھتے ہیں۔ کیوں۔ بھگوان کو دینا ہے۔ گلا نہیں کاٹتے۔ اسکی چھاتی اور دونوں
سامنے کے پاؤں کے بیچ میں نرم جگہ رہتی ہے۔ اُس ٹھکانے پر برچھے کیطرح
جس کی نوک تیز ہو اُس ہتھیار کو پہلے میرا ہاتھ لگا کر اُنھوں نے اُسکی چھاتی میں
بھونک دیا۔ مجھسے وہ کہنے لگے آپ نزدیک ہی کھڑے رہو اور اس کی جان سنبھالو
اُس کی جان جلدی نہیں جاتی اسواسطے اُس کے بھونکے ہوئے ہتھیار کو ویسی
ہی کچھ دیر رکھدیئے اور اُس کی ناک اور مُنھ کو اچھی طرح دبا کر رکھا۔ وہ لوگ اسوقت
مجھ سے کہتے رہے کہ بابا سب کام میں ہم کو مدد دیتے جاؤ۔ میں نے کہا تم جو کہو ہم
کرتے ہیں — ہم تمہارے نوکر ہیں۔ اُن لوگوں کی نوکری کا پرسنگ آگیا۔ وہ لوگ
کون تھے؟ تم لوگ ابھی تک سمجھے کہ نہیں۔ وہ بھنگی لوگ کھرگلک پور والے۔ اُن سے
اور کوئی ہلکی ذات دنیا میں نہیں رہتی۔ جب اُسکی جان پوری چلی گئی تو پہلے اُن
لوگوں نے اُس کو اور ٹھکانے پر لے جانے کے واسطے میرے سر پر دیکر ٹھوڑا راستہ
چلے وہ کہے تم اس کو لیے تو اس کی جان ایشور روپ ہوجائیگی۔ اُسکو اُٹھا لیا۔ وہ
بہت وزن رہتا ہے۔ گھڑی بھر میں لیا۔ پھر اُن لوگوں نے۔ وہ لوگ زبردستی
سے کام نہیں لیئے پریم سے کام لیئے اور پریم سے دوست کے موافق رہے ایسا
کیا کچھ دور کھڑا تھا ہم کو معلوم نہیں۔ ساتھ رہنے سے معلوم ہوا۔ اُس کھڈے
میں خراب کچرا۔ بھٹی پر پرانی ٹوٹی بانس کی ٹوکری وغیرہ ادھر اُودھر سے جمع کر کے

لیکر اندر سے صاف کرو تو کیا صاف ہوتا ہے اچھی چیز رکھنے کی اُسی چیز سے اندر باہر صاف نہیں ہو سکتا۔ میلا اپوتر جو اندر رہے اُسکو صاف کرنے کے لیے میلی وستو جو ہوگی۔ راکھ۔ کچرا۔ گھاسنی۔ مٹی۔ گوبر وغیرہ۔ اُسی سے وہ صاف ہوتا ہے سُوّر کے واسطے اور بھی بچارہ آ گیا ہے کہ سور کا جیو جو میرے میں آ جائیگا تو اگلے جنم میں سُوّر کا جنم تو نہیں آئیگا تو پھر بچارہ ہوا۔ آیا تو کیا ہوا۔ وہ تو سب سے اچھا ہے۔ تم لوگوں کے موافق عیش آرام کے لیئے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ سرکاری نوکری کے واسطے جو بیس برس تک پڑھنا پڑتا ہے۔ پھر سرٹیفکیٹ ملتا اور نوکری ملتی ہے اسکی واسطے کھٹ پٹ رہتی ہے۔ اول بال بچوں کو کھلانا۔ اُن کی سیوا کرنا۔ خود بھی اچھے اچھے کھانے کھانا۔ عیش آرام بھوگنا۔ یہ تمہاری حالت میں کشٹ ہے۔ کیا سُوّر کے جنم میں کچھ کشٹ ہے۔ تم محنت کر کے کھاتے پیتے جاؤ اور ہم کو پرسنے جاؤ۔ سُوّر کے جنم میں آرام سے کھا کر ٹھنڈی جگہ میں پڑے رہنا ہے۔ تم محنت کر کر جنم بھر کشٹ کرتے ہو۔ پھر سُوّر کا جنم اچھا یا برا سوچ لو۔ آدمی کے جنم میں بچے ہوتے ہیں کیا سُوّر کے جنم میں نہیں ہوتے۔ بہت سے ہوتے ہیں۔ تم کو دو تین سال میں ایک ہوگا اُسکو تو ایک وقت میں دس بارہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی کوئی عورت ہمارے پاس بچے مانگنے کے واسطے آتی ہے تو میں کہاں سے دوں۔ میں بھی گمت کے لیئے اُنکو کہتا ہوں۔ تم کو البتہ بچہ دے تو تم سور کے یا کتے کے جنم میں جاؤ تو بچے ہی بچے ہو جاتے ہیں۔ کوئی کہتے ہیں با ہنسی میں مت ٹالو۔ میں کہتا ہوں ہنسی میں نہیں میں کہاں سے دوں۔ تمہارے پرالبدھ میں نہیں۔ کیا مٹی کا بنا کر دوں۔ جاؤ بیٹا البتہ دیگا تو لیلو۔ ایسا کچھ بھی کہکر اُنکی تفہیم کرنا پڑتا ہے۔ آدمی کے جنم میں بڑا کشٹ ہے۔ بستر ہونا۔ پلنگ ہونا۔ چھپر دان ہونا۔ کھٹمل کاٹتے ہیں۔ اپنے کو بڑا پن ہونا۔ چھوٹا پن نہیں ہونا۔ آدمی کے جنم میں کیا کیا بھانگڑا (جھگڑا) ہے۔ ایسا کشٹ وایک جنم ہیکو کا ہیکو

ہونا۔ ہم سور کے جنم میں جائینگے۔ ایشور بھی سور ہوا تھا۔ آپ لوگوں کو معلوم ہوگا۔ اُسکو
وار اوتار کہتے ہیں۔ وہ سور کا جنم اچھا ہوگا اس واسطے تو ایشور بھی سور ہوا ہوگا
پھر کیا ہوا کہ اُن لوگوں نے بلی دینے کے واسطے سور کو نہلا دھلا کر صاف کر کر دیوتا
کے پاس لایا تھا۔ ہم بھی وہیں بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے دیوتا کی پوجا کی۔ دو چار آدمی مل کر
کسی نے اُس کا مُنھ اور کسی نے پاؤں وغیرہ داب رکھے اُسکو رسی سے نہیں باندھ کر
کھلا رکھتے ہیں۔ کیوں۔ بھگوان کو دینا ہے۔ گلا نہیں کاٹتے۔ اسکی چھاتی اور دونوں
سامنے کے پاؤں کے بیچ میں نرم جگہ رہتی ہے۔ اُس ٹھکانے پر بڑے کیلے کی طرح
جس کی نوک تیز ہو اُس ہتھیار کو پہلے میرا ہاتھ لگا کر اُنھوں نے اُسکی چھاتی میں
بھونک دیا۔ مجھسے وہ کہنے لگے آپ نزدیک ہی کھڑے رہو اور اس کی جان سنبھالو
اُس کی جان جلدی نہیں جاتی اسواسطے اُس کے بھونکے ہوئے ہتھیار کو ویسی
ہی کچھ دیر رکھدیئے اور اُس کی ناک اور مُنھ کو اچھی طرح دبا کر رکھا۔ وہ لوگ اسوقت
مجھ سے کہتے رہے کہ بابا سب کام میں ہم کو مدد دیتے جاؤ۔ میں نے کہا تم جو کہو ہم
کرتے ہیں — ہم تمہارے نوکر ہیں۔ اُن لوگوں کی نوکری کا پرسنگ آگیا۔ وہ لوگ
کون تھے؟ تم لوگ ابھی تک سمجھے کہ نہیں۔ وہ جنگلی لوگ کھرگلک پور والے۔ اُن سے
اور کوئی ہلکی ذات دنیا میں نہیں رہتی۔ جب اُسکی جان پوری چلی گئی تو پہلے اُن
لوگوں نے اُس کو اور ٹھکانے پر لے جانے کے واسطے میرے سر پر دیکر تھوڑا راستہ
چلے وہ کہے تم اس کو لیے تو اس کی جان ایشور روپ ہو جائیگی۔ اُسکو اُٹھا لیا۔ وہ
بہت وزن رہتا ہے۔ گھڑی بھر میں لیا۔ پھر اُن لوگوں نے۔ وہ لوگ زبردستی
سے کام نہیں لیئے پریم سے کام لیئے اور پریم سے دوست کے موافق رہے ایسا
کیا کچھ دور گھڈا تھا ہم کو معلوم نہیں۔ سا تھ رہتے سے معلوم ہوا۔ اُس گڈھے
میں خراب کچرا۔ بھٹی پُرانی ٹوٹی بانس کی ٹوکری وغیرہ ادہر اُدہر سے جمع کر کے

صرف اسکی سب بال جلجانے کے لئے کچھ دیر کو انگار لگا کر اسکے بال جلا ڈالے پھر اسکی
گوٹے سے راکھ وغیرہ صاف کرتے رہے ان کو دیکھکر میں بھی میرے آنگ پر سے
پوتے کے ٹکڑے سے صاف کرتا رہا ان لوگوں نے اسکو اٹھا کر ایک کوٹھری میں
اچھا اٹھالا تھا - اُس میں لے جا کر رکھے اور دس پانچ آدمی چھرا وغیرہ ہتھیار تیار
کر کے ان کی [illegible] کاٹنے کا کام شروع کر دیئے اور جسطرح سے پورا سیدھا
چمڑا اکھلجائے ویسا کاٹ کر چمڑا الگ کر لیئے - اُس میں کا لہو ایک برتن میں الگ
رکھ دیئے اور گوشت کے ٹکڑا سے الگ کیئے اور پھینکنے کے لائق سخت ہڈی
الگ کیئے اور باریک باریک کونی ہڈی جسکی کچھ ترکاری ہوتی ہے اُس کو بھی
الگ رکھے - پھر ترکاری بنانے کی تیاری شروع ہوئی - اُسوقت سب طرح کا
مصالحہ لاکر سل لوڑھا پر باریک کرکے پیس لیئے - سب کام میں میری مدد لیتے
تھے اور میں بھی پریم سے مدد کرتا تھا مصالحہ سل لوڑھا پر باریک کرنیکا کام میری
ہی طرف آیا تھا - پکاتے وقت خون لہو کو اچھی طرح کا مصالحہ دیکر اُسکی اچھی طرح
کڑی پکائے اور گوشت کو بھاجی کے موافق ٹکڑے چھوٹے چھوٹے کرکر اس میں
اچھی طرح مصالحہ اور بہت تیل ڈال کر مصالحہ دار کھن کھناتے ہم جھک اچھی لذت دینے
والی مزیدار بھاجی بنائے اسطرح سے سب سویم پاک بنگیا اور رات کے وقت
بھوجن کے واسطے پنگت بیٹھ گئی - اُس وقت پرسنے کا کام ہماری طرف ہی چلا آیا -

اُن سب لوگوں نے مجھ سے کہا کہ بابا مہاراج آپ پہلے تھوڑا سا لے لیجئے
اُس وقت میں نے کہا بھیا مجھکو عادت نہیں ہے - اسکی بو بھی اچھی نہیں معلوم
ہوتی - میرا ہاتھ لگ گیا ہے - میں نے اس کا سوکیکار کر لیا ہے - ایسا سمجھکر اپنے
الیشور کا نام لیکر شروع کرو - پھر سب لوگوں نے بابا مہاراج کا اور اُن کے دیوتا کا
نام لیکر کھانا شروع کر دیا - اُن کا پاپ ساتھ ہمارے اوپر - ایسی خراب بات

مجھسے کیوں کہی گئی۔ مصالحہ جو ڈالا جاتا ہے۔ بنتے بنتے جو بھاجی ترکاری میں ڈالا جائے
تو اُس کی لذت بہت ہوتی ہے اسواسطے بات چلی ہے۔ سادھارن پکنے میں
مصالحہ ڈالیں تو لذت نہیں رہتی۔ کوئی کہیں، ہم بابا ایسا خراب اودھارن کس
واسطے دیا گیا۔ تم لوگوں کو ہر وقت جس کا انبھو آتا ہے اُس کا ہی اودھارن دینے
سے اگیان لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتا ہے جس کو تم نے کبھی دیکھا نہیں۔ ایسا اودھارن
کیسے خیال میں آئیگا اسی اُودھارن پر سے سمجھ جاؤ۔ ہم گربھ وتی استری کے
گربھ میں جب تک بچہ ہے اور وہ بچے کی پوری حالت بنتی رہتی ہے اُس وقت یعنی
بننے کے وقت ہی وہی استری کے دوارے ایشور بھگتی کا مصالحہ ملجائے تو بڑا آتم شکتی
والا ہو جاتا ہے۔ وہ مصالحہ کون سا۔ اچھا دودھ پینا۔ کیا پاؤ بسکٹ کھا کر ڈاکٹری
ریت سے لیٹ کرنا اس سے تو پنڈ مضبوط ہو جائیگا۔ لیکن اُس کا جو آتما ہے وہ
مضبوط نہ ہوگا۔ اور اسواسطے گربھ وتی کے نیم وہ استری سے پالن کیئے جائیں
تو اُسکو مصالحہ سمجھو۔

اُس وقت ایسا ہی خیال کر کر رام چندر جی سیتا جی کو گربھ وتی کے ہی وقت
اپنے پاس نہ رکھکر سدپُرش کے پاس کی آتم شکتی بڑھانے کے واسطے والمیک
رشی کے پاس رکھے تھے والمیک رشی کے پاس ہی کیوں رکھے دوسرے کے
پاس کیوں نہیں۔؟ دیکھو ایک بات سے ایک بات خیال میں آتی ہے۔ وہ تو
ایشور کی کتھا ہے۔ دن رات کہی جائے تو بھی ختم نہیں ہوگی۔ میں تھوڑے
ہی میں ابھی ختم کر دیتا ہوں۔ والمیک رشی بڑے کو ہرن کر کر اور بڑے کی اُلٹ
جو اچھے آتم شکتی وہ دینے والا تھا تو کیا ایسا دوسرا رشی نہیں تھا۔ ایسے تو بہت
تھے تو پھر کیوں۔ اس لیئے ہم اُن کے پاس بڑا بہت تھا۔ جیسا [illegible] لیا ہم
میرے پاس بھی بڑا بڑا بہت ہے۔ اس پر سے والمیک رشی کے پاس ہی بہت تھا

اپنا مُردہ نکالنے کے واسطے مُردے کی ہی ضرورت رہتی ہے۔ یہ میں نے پہلے ہی کہا ہے
اچھا نکالنے کے واسطے اچھے سے کام نہیں چلتا۔ جو مُردا ہے پاخانہ صاف کرتا ہے۔
اُس کے لیئے راؤ صاحب کو نہیں بلاتے۔ گونڈ یا بھنگی۔ مہتر ہوگا اُسکو ہی بلایا جاتا
ہے۔ مُردے کے نکالنے کے واسطے مُردے کو بلانا پڑتا ہے۔ کوئی راجہ وغیرہ بڑا آدمی
ایسے خراب کام نہیں کرتا۔ اسیطرح والمیک رشی مُردے سے مُردے ہوکر بھی پورن
اچھے رام روپ بن گئے تھے اور رامچندر جی کے ہاتھ سے بہت مُرا کام ہوا تھا
وہ سب کو معلوم ہے کہ راون جیسے برہمن کی ہتیا ہوگئی۔ برہمن کی ہتیا ہونا اس سے
اور بڑا بھاری پاپ کوئی نہیں۔ ایسا اتنا بھاری بڑا پاپ کس کے ہاتھ سے جاویگا
والمیک رشی نے بھی بہت جان لینے کا ہی پاپ کیا تھا اُس کی حالت تو معلوم
ہوگی۔ آدمی کو دیکھتے ہی مارنا۔ ہزاروں لاکھوں اچھے مُردے لوگوں کو مار ڈالا
اُسوقت اُسکا نام والیا کولی تھا۔ وہ بعد میں پورن رام روپ کسطرح سے ہوا وہ
کتھا تو سب کو معلوم ہی ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اُس کے ہی سہوا اس سے
اپنا جو بیج مارنیکا بنا ہے وہ سُدھر جائیگا اور اپنے بچے سیتہ روپ پورن پرپب
برھم کی شکتی لیکر پیدا ہونگے۔ مُردے سے مُردا نکالدینا اسواسطے والمیک رشی کے
پاس ہی اپنی استری کو رکھے۔ پھر سیتا جی نے اچھی طرح سیوا دھرم کیں۔ اُن کا
سہوا اس پورا ہوگیا اور والمیک رشی ہی کے آشرم میں سیتا ماتا کو دو بچے ہوئے
رشی کی کرپا سے سیتا جی کے ذریعہ بچوں میں پورن پرپب برھم شکتی۔ سیتہ شکتی
آتم شکتی۔ رام شکتی۔ پرگٹ ہوکر اپنے پتا کا یعنی رام چندر جی کا ڈبہ سنگرام
میں راون وغیرہ کا ناش کر کے جو جیت لیا۔ ایسا ابھمان لینی پاپ) ابھمان ہرن
کر کے یعنی اُس کا مان توڑ کے برھم روپ ہونے کے لئے رامچندر جی کو رد اسنہ
ہوگیا۔ وہی پتر سے رامچندر جی کا سب کُل پوتر ہوکر پورن پرپب برھم ہوکر چلا گیا۔

یہ کتھا سب کو معلوم ہے۔

سار انش مرد سے عورت کے ہردے میں پوترپن زیادہ اور اپوترپن تھوڑا ہے۔ مرد میں اپوترپن زیادہ اور پوترپن کم ہے۔ یہ بات نکلی تھی اس لئے بچے کے واسطے گرہیہ دھارن کے پہلے ہی مرد اور اسکی استری سیتہ کرم کرے دونوں کا بھی آتما اور شریر پوتر رہے۔ پھر گربھ دھارن ہو جائے اور گربھ دھارن کے بعد استری کے دوار سے اچھے اچھے نیندیہ کرم۔ ست کرم۔ پرمیشور کی حالت اور ست پرش کی سیوا دھرم اور ایشور بھجن میں کال گذارا جائے تو رامچندر جی کے پتر سمان ان کو بھی بچہ ہو کر ان کے سب کل کا اودھار کر دیگا ایسا سمجھو۔ کوئی پتر کی آشا کرے تو اس موافق ہی کرے نہیں تو گھر گھر ٹکسال تو ہے۔ ہر سال ایک روپیہ تو بھی کسی کے ٹکسال سے نکلتا ہو گا۔ اپنے سے استری کو اچھا اپرا شکشن دیا جاتا ہے اور بچے کو بھی۔ اپنی استری کو اچھی طرح سے شکشن دینے سے اسمیں اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے ہی بچہ کی پیدائش ہونے والی ہے۔ بچہ سے اپنا اودھار کر لینا ہو تو پہلے استری کو ہی اچھی طرح شکشن میں رکھا جائے تو پتر بھی کل کا اودھار کرنے والا نکلیگا۔

استری کو شکشن دینا یعنی سرکاری اسکول میں رکھکر جو شکشن دیا جاتا ہے تم وہ سمجھو گے وہ نہیں سمجھنا۔ کسطرح سے شکشن دینا؟ وہ تو میں نے اوپر کہا ہے پھر کیوں بولنا۔ لیکن آج کل کی حالت میں بچہ ہوتے ہی اپنے باپ دادا کو ادھو گتی میں لیجاتا ہے۔ اسطرح استری اور بچے کو شکشن دیا جاتا ہے۔ اسکول میں شکشن لیکر بنی ہوئی استری کا ٹھاٹ باٹ کیسا رہتا ہے وہ آپ لوگوں کو تو معلوم ہی ہے۔ اس کے سامنے تم مرد لوگ تو بھی کیا کچھہ دیکھتے جاتے ہیں۔ ایسا یہاں بہت زیادہ نہیں ہوگا پر تو بمبئی۔ پونہ۔ کلکتہ وغیرہ ٹھکان میں تم لوگ جاکر دیکھو گے تو اسکول میں پڑھی ہوئی

عورتوں کا مزاج مرد سے بھی اور کچھ معلوم ہوگا۔ ایسی عورتوں سے جو بچے ہو جائینگے تو وہ کیا اپنے ماں باپ اور واڈ وڈیل کا ادھار کرینگے۔ آج کی میری باتوں میں بہت کچھ اچھا بڑا وشئے نکلگیا۔ اس میں بھی لینے والے کو لینے کے موافق ہوگا۔ جس کا جیسا کرم اتو سار سنسکار ہوگا۔ اُس پرمانے کوئی اچھا سمجھکر لیگا۔ کوئی بُرا سمجھکر۔ پرنتو کیسا بھی لیں۔ اسکا پرنیام دونوں کو بھی ایک ہی ملیگا۔ بُرے کی ریت سے بھی ہر وقت یادگیری رہجائیگی۔ انت کال کے سمے میں ادہر کی سُنی ہوئی اور دیکھی ہوئی۔ اچھی بُری حالت تھوڑی بھی خیال میں آجائیگی تو بھی انت کال کے بعد اُدہر نہ جاکر ایشور کے راستے پر ہی چلا جائیگا ایسا پکا سمجھو۔

جیسا سونا ہے۔ وہ ذات سے تو اچھا ہی ہے اور اُس کی اور اور چیزیں بنائی جائیں جیسے ہاتھ کے کنگن۔ کڑے۔ بیڑیاں۔ گلے کی ھنسلی اور کوئی مورت کا آکار پشو گدھا۔ سور کا ایسا اور اور اچھے اور بُرے کا وہ سونیکا آکار بنا ہو تو خالی ہونے کی ریت سے جو قیمت کرے تو صرف کنگن وغیرہ اچھی اچھی چیزیں ہیں اُسکی زیادہ قیمت اور گدھا سور ایکا نام ہے اسواسطے سونے کی قیمت کم نہیں کریگا۔ سب کی قیمت مساوی رہتی ہے۔ اس پرمانے ایشور تو اچھا ہی ہے اُسکو بُرے سے یاد کرو یا اچھے سے اس کا پرنیام اچھا ہی ہوتا ہے۔
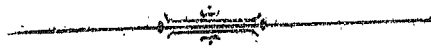
۲۶ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۱ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۱۳ اردی بہشت ۱۳۳۵ ف م تتھہ تیرس شاکھ ۱۸۴۸ بوقت آرتی دوپہر روز جمعہ بمقام محمود باغ بیگم پیٹھ

ایشوری سکھ کیواسطے ست گرو کرپا میاون (حاصل) کرنا چاہیے

کوئی برہمن ذات کے سنیاسی مہاراج سامنے آکر بیٹھے تھے اُنکی طرف مخاطب ہوکر سری بابا نے فرمایا۔ آپ وردھ (ضعیف) ہوگئے۔ پہلے برہمن پن کا ویوہار (کاروبار) کرکر دھرم کی ریت (طریقہ) سے سنیاس آشرم میں آگئے۔ بہت اچھا ہوا ہے۔ درشن کے واسطے بہت لوگ آتے ہیں تو درشن لیں۔ بھگتی (عشق) پریم (محبت) کے بغیر کوئی درشن کو نہیں آتا۔ بھگتی پریم بھاؤ اُتپن (پیدا) ہوتا ہے وہ اچھے اچھے کرم (اعمال) اور سنسکار (نتیجۂ اعمال) کے بغیر نہیں ہوتا اسی سنسکار سے جدھر پرمیشور کی حالت معلوم ہو جائے اُدھر لوگ بھاگتے رہتے ہیں پرمیشور تم لوگوں کو کھینچتا ہے ایسا نہیں سمجھنا۔ تم لوگوں سے پوروجنم (گذشتہ زندگی) میں ایشور کے واسطے جو کچھ اچھا کرم کیا گیا ہوگا وہی کرم تم کو پرمیشور کیطرف کھینچ لاتے ہیں۔ ایسا سمجھو۔ پرمیشور کی پراپتی (حصول) کے واسطے اپنا اپنا دھرم اور ست کرم (اعمال نیک) کرنا ہی ست گرو کی ملاقات کرا دیتی ہے۔ اپنے پاس ست کرم کی پوری تیاری رہی تب بھی ایشور کی پراپتی ست گرو کے بغیر نہیں ہوتی ہے کیسے ۔ ۹ ۔ میں جو کچھ بات کہہ رہا ہوں اسپر سب خیال کریں تو اپنے فائدہ کا سب کچھ نکلیگا۔ جیسا اپنے کو کوئی ایک بڑی سرکاری نوکری ہونا ہے مثلاً معاملہ داری (یہاں معاملہ دار کو تحصیلدار کہتے ہیں) یا اس سے اونچی وکیل یا بارسٹر کی جسکی اپنے کو ضرورت ہو اسکے واسطے کیا کرتے ہیں جو ادھکار (اہلیت) اپنے کو چاہیے اُسکے واسطے پچپن ہی وہی ابھیاس (مہارت) کرتے کرتے اُسکی پوری تیاری کی جاتی ہے۔ اسکی پریکشا (امتحان) لینے والے

جو کوئی ہوں اُن کو پریکشا دیکر سارٹیفکٹ لے لیتے ہیں کہ وہ وکالت میں پاس ہو گئے
فلاں نے ڈاکٹری پاس کی تحصیلداری میں پاس ہو گیا جس کو جس جس کا ادھکاری بننا
ہے وہ اُسی امتحان کو پاس کر کر سارٹیفکٹ لے لیتا ہے۔ اپنے اپنے کام میں پوری
تیاری ہو گئی لیکن تحصیلداری یا اُس کے اوپر کی اور کوئی نوکری ملنے کے واسطے سارٹیفکٹ
ہو کر بھی جن کے دوارا (ذریعہ) سے اپنے کو نوکری ملنا ہے وہ نوکری دینے کیواسطے
راضی ہوئے بغیر سارٹیفکٹ بھی کچھ کام نہیں دیتے۔ یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ ایسی سارٹیفکٹ
والے بہت ہوتے ہیں۔ جو منصب (عہدہ دار) کے پاس خالی عرضیاں جاتی ہیں وہ سب کو نوکری
تھوڑا ہی دیتا ہے۔ جس پر صاحب کی مرضی ہو اُسکو ملتی ہے اور جس فن کا ابھیاس
(مہارت علمی) کیا گیا ہے اُس کا سارٹیفکٹ تو لیکر رکھنا ہی چاہیئے۔ سرٹیفکٹ کے
بعد بھی صاحب کی مرضی (خوشنودی) کے واسطے بھی اور کچھ کھٹ پٹ کر کے مرضی
سمپادن (حاصل) کرنا پڑتا ہے۔ اگر کسی شخص میں گن (قابلیت) کم بھی ہو اور صاحب
کی نظر میں جچ گیا تو اُس کو بھی نوکری ملجاتی ہے۔ اسطرح سمجھو۔ یہ تو دھارن (تمثیل) لیلیا۔
کسیکو سو دو سو کی نوکری ہونا ہو تو وہ اُس کے واسطے ابھیاس اور تیاری کر کے پھر
صاحب کی رضامندی پر ہی نوکری کماتا ہے۔ اسطرح اپنے کو ایشور کی پراپتی (حصول)
کر لینا ہے۔ ایشور کے واسطے جو کچھ ابھیاس (شغل) کیا جائے وہ جنم جنم کرنا پڑتا ہے
ایسی ضرورت ہے۔ بہت لوگ ابھیاس (جلبس دم) کیا سروسنگ پریتاگ
(سب کو چھوڑ کر) کر کر وردھ (ضعیف) ہو گئے۔ بہت تپسیا (ریاضت) کی بہت
دان دھرم اور بہت طرح کی ست (عمل نیک) کریا کر کے اپنا دھرم آچرن (روزانہ
اعمال نیک) بھی پورا کیا۔ ایسا سب طرح سے ابھیاس کر کے پورا بھی ہو گیا تب
بھی ایشور کی خاص انوبھو کا یا زدا کھنڈ سکھ کا نہیں ملتا۔ ایسا کیوں؟ تو یہ ویسا ہی ہے
جیسر کب ملتی ہے؟ جب ست گرو کرپا کرے اُس وقت کیئے ہوئے ابھیاس کا پھل

پورا پورا پھل جائیگا اُس کا اُدھارن (مثال) دیتے ہیں۔ سارٹیفکٹ مل بھی گیا تو پورا پھل
مل گیا۔ ایسا نہیں ہوتا۔ جس وقت بڑے صاحب کی کرپا ہو تو اُس کا پھل اور نوکری
مل جاتی ہے۔ جب تک اُن کی کرپا (مہربانی) نہ ہو تب تک کچھ نہیں ہوتا۔ پرنتو (لیکن)
اپنا کام یہ ہے فرض ہے ودّیا (علم) سیکھ کر سارٹیفکٹ لیکر تیار رہو رہیں اور جسطرح
سے صاحب کی مرضی اپنے اوپر ہو جائے ویسی کارروائی کا بچار کریں۔ صاحب کی
مرضی ہونے کے واسطے جو کارروائی ہے اُس میں جب پورے پاس ہو گئے تو
وہی سچا سارٹیفکٹ سمجھو۔ پہلے ابھیاس کر کر سارٹیفکٹ لیا اور اُس میں پورے
گُن نہ ہو کر بھی صاحب کی کرپا ہو جاتی ہے اور اُن کی راضی اور مرضی کے انوسار
چھوٹی یا بڑی نوکری ملجاتی ہے جیسا اس سال میں برسات ہوگی یا نہ ہوگی اُس کا کیا
کوئی بچار (خیال) کرتے ہیں۔ کھیتی کاری (کسان) لوگ زمین درست کر کر بیج
لگا دیتے ہیں۔ جب میگھ راج (بارش کے دیوتا) کی کرپا ہو جائے تو وہ جو کھیتی والے
لوگ ہیں اُن کی تیاری کا پھل ملجاتا ہے۔ کبھی میگھ راج کی کرپا نہ ہو تو سب گیا مفت۔
مفت جائے یا نہ جائے اس کا بچار (خیال) نہیں کرتے۔ ان کا کرتویہ (فرائض)
تو وہ کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنے پرست گرو کی کرپا ہوگی یا نہ ہوگی اس کا بچار (خیال)
نہیں کرتے۔ لیکن کرپا ہو نیکے لائق اپنی تیاری کر رکھنا یہ اپنا فرض ہے۔

سنیاسی مہاراج کو دکھلا کے سری بابا نے فرمایا۔

وہ دیکھو یہ مہاراج بیٹھے ہیں۔ یہ پرمیشور کی حالت اور اس کا اکھنڈ سکھ (بے حصص
راحت) ملنے کیواسطے ست گرو کی کرپا ہونیکی برابر تیاری کر رکھے ہیں اور سارٹیفکٹ
بھی ہے لیکن جب کرپا ہونیکی ہو جائیگی۔ اسیطرح سب لوگ ہر وقت ست گرو کی
کرپا کے لئے تیاری کر رکھیں۔

اوم شانتی

۲۶ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۱ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۲ اردی بہشت ۱۳۳۵ف م تتھہ تیرش شاک ۱۸۴۸ روز جمعہ بوقت آرتی شب مقام محمود باغ بیگم پیٹھ

—(۰)—

اپنے ابہیو کیلئے دویت اور ادویت یہ دو اوستھا ہیں۔
سب دھرموں کا جس میں سماویش ہوتا ہے وہ ویدک دہرم ہے۔
دھرم شبد کی ویا کھیا (وضاحت)

کیوں لکھتے ہو؟ کاغذ خراب کرتے ہو۔ روز روز آپ لوگ تکلیف اُٹھاتے ہو۔ آپ کو ایسا دیکھکر خودبخود کہنا ہوتا ہے۔ یعنی دریا میں بہت سی چیزیں بنتی ہیں۔ اس میں اچھی بھی ہوتی ہیں اور بُری بھی۔ دریا کس کو کہا جاتا ہے؟ اُس کو جس میں اچھے بُرے کا سب سنگرہ (اجتماع) ہے۔ خالی اچھے کا بھی نہیں بُرے کا بھی نہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے ایشور کا سنکیت (قدرت) ہی ایسا ہے۔ کیسا؟ یہ بہت اچھی طرح بچار (غور) کرنے کے لائق ہے۔ اول ایک۔ بیچ میں دو پھر آخر ایک۔ ایسی ایشور کی رچنا (ترتیب عالم) ہے جو اول ہے وہ اپنی حالت ابتدائی میں ہے پرنتو (لیکن) ایک ہے۔ کیا ہے؟ کیسی ہے؟ اس کی کیا حالت رہتی ہے؟ اس کو معلوم نہیں ہوتی۔ ایک ہی ایک ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ تو پھر اپنی حالت اپنے کو یہ معلوم ہونے کے واسطے کہ وہ سکھ کی یا دکھ کی ہے نہیں جانی جاتی وہی وہ ہے اس واسطے اپنی حالت کو نہیں سمجھ سکتا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو پھر اس میں کس کی پیدائش ہو رہی ہے کچھ معلوم نہیں ہوتا اس اوستھا (حالت) کی پیدائش ہوگئی۔ جب پیدائش ہے تو پیدا ہونے والی چیز کو پرمان (حد) آگیا۔ اس اوستھا کا جب خلاص ہونے کا (ختم ہونے کا) وقت آگیا تو اُس وقت کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

اپنے انبھو کیلئے دویت اور ادویت یہ دو اوستھائیں

یہ اوستھا جب پھر آگئی اسطرح کی اُلٹ سلٹ (اُلٹی) (سیدھی) دو اوستھائیں (حالتیں) شروع سے پیدا ہو گئی ہیں۔ اسیموافق اچھا برا سکھ دُکھ (راحت) (تکلیف) اندھیرا اُجیالا استری (عورت) پرش (مرد) جڑ (بیجان) چیتن (جاندار) وغیرہ وغیرہ یہ دویت (دوئی) پیدا ہو گیا اور وہ سب دویت ایک سے ایک اُلٹا سلٹا (سیدھا) ہی ایسا دوپن کا ہیکے واسطے؟ تو اول کا وہی وہ جو ہی اسکو کچھ اپنی حالت معلوم نہیں ہوتی ہی معلوم ہونیکے واسطے اپنے سے دویت (دوئی) کی ریت (طریق) سے اُلٹا ہو گیا وہ دوسرے وہ اپنی اپنی حالت کو سمجھ لینا جیسے دو دو ہیں تو دو دو کے الٹے سلٹے (سیدھے) آخر میں جب دوپن (دوئی) چھوٹکر ایک ہی ہو جائے تو سمجھ لینا کہ پہلے اور اول جیسا وہ تھا ویسا آخر میں بھی وہی کا وہی ہو گیا۔ فرق اتنا ہی ہے اول کا جو وہی وہ ہے اُس کو اپنے رہنے کا کسطرح کا انوبھو (مشاہدہ) نہیں ہے۔ اور آخر کا جو وہی ہو گیا ہے اُس نے بیچ کا اُلٹے سلٹے (سیدھے) ریت (طریق) سے دوپن دوئی کا انوبھو (مشاہدہ) لیکر پھر ادویت ریت (طریق یکتائی) سے ایک وہی وہ ہو گیا۔ وہی خود اپنی اول کی ایک کی اوستھا (حالت) ہے اُس کا انوبھو (علم ذات) لینے کا ادھکاری (اہل) ہوتا ہے انوبھو لینا اور اول میں مل جاتا بھی ہے۔ اول اور آخر میں بھی وہ دو رہے نہیں۔ وہ تو سنکشیپ (اختصار) سے میں نے کہا ہے اسکا وستار (تصریح) کریں تو بہت ہو سکتا ہے۔

کسی صاحب نے سوال کیا "ویدک دھرم کسکو کہتے ہیں؟"

اسپر سری بابا مہاراج نے فرمایا کہ

سب دھرموں کا جسمیں سماویش ہوتا ہے وہ ویدک دھرم ہے

"جتنے کچھ دھرم ہونگے اُن سب دھرموں کا جس میں سماویش (سمائی) ہو جائے ایسا جو ایک ہی ایک دھرم ہے اُس کو ویدک دھرم کہو۔ جیسے سب طرح کی چیزوں کی

کوئی دوکان ہے یعنی جس میں اور کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ ایسی ایک شاپ (دوکان) ہے۔ اس میں جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ اُن اُن چیزوں کو لیکر اپنی اپنی چیز کے موافق وہی چیز والے بنگئے جیسے کہ اُس بڑی شاپ سے درزی کا جو سامان مشین دھاگا سوئی وغیرہ لیکر کوئی ویوہار (کام) کرے تو وہ درزی ہوگیا۔ اسیطرح بڑھئی (نجار) کی چیزیں اسی دوکان سے لیکر الگ ہوکر وہ دھندا کرنے والا بڑھئی ہوگیا۔ اسی دوکان سے کچھ دھان لیکر غلہ کی دوکان لگانے والا بنیا ہوگیا۔ اسیطرح ایک ہی ٹھکانے پر سے اور اور چیزیں لیکر اُن اُن چیزوں کے موافق نام رکھکر وہی بن جاتا ہے۔ جیسا افیون والا۔ گانجے والا۔ دوا والا وغیرہ وغیرہ۔ وہ سب چیزیں ایک ہی ٹھکانے سے لیکر الگ ہوگیا اور اپنا اپنا نام الگ کر لیا۔ اسی طرح پر ویدک دہرم میں کوئی دہرم نہیں ہے ایسا مت کہو اس میں سے ہی جسکی جیسی خواہش ہوئی اس دہرم کی حالت لیکر وہ اپنے اپنے سوتنتر (خودمختار) دہرم والے بنگئے اور ہمارا دہرم سوتنتر (خودمختار) آزاد ہے۔ ایسا ابھمان (غرور) کرکے ہی دہرم کے ابھمانی بنگئے۔ ویدک دہرم میں جتنے تم دہرم کہو۔ اسلامی دہرم۔ پارسی دہرم۔ مان دہاری دہرم۔ جینی دہرم۔ کرشچین دہرم وغیرہ وغیرہ ان سب کا سمادیش (سمائی) ہے۔ ویدک دہرم کہا جائے تو سب دہرم کہنے کے موافق ہوجاتا ہے جیسا منشیہ (انسان) کہلایا جاتا ہے تو اس میں ایک ہی آدمی کو لینا ایسا تھوڑا ہی ہے اور اور طرح کے آدمی بھی ایک منشیہ شبد (لفظ انسان) کہنے سے چلے آتے ہیں اسیطرح پشو (جانور) بولیں تو جتنے چار پاؤں والے ہیں اُن کا اُس میں سمادیش ہوجاتا ہے۔ پشو (جانور) کہیں تو کچھ اُس میں فلاں جانور آیا اور فلاں نہیں آیا ایسا تھوڑا ہی ہے۔ ویدک دہرم ایسا ہی کا ہے۔ تو سب کچھ دہرم اسمیں چلے آتے ہیں۔ ویدک دہرم میں سب کچھ چلا آتا ہے۔ ایسا کیوں؟ اسواسطے ہم

سب دہرم کا سادھارن (سمائی) جس میں ہے ایسے ویدک دہرم کو ویدک ہی نام سارتھک (پرمعنی) دیا گیا ہے۔ ویدک دہرم میں ویدک شبد (لفظ) جو ہے اُس کا ارتھ (معنی) برابر ہو جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ سب دہرم اُسی میں کے ہیں۔

دہرم شبد کی ویاکھیا (وضاحت) دہرم کیا ہے؟ جس اوستھا (حالت) میں خود ہیں اُس اوستھا کے گُن (خواص) برابر رہیں تو اُس کا نام دہرم ہے جیسے (آگ) اگنی جو ہے اُس میں آتما ہے لیکن وہ آتما اگنی کی اوستھا (حالت) میں آگیا اگنی کی اوستھا اگنی کے گُن پر جو رہے تو ایسا سمجھو کہ دہرم پر ہے۔ اگنی کے گُن (خواص) کون سے؟ جلانے کے گُن اگنی میں ہیں ویسے ہی پانی وغیرہ کے گُن سمجھو۔ گُن دہرم (خواص) یعنی کیا؟ جو انو بھو لینے کے لائق پانی یا اگنی کا گُن ہو جیسے ٹھنڈا گرم وغیرہ وغیرہ اس کا گُن ہو گیا۔ گُن کے موافق وہ چیز اور اُس چیز کے موافق آتما کی حالت ہے تو سمجھنا کہ وہ دہرم پر ہے۔ اگر وہ گُن (خواص) کم رہیں تو سمجھنا کہ فلاں چیز نے بیفائدہ گُن تبلایا ہے جیسے اگنی ہو کر جلانے کا کام نہ کرے اور دیکھنے میں اگنی نظر آئے تو اُس نے اپنا دہرم بدل دیا ایسا سمجھو۔

اوم شبہم

۲۷ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۲ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۳ اردی بہشت ۱۳۳۵ف م تتھہ چودس شاکہ ۱۸۴۸ روز شنبہ بوقت آرتی دوپہر بمقام محمود باغ بیسگم پیٹھ

رام بنا مسلمانوں کو بھی چھٹکارا نہیں اور اللہ بنا ہندؤں کو۔

ایک دو شبد (باتیں) لینا ہو تو لیلو۔ زیادہ بات کرنے میں کیا دھرا ہے۔ لینے والے ایک دو شبد ہی سے لیتے ہیں۔ نہیں لینے والے کو واگن کے واگن (ڈبے مال کے) کہیں تو کیا فائدہ۔ آج طبیعت بھی اچھی نہیں ہے۔ تابوت (تعزیئے) یعنی محرم کے دن گئے کیا؟ میں نے سُنا ہے کہ یہاں کے تابوت اچھے ہوتے ہیں۔ سب ہندو لوگ تابوت دیکھنے کیواسطے جاتے ہونگے۔ تمہارے گنپتی جی (گنیش جی) کیواسطے کیا وہ لوگ آتے ہیں؟ کسی نے عرض کیا "نہیں آتے"۔

یہ سُنکر سری بابا نے فرمایا " دیکھو کسطرح اپنے کو اُن کی غرض پڑتی ہے اس کے سوائے علاج نہیں" اور لوگوں کیطرف مخاطب ہو کر فرمائے۔ میں سلام کرتا جاتا ہوں سلام یعنی کیا۔ رام کے سماں (موافق) سلام میں "لا" کی جگہ "را" کہو تو "سہ رام" یعنی رام کے موافق ہوتا ہے۔ ان کو بھی رام کہنے کے بغیر چھٹکارا نہیں اور رام بولے بنا اُن کا کام بھی نہیں بنتا۔ پرنتو (لیکن) اتنا ہے کہ تمہارا اور تمہارے دھرم کا اور رام کا تمہاری رہبت (طرف) سے مان رکھنے (تعظیم کرنے) کے لئے ہی ہے۔

رام بنا مسلمانوں کو بھی چھٹکارا نہیں۔ اور اللہ بنا ہندؤں کو۔	اسی واسطے وہ لوگ ہر وقت رام رام کہتے ہیں لیکن تمہارا بازو (پہلو) قائم رکھنے کے واسطے تمہاری سمجھ میں نہیں آتا اس ترکیب سے "را" کی جگہ "لا" بولکر وہ ہمیشہ رام رام کہہ رہے ہیں۔

اور اُن کا دھرم ہی رام دھرم ہے وہ اُن کے دھرم کے نام پر سے ہی معلوم ہوتا ہے ایک دو روز پہلے اس کی صراحت آگے کے اُپدیش میں ہو چکی ہے۔ جیسا اسلام کا نام ہی خود بتا دیتا ہے کہ وہ دھرم یعنی مسلمان دھرم رام دھرم ہے یعنی اِس دھرم کو رام دھرم ہی سمجھو۔ تم تو سال بھر میں ایک دفعہ تابوت کے پاس جاتے ہو گے لیکن وہ تو دن بھر میں جو کوئی مل جائے اُس کو سلام ہی کرتے ہیں۔ تو سہ یعنی ساتھ اُس کو بھی رام کے ساتھ سمجھتے اور آپ ہی رام کے ساتھ ہیں یہ بتا دیتے ہیں یہ ان سے ہر وقت ہوتا رہتا ہے اس پر سے تم لوگ سمجھ لو کہ تمہارے سے انکی مہما (عظمت) بڑی ہے۔ وہ کیسے؟ دیکھو تم لوگوں کا ہندو دھرم کی ریت (طریق) سے رام کا ہر وقت دھیان کرتے جپ کرتے۔ رام رام ہمیشہ سے کہتے جانا یہ کرتویہ (فرض) ہے۔ ایسا تمہارا دھرم ہو کر بھی رام رام کہنے سے تم کو کنٹالا (بیزار) ہوتا ہے۔ اسلامی دھرم رام رام کہنے کی وجہ سے تمہارے دیو کو ہر وقت مان (عزت) دینے کے لیے ہی ہم رام کیسا تھ ہیں۔ اور ہمارے سامنے جو کھڑا ہوا ہے وہ بھی رام ہے ایسا آپس میں معلوم ہونے کے واسطے سلام سلام یعنی سہ رام سہ رام بولتے ہیں۔ ان کو دیکھکر تو بھی تم لوگوں کو شرم آنی چاہیئے۔ اور رام رام ہر وقت کہتے رہنے کا خیال ہونا چاہیئے۔ اس واسطے ہم بھی اب تم لوگوں کو سلام کر کے چلے جاتے ہیں یعنی تم بھی سب رام روپ ہیں ایسا سمجھکر چلے جاتے ہیں اور تم بھی اپنے اپنے ٹھکانے پر رام رام کہتے چلے جاؤ۔

اوم شم

۲۷ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۲ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۲۳ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ف م تتھہ چودس شاک ۱۸۴۸ روز شنبہ بوقت آرتی ستپ مقام محمود باغ بیگم پیٹھ

(۵)

پانچ منٹ۔

عالیجناب سر مہاراجہ بہادر یمین السلطنت بہادر کیطرف مخاطب ہوکر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔ میرے ہردے میں تمہارے بچوں کی یاد آگئی تھی وہ آگئے خوشی ہوئی زیادہ نہیں بیٹھنا۔ پانچ منٹ بیٹھنا۔

پانچ منٹ

پانچ منٹ بیٹھنا بہت ضروری ہے۔ زیادہ بیٹھنا ہو تو بیٹھو پرنتو (لیکن) پانچ منٹ سے کم نہیں بیٹھنا۔ انگریزی سرکار بھگوان روپ ہے۔ انھوں نے کچھ کال (وقت) کو منٹ کہا ہے۔ اچھا اسکا ارتھ (معنی) کرلینگے۔ کال تو ہے ہی۔ کال (وقت) کو پانچ منٹ می نیٹ کرکے بیٹھ جاؤ۔ اس میں پانچ می۔ نیٹ ایسے تین شبد (لفظ) ہو گئے۔ اس کا ارتھ (معنی) کیا۔ می کسکو کہتے ہیں تو جیسا میں یعنی اہنکار۔ اس می کو نیٹ کرکر بیٹھ جاؤ۔ نیٹ یعنی سیدھا تو اہنکار کو نیٹ کرکر بیٹھ جاؤ۔ کس کے سادھن (ذریعہ) سے؟ تو پانچ منڈوں (عناصر) کا جو پنڈ (جسم) ہے اس کے سادھن سے۔ می کو یعنی اہنکار کو نیٹ کرکر بیٹھ جاؤ۔ اہنکار میں اچھے برے بچار (خیالات) ہو گئے۔ نیٹ کا ارتھ (مطلب) سمجھ گئے کہ نہیں؟ خراب بچار ہو تو نیٹ نہیں ہو سکتا۔ علیحدہ علیحدہ ہو گیا کاہے کو؟ کہ می یعنی اہنکار میں سب اچھا اور برا رہتا ہے۔ جب می سیدھا ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور سب اچھا ہے۔ اپنا می سیدھا اور ٹیڑھا ہے یہ کسطرح سمجھنا۔ پانچ سے جو اپنا می ہے اُس سے سیدھے اور ٹیڑھے کی حالت معلوم ہو جاتی ہے۔

پانچ یعنی پانچ کا جو پنڈ (گولہ یا جسم) ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ کے سادھن سے اپنے می کو یعنی اہنکار کو سیدھا کر کر بیٹھو بس ہو گیا۔ زیادہ ہے کیا۔؟ پانچ منٹ کی بات پانچ منٹ تک رہونا۔ زیادہ کا ہیکو۔ پانچ منٹ کہا تو می نیٹ لیا جھٹ فوراً دھیان (خیال) میں آتا ہے۔ بات ٹھیک سمجھ میں آئی یا نہیں۔؟

پنڈت وامن نایک صاحب نے کہا بہت اچھی طرح سمجھ میں آئی۔

می کا نام اہنکار وہ نیٹ ہے کہ ٹیڑھا۔ تمہارا می کیسا ہے؟۔ یہ سمجھو وہ می کو آدھار (سہارا) کس کا ہے۔ پانچوں کا ہے۔ پانچ میں وہ ٹھہرتا ہے۔ پانچ کے سوا اور تو کچھ نہیں۔ پانچ کون سے؟ آکاش (خلا) وایو (ہوا) اگنی (آگ) جل (پانی) اور پرتھوی (زمین) یہ پانچ ہو گئے۔ اس پانچ کا پنڈ رہتا ہے اس کو ہر وقت نیٹ رکھنا۔ دوسرا کیا ہے۔ کم از کم پانچ منٹ تو بھی نیٹ رکھو۔

اوم شانتیہ

---

۲۸ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۳ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۴ اَزدی بہشت ۱۳۳۵ف م چیت شدھ پونم شک ۱۸۴۸ روز یکشنبہ

مقام محمود باغ بیگم پیٹھ

جس کو اچھا بُرا سمجھ میں نہیں آتا وہ الیشوری حالت میں ہے ایسا سمجھنا۔ مہاتما کی (حالت) اوستھا بال انمت پشاچ وت رہتی ہے۔ پرماتما بھگت کی کسوٹی لیے بنا کرپا کرتا نہیں۔ باپ بھی بابا نہیں بنتا اور بچے کو بھی نہیں بناتا۔

بابا فرمائے بال گوپال بیٹھے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو رہتے ہیں اُن کو بال گوپال کہنے کی دہواٹ (قاعدہ) ہے۔ بال گوپال کی مہما (عظمت) بڑی بھاری ہے۔

کرشن جی کے اوتار میں بال گوپال کی مہما شاستر پران میں بڑی لکھی ہے۔ بال گوپال اوستھا (حالت) کو پرمیشور کی اوستھا میں جانے کا ادہیکار (اہلیت) رہتا ہے۔ بال یعنی چھوٹا۔ چھوٹے کے معنی عمر سے چھوٹا ایسا نہیں عمر میں کہو نو کچھ حرکت (مضائقہ) نہیں کہیں اچھا اور بُرا جو نہیں سمجھتا اُس کا ہی نام بال۔ اچھا اور بُرا جس کو معلوم نہیں ہوتا اسیطرح سے بھی اس کے شریر (جسم) کا دیوہار (کاروبار) ہوتا رہتا ہے۔ گو کسکا نام ہے۔ شریر کے اویو در اندری (اعضاء) تو سب اندری (اعضا) کا ایک ٹھکانے پر جو جماؤ ہے اس کا نام شریر (جسم) ہے اس کو شاستر میں گو بھی کہتے ہیں۔ اچھا بُرا نہیں سمجھنے والا اور اسی حالت میں اپنے شریر (جسم) کو پالن (پرورش) کرنے والا جو ہے اُس کو بھی سمجھو ایشور کی حالت میں ہے۔ یہ ابھی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کو اچھا بُرا معلوم نہیں پڑتا۔ اسطرح اپنے شریر (جسم) سے دیوہار (کاروبار) کرتا ہے۔ جب اپنے شریر (جسم) میں جو پورے پرمان (حد) سے جیو رہتا ہے اُس وقت اچھا بُرا اس کو معلوم ہو جائے تو ایشور کی حالت کم ہو جاتی یا رہتی ہی نہیں۔

جنکو اچھا بُرا سمجھ میں نہیں آتا وہ ایشوری حالت میں ہی ایسا سمجھو

بچپن میں جیو کو جیوپن نہیں رہتا۔ پھر وہی جیو شریر (جسم) جیسا جیسا بڑھتا ہے ویسا جیوپن کی حالت میں بڑھتا ہے اور جیسا جیسا جیو بڑھتا ہے تو پھر وہ شریر (جسم) اچھی طرح رہے ایسی کھٹ پٹ (کوشش) کرتا ہے جو کچھ ہے وہ شریر (جسم) ہی ہے ایسا مانتے ہیں اور بچپن میں اس سے الٹا یعنی شریر (جسم) اپنا ہے یا نہیں۔ یہ تک معلوم نہیں ہوتا۔

عالیجناب سر مہاراجہ بہادر نے عرض کیا کہ "بعض لوگ کہتے ہیں کہ مہاتماؤں کی

اوستھا (حالت) بال (بچے) کے سمان (مانند) ہو جاتی ہے۔" تو سری بابا نے جواب میں فرمایا۔ بال کے سمان (مسنادی) یعنی جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ بچپن میں جیو کو چنتا رہت (بغیر) اوستھا رہ کر شریر (جسم) پر جیسا اس کا خیال نہیں رہتا اسیطرح مہاتما کی حالت بنتے وقت ہوتی ہے۔ اور انمت (مست) سمان بھی ہو جاتی ہے۔

مہاتما کی اوستھا بال انمت پیشاچ وت رہتی ہے۔

انمت جیسے بہت دارو (شراب) پیتا ہے اور اپنے شریر (جسم) کے بھان (خیال) پر نہیں رہتا۔ جیسا دل میں آئے ویسا رہتا ہے۔ مستانہ جیسے بہت دن تک ایک گھوڑا باندھکر رکھا اور اُس کو اچھی طرح دانہ وغیرہ دیتا رہا اور وہ ایک دفعہ چھوٹے تو جسطرح مستی کرتا ہے اور کسیکی پرواہ نہیں کرتا اسیطرح مہاتما بھی انمت اوستھا میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا پھر وہ پیشاچ وت بھی رہتا ہے۔ پیشاچ وت کیسا رہتا ہے؟ یہ مرتیو (موت) کے بعد جیو کی حالت جیسی ہوتی ہے۔ اس کو کوئی کوئی بھوت پیشاچ وغیرہ کہتے ہیں۔ کسی کے شریر (جسم) میں اسکا پرویش (داخلہ) ہو جاتا ہے تو کوئی لوگ کہتے ہیں اسکو پیشاچ (بھوت) لگ گیا ہے۔ ایسے پیشاچ کے موافق ڈر پیدا کرنے والی بھی اوستھا (حالت) مہاتما لوگوں کی بنتے وقت ہوتی ہے! ایسے مہاتماؤں کے بنتے وقت جو حالت رہتی ہے ویسی ان کی کٹھن (نازک و مشکل) حالت میں جو اُن کے واسطے کشٹ اور تکلیف اُٹھاکر اُن کو سنبھالتے ہیں ان کا بھی بہت کلیان (بھلا) ہو جاتا ہے۔ وہ حالت آگے چلکر ہر وقت نہیں رہتی جسطرح بچہ جنم (پیدائش) میں آتا ہے تو اُس کی بھی تین اوستھائیں (حالتیں) رہتی ہیں۔ ایک بال پن (بچپن) ایک ترن پن (جوانی) اور ایک ورده پن (بوڑھاپا)۔ اسی موافق جب آدمی کا جیو پیچھے پلٹتا ہے تو پیچھے کی تین اوستھائیں بھی اُس کو آتی ہیں۔ بال - انمت اور پیشاچ - کیوں؟ آدمی سے پیٹی ہوئے اور دنیا کے باہر جانے والے جیو کی بھی

ویسی ہی تین اوستھا (حالت) ہو جاتی ہیں۔

ایسی دونوں طرف تین تین اوستھائیں اور پلٹے ہوئے جیو کو مرتیو (موت) جب آتا ہے مرتیو کس کو کہیں شریر (جسم) کے مرتیو (موت) کو نہیں جیو کے مرتیو (موت) کو۔ ایشور کی یا سدگورو کی کرپا (فضل) ہو جاوے تو یہ حالت ہو جاتی ہے۔ بہت ابھیاس (شغل یا ریاضت) کیا بھی تو کیا۔ جیسے مٹی کا پتلا ہو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس پتلے کو مٹی سے الگ کرو تو کسطرح ہو سکیگا۔ مٹی کا بنا ہوا پتلا تو رکھنا لیکن پتلے کی مٹی نکال ڈالنا یہ کسطرح ہو سکتا ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح آدمی جس کا نردیہہ (جسم انسانی) بنا ہے وہ مٹی اور پتلا مٹی کو چھوڑتا نہیں اور جیسا مٹی پتلے کو چھوڑتی نہیں اسیطرح شریر (جسم) اور جیو ایک دوسرے کو نہیں چھوڑتے۔ ایسا جو کوئی سمجھے تو ایسا نہیں سمجھنا کیوں؟ تو مٹی پتلا بنتے وقت خالی جڑ وستو کا ہی پتلا بنا ہے اُس میں چیتن وستو (متحرک) نہیں ہے اور آدمی کا پتلا جو بنا ہے وہ جڑ اور چیتن دونوں سے بنا ہے۔ تو چیتن روپ جیو اور مٹی کے موافق جڑ روپ شریر۔

بعض لوگ کہتے ہونگے کہ اوپر کہی ہوئی بات کے موافق مٹی کے پتلے کی حالت کیطرح آدمی کا شریر (جسم) اور جیو ایک دوسرے کو چھوڑتے نہیں اور کبھی اُس میں ایک چھوٹ گیا تو دوسرا بھی چھوٹ جاتا ہے اور پھر جنم وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ ایسا سمجھنے والوں کی سمجھ اور عقل ہی اُتنی ہی ہے اس سے آگے چل نہیں سکتی۔ ویوہار (کاروبار) میں مرتیو (موت) شریر (جسم) کا ہوتا ہے اور چیتن جیو اپنے کرم (اعمال) سے شریر (جسم) لینے کے واسطے پھر اور شریر (جسم) ڈھونڈھتا ہے۔ اور پلٹے ہوئے جیو کا جو ایشور کیطرف جانے والا ہے شریر (جسم) نہیں مرتا جیو مر جاتا ہے اور ایشور سروپ میں چلا جاتا ہے۔ کیا وہ آدمی کا جو پتلا بنا ہے وہ اپنے شریر (جسم) کو چھوڑتا نہیں اور جیو اسکو چھوڑتا نہیں۔ ایک دوسرے کو نہیں چھوڑتے لیکن جب تک چھوڑتے نہیں

تب تک ایشور کا گیان نہیں ہوتا۔

مٹی کے پُتلے کے سماں (مانند) آدمی کا پُتلا ہے۔ اگر مٹی کے بنے ہوئے ہوتے تو پھر اپنے اپنے گھر میں جتنے چاہتے اپنے مٹی کے بھی بچے بنا لیتے۔ اور مٹی کی طرح وہیں کے وہیں جڑ روپ (غیر متحرک) کے سماں پڑے رہتے۔ مٹی کے بنے ہوئے پُتلے میں آدمی کے موافق ہلنا۔ چلنا۔ بولنا۔ ویوہار (کاروبار) کرنا وغیرہ بھی آجاتا لیکن مٹی کے سماں (طرح) آدمی کی حالت نہیں ہے وہ شریر (جسم) سے جیسے مٹی اور پُتلے کا آکار الگ نہیں ہو سکتا ایسی حالت نہیں وہ شریر اور شریر کو دھارن کرنے والا الگ ہو سکتا ہے۔ یہ بچپن کی جو اوستھا (حالت) ہے اس پر سے معلوم ہوتا ہے۔

بچپن میں پہلے شریر کا بھان نہیں رہتا۔ تھوڑا انش (حصہ) رہتا ہے۔ دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) وہ شریر (جسم) کے بھان (خیال) پر کچھ دن سے چلا آتا ہے۔ جیسا (شریر (جسم) بڑا ہو جاتا ہے پھر بچپن کی حالت بالکل معلوم نہیں رہتی۔ بڑے شریر میں جو آتما ہے وہ پھر بچپن کے موافق ہو سکتا ہے۔ شریر (جسم) جیسا کا ویسا جیو بچپن کے موافق ہو جاتا ہے اور جیو بچپن کے موافق ہوتے ہوتے پار نکل بھی جاتا ہے اور اپنے شریر کو الگ ہو کر بھی دیکھتا ہے۔ کوئی یہ کہے کہ جب شریر کو دیکھتا ہے تو کیا اُس کو گیان رہتا ہے۔؟ تو پہلے شریر میں رہکر جو جو دنیا کا انوبھو (مشاہدہ) لیا تھا وہ انوبھو شریر (جسم) چھوٹنے پر بھی نہیں جاتا۔ اُسی انوبھو پر سے اپنے شریر (جسم) کو اور سب دنیا کی حالت کو جانتا (دیکھتا) ہے۔ شریر (جسم) کی دو آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ نہیں بلکہ جانتا ہے ایسا سمجھو۔ ایسی حالت سب کی نہیں ہوتی کسی کسی کی ہوتی ہے جو پریتن (کوشش) کرے اُسی کی ہو سکتی ہے اس کو آکار (صورت) نہیں رہتا۔ شریر (جسم) نہیں رہتا۔ پرنتو (لیکن) جب شریر (جسم) تھا اُس وقت شریر سے جو جو کچھ کریا (اعمال) کی ہونگی وہ سب خیال میں رہتی ہے اور اُس میں یہ بھی

سامرتھ (قوت) ہے کہ دوسرے دیہہ (جسم) میں چلا جائے اور وہ جو اپنا شریر پہ کہ پلٹیا ہوا
اور پلیٹ کر اپنے شریر (جسم) کو الگ دیکھتا ہے اور کسی ما کے پیٹ میں گئے بغیر یعنی
گربھ دھارن (حمل) کیئے بغیر ہی شریر (جسم) میں رہ سکتا ہے ایسا ہی ہے کہ کسی کے
شریر (جسم) میں رہکر اپنی مرضی کے موافق آپ ہی شریر (جسم) بنا کر رہتا ہے اور اسمیں
رہکر دنیا میں چلتا پھرتا ہے۔ اس موقع پر ایک بلّی آکر سب لوگوں کے بیچ سے نکل گئی۔
تو سری بابا نے فرمایا جیسے ابھی بلّی گئی تو وہ بلی کا بھی روپ لیکر پھرتا ہے۔ وہ بلی کسی
ماں باپ کے پیٹ سے بنکر نہیں نکلی وہ خود دھارن (اختیار) کرلیتا ہے وہ بلی کہو یا کُتا۔ گدھا
سور آدمی یا کوئی استری جاتی (عورت) یا کوئی چیز کہو اسکا آکار (صورت شکل) لیکر وہ دنیا
میں پھرتا ہے۔ پھر دنیا اُس کو کسطرح پہچانیگی۔ وہ آپ کے پاس بیٹھ بھی جاوے گا
بات چیت بھی کریگا تو پھر کب معلوم ہوگا کہ وہ ایشور یا مہاتما ہے یا سادھارن (معمولی)
آدمی ہے؟ وہی کسی طرح سے اپنی پہچانت (شناخت) دینے کے واسطے خود آتا ہو۔

پرماتما بھگت کی کسوٹی لیئے بنا کرپا کرتا نہیں۔

وہ بھگت (عاشقوں) لوگوں پر کرپا (فضل) کرنے اور اُس کے
پریکشا (امتحان) اور حالت دیکھنے کے واسطے آتا ہے کسی
روپ (شکل) سے جاکر وہ بھگت (عاشق) کو آزماتا ہے کہ
آیا وہ ڈرتا ہے کیا پریم (محبت) کرتا ہے یا نکال دیتا ہے۔ سمجھو
کہ کوئی ایک آدمی بھکاری کا روپ (صورت) لیکر آیا ہے۔ وہ پہلے ہی بھکاری
ہے اور اُس میں پرویش (داخل ہوکر) کر کے آیا ہے یا خود ہی بھکاری کا روپ لیکر
آیا ہے وہ ایسا روپ لیکر اپنے بھگت کے گھر جاتا ہے۔ کرپا کرتا ہی ہے تو جیسے
گھر کی جیسی حالت ہوگی اُس حالت میں ہی وہ کرپا کرتا ہے۔ سمجھ لو کہ وہ بھکاری کا
روپ لیکر بھکشا (بھیک) مانگنے کے واسطے چلا گیا اور گھر کے مالک نے اُسکو
نکال دیا تھوڑی دیر کے لیئے ایسا سمجھو۔ میں نے کہا نا ہے کہ وہ جسطرح کا جیسا بھی ہو

وہ کرپا کریگا اُس نے نکال دیا تو کیا ہوا۔ اُس کی آئندہ اور پچھلی حالت کوئی اچھی ہوگی اس واسطے بھگوان اُس کے گھر چلا آیا ہے۔ بھگوان کو نکال دیا تو کرپا نہیں کرتا ایسا بھی نہیں اور نہ نکال دیا تو کرپا کرتا ہے ایسا بھی نہیں۔ نکال دینا اور نہ نکال دینا یہ دو حالتیں بھگوان کو ایک ہی ہیں۔ وہ تو بھگوان ہی ہے۔ وہ جو پاس بٹھاتا ہے اُس پر بھی کرپا کرتا ہے اور جو نکال دیتا ہے اُس پر بھی کرپا کرتا ہے۔ کرتا ہو تو پرنتو (لیکن) جس پر کرپا کرتا ہے وہ اُس کو پہچانے بغیر کرپا سمپادن (حاصل) ہوگی ایسا اُس کو معلوم نہیں ہوتا۔

سبھی گھر والے نے اُس کو نکال دیا۔ جاؤ ہم تم کو بھیک نہیں دیتے۔ اور اسطرح دونوں کے کچھ سوال و جواب ہو جائیں اور مالک غصہ میں آکر نکال دیتا ہے اور گالیاں دیتا ہے وہ بھگوان ہی ہے۔ اچھا بھئی ہماری تقدیر یا تمہاری تقدیر کہکر وہ چار قدم پیچھے ہٹ جاتا ہے اور گپت (غائب) ہو جاتا ہے۔ وہ آکار (صورت) ہی لیا تھا۔ وہ کچھ ماں باپ کے پیٹ کا شریر (جسم) تھوڑا ہی تھا۔ دیکھتے دیکھتے اورشٹ (غائب) ہو جاتا ہے تو سوچتا ہے یہ کیسا ہو گیا۔ کیا ہو گیا۔ یہ تو بڑا چمتکار (کرامت) ہو گیا۔ وہ تو ساکشات (خاص) بھگوان ہوگا۔ میں بڑا پاپی ہوں کہ میرے گھر میں ساکشات پرمیشور کے آنے پر بھی میں مورکھ پن (بیوقوفی) سے اُس کو نکال دیا۔ ایسا اور اور طرح سے کھید (رنج) کر کے افسوس میں پڑا رہتا ہے اور باہر جا کر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ لیکن اُس کا پتہ کیسے لگیگا۔ جب سے اُس نے بھکاری کی صورت دیکھی تھی اُس کا ہی دھیان اُسکو رات دن رہتا ہے وہ صورت ایک دم اورشٹ ہونے پر اُس کے دل کو چٹکا (خلش) لگا رہتا ہے اُس کو کھانا پینا بھی نہیں سوجھتا۔ اُسی صورت کا ہر وقت خیال کرتا ہے اِس مجھ سے یہ کیسا گناہ ہو گیا۔ میں نے کس کو نکال دیا وغیرہ وغیرہ۔

کبھی دیوانہ کے موافق بھی اس کی حالت ہو جاتی ہے اُس کو دیوانہ نہیں سمجھنا۔ گھر کے لوگ اُس سے پوچھتے ہیں کہ تم ایسے دیوانہ کی طرح کیوں کر رہے ہو وہ اپنی حالت کسی کو نہیں کہہ سکتا۔ وہ کیا بتا دیگا جبکہ پرادا (داخلہ) نہیں دے سکتا اپنے آپ میں ہی غم کھاتا ہے۔ اسطرح اُسکا دل کہیں اور نہیں لگتا۔ اس کی جو کچھ ششرمنیتی (دولتمندی یا بڑائی) ہوگی اُس کا جو کچھ بڑا مان ہوگا وہ سب کے رہتے ہوئے بھی خیال نہیں کرتا۔ ہر وقت اُس کی حالت دیکھے ہوئے بھکاری کے موافق اندر ہی اندر بن جاتی ہے یعنی ایک روپ ہو جاتی ہے۔ تو بس ہو گئی کرپا۔ پھر وہ بھکاری سچا بھکاری تھوڑا ہی تھا اور بھکاری کا شریر بھی سچا تھوڑا تھا۔ بھکاری کا روپ لیکر آیا تھا اُسکی جو حالت وہی اُس کی حالت۔

ایسی ایک سچی بات (واقعہ) ہو گئی ہے۔ دو چار سو برس ہوئے ہونگے۔ بیدر کے بادشاہ اور داماجی پنت ان دونوں کی کتھا سب پر ظاہر ہی ہے۔ ناٹک والے بھی اس کا کھیل دکھاتے ہیں وہ کتھا بہت اچھی ہے۔ راجہ سے رنک (بھکاری) تک سب لوگوں کو اپدیش (سبق) لینے کے لائق ہے۔ وہ کتھا وستار (صراحت) سے کہنے کی ضرورت نہیں سب کو معلوم ہی ہے۔ جس کو نہیں معلوم وہ سُن لو اس کتھا کا اخیر کا سار۔ اونش (خلاصہ) کہہ دیا تو ہو جاتا ہے۔ داماجی پنت کا بیدر کے بادشاہ پر کرپا ہونے کا وقت آیا تھا اور وہ بادشاہ کو پہچان (شناخت) دینے کے واسطے بھی داماجی پنت کا پرمیشور بادشاہ کے سامنے دھیڑ کا روپ لیکر چلا آیا تو کاہے کے واسطے آیا وغیرہ۔ وہ کتھا تو سب کو معلوم ہی ہے۔ دھیڑ کو بادشاہ دیکھتے ہی دیکھتے دھیڑ گپت (غائب) ہو گیا۔ اس پر سے بادشاہ کے ہردے (دل) میں بڑا جھٹکا (خلش) لگا۔ اور ہر وقت وہ دھیڑ کا دھیاس (خیال) بادشاہ کو لگ گیا۔ پھر داماجی پنت کی مدد سے ہی وہ دھیڑ کا روپ لیکر آیا ہوا اننت کلیان پورن پرم برہم پرمیشور کی پراپتی (حصول) ہو کر

بادشاہ اکھنڈ سکھ (راحت ابدی) میں چلا گیا۔ اسپر سے ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسلامی دہرم والا اپنے دہرم سے بہت جیتم اچھی ریت (طریق) سے اگر چلا ہوا ہی تو اسکو یہ لوک کا راج سکھ بھی ملکر اخیر برہمن دوارا وہ ایشور روپ ہوجاتا ہی نہ کہ وہ سائیں کی مدد سے اللہ روپ ہوگیا اسطرح سے چلو۔ تو مسلمان کا اور اُسکے دہرم کا سارتھک ہوگیا ایسا سمجھو۔ اور کبیر بھی ایسے ہی برہمن کے دوارے سے برھم روپ ہوگیا۔

داماجی پنت اور بیدر کا بادشاہ یہ دو نہیں سمجھنا وہ اول ایک ہی تھے وہ اپنی اپنی خاص اول کی حالت معلوم ہونے کے واسطے اور وہاں کے اکھنڈ سکھ (راحت ابدی) کی پراپتی (حصول) کے لیے داماجی پنت برہمن کے روپ سے اور بیدر کے بادشاہ مسلمان کے روپ سے ادویت (واحد) ہوکر چلے آئے اور دویت (دوئی) میں میں داماجی پنت نے اپنے برہمن پن سے بہت پنیہ (ثواب) بڑھایا۔ وہ برہمن کے پنیہ (نیکی) سے بیدر کا بادشاہ پرمیشور روپ ہوکر اپنا اول کا اللہ روپ دیکھ لیا۔ اور بیدر کے بادشاہ سے دہرم اور پنیہ سے داماجی پنت نے اللہ روپ ہوکر اپنے پرمیشور کو دیکھ لیا آخر میں داماجی پنت اور بیدر کا بادشاہ ایک ہوکر اکھنڈ سکھ میں چلے گئے۔ ایسا اول سے اُلٹا سُلٹا (سیدھا) دو ہوکر آخر میں پھر ایک ہوکر اکھنڈ سکھ میں ملجاتے ہیں۔ ایسی اناد یکال (لاحد و دزمانہ) سے اوستھا (حالت) ہر وقت چلی آرہی ہے اور آگے بھی ویسی چلتی رہیگی۔

رام راون بھی دو نہیں تھے وہ داماجی پنت اور بیدر کے بادشاہ کے موافق ہی سمجھنا۔ راون برہمن تہا اور اُس کی مدد سے رام جو چھتری تھے اول کی حالت میں چلے گئے اور رام کی مدد سے یعنی چھتری کی مدد سے راون جو برہمن تھا وہ بھی اپنی اپنی اول کی حالت میں چلا گیا یعنی آخر میں رام راون ایک ہوکر اپنی اپنی حالت میں چلے گئے۔ راون برہمن ہوکر پرم برھم روپ جو چھتری اُسکی مدد سے ہی چلا گیا۔

خاص برہمن کی حالت اس سے کم درجہ کے کم تھے کم دہرم والے اور شاستر وغیرہ کا

اُدہار (نجات) کرنے کے لیئے کام میں آتی ہے - پرنتو (لیکن) برہمن کا اودھار (نجات) کرنے کے لئے کون کام آئیگا ؟ برہمن سے جو کوئی کم دہرم یا ذات کا ہوگا اُس میں جو برہمن سے ہی برہم روپ (اوستھا) کی کمی آئی ہوگی اُسی کم درجہ کے دہرم والے سے برہمن کا اُدہار (نجات) ہوجاتا ہے - ایسا اناد یکال (لامحدود زمانہ) سے چلا آرہا ہے - کم درجہ کے رام چھتری برہم روپ کے ہی مدد سے راون جو برہمن وہ دویت (دوئی) کیحالت چھوڑکر اپنے اکھنڈ سکھ (راحت ابدی) کی حالت میں چلاگیا اور رام چھتری جو وہ اپنا دویت (دوئی) چھوڑکر راون برہمن کی مدد سے ہی اپنی حالت میں چلے گئے -

اُس وقت ہی رام اوتار کے پہلے پرسرام کے اوتار کے وقت یوں کی اُتپتی (پیدائش) ہوئی تھی - پرنتو ان کی دہرم سوتھا ان کی اُتپتی (پیدائش) کے بعد سے قائم ہوئی - برہمن کا اُدہار چھتری سے اور چھتری کا اُدہار برہمن سے ایسا پہلے تہا - پھر برہمن کے اوتار سے ہی سب چھتریوں کا ناشس ہوگیا تو چھتری لوگوں کا جو جنم ہوا اُس کو ہی یوں کہا جاتا ہے - اور ان کی اُتپتی برہمن سے ہی ہوگئی ہے اُن کی اُتپتی کی شروع کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے - چھتری کی جگہ پر مسلمان آگئے تو رام راون کے موافق اس زمانہ کے مسلمان کا اُدہار برہم روپ ہوا ہوگا جو برہمن کے بغیر نہیں ہے اور نہ برہمن کا اُدھار برہم روپ ہے مسلمان کے بغیر -

برہمن اپنے اپنے دہرم سے چلیں اور اُن کو دہرم پر ہر وقت رہنے کیواسطے مسلمان لوگ مدد دیں تو برہمن کے بنیائی کی جو پونجی ہوتی ہے اُس سے مسلمان لوگ تر جاتے ہیں اور مسلمانوں کے دہرم کی جو بنیائی کی پونجی ہوگی اُس سے برہمن لوگ ترجاتے ہیں - اس کی نسبت زیادہ خلاصہ ایک دو روز کے پہلے کی تاریخ کے مضمون میں ہوا ہے اس میں دیکھ لو -

اسواسطے ہی اپنے اپنے دہرم پر چلنا بالکل ضروری ہے - دونوں طرف کے شاستر

(مذہبی کتب) بھی یہی کہتے ہیں۔

سارانش، (حاصل کلام) برہمن اور برہمن کی پنیائی سے کم درجہ یا ذات یا دہرم والوں کا اس لوک اور پرلوک کے اکھنڈ سکھ میں جانا ہوتا ہے۔ برہمن لوگوں میں برہمن دہرم کی اوستھا (حالت) جسطرح سے بڑہے اور قائم رہ کر پوری ہو جائے۔ ایسی ترکیب سے اور تدبیر سے دہرم والوں کو چلنا ضروری ہے۔ کیونکہ برہمن کے یہاں برہمن دہرم کی جو پنیائی بنی رہیگی وہ برہمن لوگوں کے واسطے نہیں ہو تو اور سب دہرم والوں کے ہی اس لوک اور پرلوک کے اکھنڈ سکھ کیواسطے ہے۔

باپ بھی بابا نہیں بنتا اور بچے کو بھی نہیں بناتا

برہمن بھی اپنے ٹھکانے پر بڑائی لیکر بیٹھنگے تو اُن کو بھی پرمیشور نہیں ملیگا۔ کیوں؟ جو اپنی بدہی (نشان) بڑی کرنی ہوگی اور جس نے یہ مانا ہوگا ہم وہ بڑا ہے اُس کو پرمیشور کی حالت نظر نہیں آتی۔ پرمیشور کو بڑا کر رکہا ہے۔ وہ بھی بڑا ہے۔ ہم بھی بڑے ہیں ایسا جو کوئی برہمن یا اور کوئی بڑا پن لینے والا کہے تو وہ ایشور کو کیسے دیکھیگا۔ اس واسطے اپنا بڑا پن ہرن کرنے والا (مٹانے والا) اور کوئی بھی چاہیئے اس لیئے پتر کی ضرورت ہے۔ بچہ جب اپنے باپ کا بابا پن نکال لے اور پھر اپنے باپ کے موافق بابا پن لائے تو ہو گیا پرنتو (لیکن) باپ بھی اپنا بابا پن نہیں چھوڑتا اور اپنے بچہ کو بھی بابا بنا دیتا ہے۔ کم درجہ سے ہی اپنا بڑا پن ہرن ہو کر اپنے کو سب سے بڑا جو ایشور ہے اُس کی پراپتی (حصول) ہو جاتی ہے) جتنا جس کو کم درجہ کا سمجھتے ہیں اُسی سے بڑا پن ہرن ہو کر اُدّہار (نجات) ہو جاتا ہے۔ ایسا ایکا سمجھو نہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یون کو کیسے کم سمجھنا۔ وہ تو ہمارے گورو ہیں۔ اُن کے بغیر ہمارا کام نہیں چلتا۔ اپنے کو جو تم بڑا سمجھتے ہو اور بہ بوات کو کم درجہ کا کہتے ہو تو جب تک تم اپنا بڑا پن اُن کو نہ دو اور اُن کا کم درجہ نہ لو تمہارا

اُدّھار نہ ہو سکیگا۔

ویکنٹھ میں بھگوان وشنو کو جو سب سے بڑا پرمیشور ہے گرڑ نے کہا کہ ہم کو الیشور بنا کر اودھار کر دیجیئے۔ لیکن جس الیشور کو دیکھنا ہے اُس کے پاس ہی تو گرڑ بیٹھا ہے۔ وہی گرڑ نے وشنو کو کہا کہ ہم کو الیشور کا گیان بتاؤ۔ وشنو نے بچار کیا یہ تو مورکھ (بیوقوف) ہے اور کہا اچھا کسی کا اپدیش (منتر) لے لو۔ گرڑ نے دریافت کیا کس کا؟ تو وشنو فرمائے میں جسکا کہوں۔ گرڑ نے کہا تم تو بھگوان ہی ہو تم ہی دیدو۔ تو وشنو نے کہا کہ تم سے وہ نہیں بنیگا۔ تم کوّے کے پاس جاؤ تو سب معلوم ہوگا۔ گرڑ سب پکشی (پرندوں) کا راجہ اور کوّا سب سے نیچ اُس کو کون پوچھتا ہے۔ گرڑ کہتے لگے میں گرڑ ہو کر کوّے کے پاس جاؤں میں تو نہیں جاتا۔ وشنو نے کہا نہیں تو پھر کیوں پوچھتے ہو۔ آخر وہ کوّے کے پاس گئے اور اُن کا اُدھار ہو گیا جس کو کم مانا جاتا ہے اُس کی طرف اپنا بڑا پن جائے تو اس سے اپنا بھلا ہوتا ہے۔

سارا ونش (خلاصہ مطلب) جس کے پاس کسی طرح کا بڑا پن ہو وہ بڑا پن اپنے پاس نہ رکھکر ہر وقت کم درجہ لیتا رہے تو اس سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔

اوم شانتیہم

۲۹ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۴ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۲۵ از ردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ف م تتھ چیت بدھ پاڑدا سکٹ ۱۸۴۸ روز دوشنبہ بوقت آرتی دوپہر بمقام محمود باغ بیگم پیٹھ۔

پاپی پنیہ وان سے ڈرتا ہے۔ کہٹمل سے راجہ بھی ڈرتا ہے۔
کہٹمل اور بچھو اپنے سے پیدا ہونے اور وہ اپنی کو کھاتی ہیں۔

عالیجناب سر مہاراجہ بہادر کی موٹر آئی تو اکثر لوگ کھڑے رہے بعض لوگ پیچھے ہٹنے لگے۔ بعض لوگ یہ سمجھکر راستہ چھوڑنے لگے کہ شاید مہاراجہ بہادر آرہے ہونگے۔ اس پر سری بابا نے فرمایا۔ دیکھو بھیا (بھائی) مہاراجہ بہادر کے واسطے کیسی ہلچل ہو رہی ہے۔ ہل چل جو ہو جاتی ہے اُس کا مطلب کیا ہے؟ لیکن جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ مہاراجہ بہادر تشریف نہیں لائے تو پھر اپنی اپنی جگہ حسب سابق بیٹھ گئے۔ سری بابا فرمائے۔ دیکھو وہ نہیں آئے تو بیٹھ گئے کیا (گمت) تماشا ہے۔ سری بابا نے دریافت فرمایا کہ کون آئے ہیں تو راجہ نرسنگراج بہادر نے عرض کیا کہ خالی موٹر آئی ہے اور مہاراج کی چٹھی آئی ہے سری بابا نے فرمایا موٹر میں چٹھی بیٹھکر آئی ہے۔ بہادر مہاراج نہیں آئے اچھا ہے۔ دیکھو کتنا پربھاؤ (اقبال) بہادر مہاراج کا ہے۔ خالی چٹھی آئی تو سب ہل چل مچگئی اُس کا بھی مطلب ہے۔

پاپی پنیہ وان سے ڈرتا ہے

پاپ (گناہ) اور پنیہ (نیکی) دور رہتے ہیں۔ پاپی جو ہے وہ وہ پنیہ کو ڈرتا ہے ایسا اُسکا نیم (قاعدہ) ہے۔ سمجھو مہاراجہ بہادر صاحب جو ہیں وہ پنیہ وان (نیک) ہیں اور اُن کے واسطے جن میں ہل چل ہوتی ہے اُن میں پنیہ کم ہے۔ پاپ کا سبھاؤ (خاصہ) ہے

کہ پنیہ سے ڈر جائے۔ جہاں پنیہ دیکھا جاتا ہے وہاں پاپ ہٹ جاتا ہے۔
کسی کے انگ (جسم) میں بھوت پشاچ (شیطان وغیرہ) لپٹ جاتا ہے وہ پاپ پرسش رہتا ہے۔ وہ خود جس کے جسم میں ہے وہ بھی پاپی اور جو بھوت لگا ہو وہ بھی پاپی۔ پاپی جو ہونگے اُن میں پاپ پرسش رہتا ہے تو پھر اُس کو نکالنے کے واسطے پنیہ کشیتر (مقدس جگہ) جو رہتا ہے وہاں اُن کو لے جانیکی وہیوا‌ٹ (قاعدہ یا رواج) ہے۔ سمجھو بہت طرح کے علاج کیئے اچھا نہیں ہوتا۔ اُنکے انگ میں کا پشاچ نکلتا نہیں تو کہتے ہیں کہ اس کو کہیں پنیہ کشیتر جیسے گانگاپور نرسوبا کی واڑی جہاں ست پرش مہاتما کا استھان ہے وہاں لے جائیں پھر اُس میں کا پاپ پرسش چلا جاتا ہے۔ کیوں جاتا ہے؟ وہ پنیہ کشیتر جہاں مہاتما ست پرش ہوگا یا گانگاپور میں نرسوبا کی واڑی میں دت کا استھان ہے وہ بھی مہاتما ہو گئے۔ وہاں بہت پنیہ کی راشی (انبار) رہتی ہے اور پاپی آدمی میں بھوت پشاچ روپ (صورت) میں سے جو ہے وہ ڈرتا ہے اُس کے سامنے اُس کو ہی لے جائیں تو نہیں جاتا۔ پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ ایسا جو خود دیکھیں یا سنیں تو معلوم ہوتا ہے تھوڑے دن وہاں رہیں تو وہ جسم میں نہیں رہ سکتا نکلجاتا ہے۔

ایسا ہی سمجھو بیوہار میں جو کوئی پنیہ پرش رہتے ہیں جیسے کوئی راجہ بہادر مہاراج کے واسطے تم سب ہل چل کر رہے ہو۔ دور دور ہو جاتے ہو یہاں کے سرکار حضور آگئے تو کتنی تم میں گڑبڑ مچ جائیگی۔ ہے دم نہیں۔ ہماری بھی گھابرگنڈی (گھبراہٹ) ہو جائیگی۔ راجہ نرسنگ راج بہادر نے عرض کیا یہ بابا کو کیا ہوتا ہے جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم کو ہوتا ہے اسپر سری بابا نے فرمایا تم لوگوں سے ہی ہماری گھابرگنڈی (پریشانی گھبراہٹ) ہو جاتی ہے۔

تو اُن سے کیوں نہیں ہو گی۔ سارا ونش (حاصل کلام) بنیہ باپ کا ورودھ (اختلاف)
ہے۔ بنیہ جو ہے وہ باپ سے ڈرتا نہیں اور باپ بھی بنیہ سے نہیں ڈرتا ہے۔ پرنتو
(لیکن) بنیہ سے باپ کا زیادہ دکھاوا معلوم ہو تو بنیہ بھی ڈرتا ہے۔ کوئی بڑا بھگوان
بڑا خدا ہو جائے وہ تو بنیہ راستی ہی ہے لیکن اس سے بھی بڑا جو باپ آگیا تو بھگوان
اور خدا کو بھی اس سے ڈرنا پڑتا ہے۔ پاپی جو رہتا ہے وہ بھی بُرا اور پورا پاپی ہو جائے
تو پورا ہو گیا۔ بھگوان کہو یا خدا کہو وہ بنیہ راستی ہو بھی تو اُس کو بُرے سے ڈرنا
پڑتا ہے وہ چنچل (مضطرب) ہو جاتا ہے۔ اس کے لیئے ایک کہاوت ہے۔
"بُرے سے خدا بھی ڈرے" سمجھے یا نہیں۔ جیسا ہی ویسا کہتا ہوں۔ دیکھو کھٹمل جو
رہتا ہے وہ بُرا ہے اُس سے کون نہیں ڈریگا۔ کھٹمل کھٹ کا مل رہتا ہے
اسلئے کھٹمل۔ کھٹ یعنی کھٹوا (چارپائی) کس کو کہتے ہیں؟ چار پیر رہتے ہیں
اور اوپر چار لکڑیاں رہتی ہیں۔ سادھارن (معمولی) بان سے بنا ہوا جو سونے کیلئے رہتا ہے
اُسکو کھٹوا کہتے ہیں۔ اور جو خوبصورت رہتا ہے اسکو
پلنگ کہتے ہیں۔ اُس کو مرہٹی میں باج بھی کہتے ہیں۔
کھٹمل یعنی کھٹ اور مل سے بن گیا وہ کیڑا (کیڑے)

کھٹمل سے راجہ بھی ڈرتا ہے۔

ڈھیکون (کھٹمل) ہے اس واسطے ڈھیکون کو کھٹمل کہتے ہیں۔ کھٹ اور مل سے
کھٹمل بن گیا۔ ایسا بھی کیوں کہنا۔ وہ سونے کے واسطے جو چارپائی ہے اُس کا نام
تو کھٹوا ہے۔ وہ تو کھٹمل ہے۔ تو کھٹوا کے مل سے نہیں ہے تو کھٹ کے مل
سے بنتے ہیں۔ کھٹوا کو میل کہاں سے آتا ہے؟ جب کھٹوا بنا گیا اُس وقت
اُس کے ساتھ کا میل ہے؟ نہیں سمجھے! بڑھئی نے جو کھٹوا بنایا اُس وقت کیا
وہ میل بھی ساتھ بنا کر دیا۔ کھٹوا کا میل نہیں ہے بلکہ وہ جو اُس کے اوپر سونے
والا ہے اُس کا میل ہے۔ اُسکو ہی کھٹ کیوں نہ کہیں۔ کھٹ یعنی پاپی پُرش۔

اُسکا میل یعنی کھٹمل اُسکے بنے ہوئے کپڑے (کپڑے) بھی کھٹمل ہو گئے۔
جو پنیہ وان لوگ ہیں اُن کے میل سے ڈھیکون (کھٹمل) نہیں بنتے جیسے راجہ کہو یا کوئی اُنکو میل بھی نہیں۔ ان کا میل کھٹوے میں جاتا بھی نہیں اور کھٹمل ہوتے بھی نہیں کیا کوئی دیکھا یا سُنا ہے کہ راجہ کے پلنگ میں کھٹمل ہوتے ہیں۔ تمہارے پلنگ میں کھٹمل ادھر اُدہر سے اُتر آتے ہیں۔ کبھی ادہر کاٹتا ہے تو اودہر ہو جاتے ہو اور اُدہر کاٹتا ہے تو ادھر ہو جاتے ہو۔ بڑے لوگوں میں میل نہیں کیونکہ پنیہ ہے اسلیے اُن کا ہر وقت جو پنیہ ہے وہی سیوا دہرم اور اُن کی صفائی کے واسطے آدمی کے روپ سے ہر وقت تیار رہتا ہے اُن کے پاس جو داس داسی (ملازم ملازمہ) رہتی ہیں وہ کون ہیں۔؟ بڑے لوگوں کا پنیہ (نیکی) ہی داس داسی کے روپ سے ہے اور داس داسی بھی پنیہ (نیکی) کے بنتے ہیں تو پھر وہ میلے کیسے رہینگے اُس کے پاس کھٹمل نہیں رہتے۔ اور وہ پنیہ کے جو داس داسی ہیں اُن کے یہاں ڈر کے مارے کھٹمل بنتے ہی نہیں۔ اسلیے راجہ کو ڈھیکون (کھٹمل) کاٹنے کا پرسنگ (موقعہ) بھی نہیں آتا ہوگا یا آتا ہے تو کیا تم نے راجہ کے پلنگ پر سو کر دیکھا ہے۔
سارا ونش یہ جو کھٹمل ہے وہ کھٹوے کے نہیں۔ کھٹ کے ہیں۔ اپنا جو پاپی جیو اُس کا نام کھٹ۔ کوئی ایک آدمی اُپنے پاس آئے اور اپنا بُرا پن بتانے لگے تو اُس کو لنکا لنے کی کھٹ پٹ کرنے پر بھی اگر وہ نہ جائے تو کہتے ہیں کیا کھٹ (ناقص) ہے۔ یہاں سے جانے کو کہتے ہیں تو بھی نہیں جاتا بڑا کھٹ ہے تو سارا ونش جو بڑا پاپی ہے اُس کو کھٹ کہتے ہیں۔
سب لوگ کھٹوے پر ہی سوتے ہیں ایسا تھوڑا ہی ہے۔ کھٹوے پر سونیوالے کے کھٹوے سے ہی جو کھٹمل پیدا ہوتے تو نیچے سونے والے بچنے ہیں اُنکو کھٹمل نہ کاٹتے۔ نیچے سو۔ یا اوپر۔ جو بڑے کھٹ ہیں اُن کے میل سے کھٹمل پیدا

ہی ہوتے ہیں۔ جو کوئی کھٹ ہوگا اُس سے ہی میں پیدا ہوگا اور اُسکو ہی دُکھ دیگا۔ کھٹ یعنی اپنا پسینا میں اُس میں جیو آگیا اور وہ جیو اپنے کو تکلیف دیتا ہے۔

کھٹمل اور بچے اپنے سے ہی پیدا ہوتے اور وہ اپنے کو ہی کھاتے ہیں :-

اپنے چھوٹے بچے رہتے ہیں جو اپنے سے پیدا ہوتے اور اپنے کو تکلیف دیتے ہیں۔ کیا وہ اپنے بچے ہیں؟ کھٹمل اپنے بچے ہیں یا نہیں؟ ہنستے کیوں ہو تمہارے ہی تو بچے ہیں! اُن کو انگوٹھے سے رگڑ کر کیوں مار ڈالتی ہو وہ بچہ بھی تمہاری میل سے بنا ہے۔ سر میں کیڑے بنتے ہیں اُنکو جوں کہتے ہیں۔ وہ کہاں سے پیدا ہوتی ہیں؟ اپنے سر ہی پیدا ہوتے ہیں۔ کیا وہ اپنے بچے نہیں ہیں؟ اُنکو تم نکالکر مار ڈالتے ہو۔ سیارونش ایسا ہے۔ اس پر ایک دفعہ کہا گیا تھا۔ شاستر سدھانت (مذہبی اصول) ایسا ہے کہ مل (میل) اور جیو اس کا سنیوگ (ملاپ) کچھ دن رہا تو وہاں چیتن (جاندار) پیدا ہو جاتا ہے۔ بدن میں جو پسینہ آتا ہے اُس سے جیو کا سمبندھ (تعلق) رہے تو میل کو چیتنیہ اُتپن (ظاہر) ہوتا ہے اور آکار آتا ہے۔ جو پسینہ بدن کپڑے اور سر میں لگا رہتا ہے وہ میلا ہے اور اُس میلے کا اپنے اپنے جیو کے ساتھ کچھ سنجوگ رہے تو آکار آکر وہاں چیتن ہو جاتا ہے۔ چیتن یعنی چل بچل کرنا (عمل متحرک) پھر چیتن جو ہو گیا تو اُس کو کھانے کے واسطے کچھ چاہیئے جہاں پیدا ہوتا ہے وہاں اُس کے کھانے کے لائق جو کچھ ہے وہ اُس کو کھاتا ہے۔ ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو گیا تو ماں کا دودھ پیتا ہے ویسا ہی جُوں یا کھٹمل جو اپنے میل سے جیو کے سنیوگ (تعلق) سے بنتے ہیں وہ کھانے کے لیئے اپنا ہی لہو (خون) وغیرہ پئیں گے۔ کیا چارہ پانی وغیرہ کھانے کو جائینگے؟ جھاڑ کے اوپر بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جھاڑ کا کچھ میلا جھاڑ پر آتا ہے اور وہیں رہتا ہے تو میل اور جیو کا سنیوگ ہو کر جیو کو آکار آکر وہ چیتنیہ روپ کیڑے بنکر وہ پتے کو کھاتے ہیں

تو کہا جاتا ہے کہ جھاڑ کو کیڑا کھا گیا۔ بیل کا اور جیو کا سینوگ ہو کر جتنے روپ ہونیکے بعد وہ اسکو ہی کہا تا ہے اور لیشٹ (مضبوط) ہو جاتا ہے۔ یہ تو باہر کی بات ہو گئی اور دوسری بات ہی سمجھو وہ کون سی؟ بیل اچھی چیز نہیں ہے وہ دُکھ دینے والی ہے۔

گو کی بات ہی اسطرح سمجھو۔ جیسا اندر کا میلا "گو" باہر نکل گیا تو اُس کو جیو کا سینوگ ہو گا تو کیڑے پیدا ہونگے۔ سینوگ کون سا؟ اُس میں پانی ہے۔ برسات میں جو میلہ (فضلہ) کھلا رہے اور دو چار روز ایسا ہی کھلا رہے تب اُس کے کیڑے بن جاتے ہیں۔ یعنی پانی میں جو جیو ہے اُس کے ساتھ میلا مل جائے تو کیڑے ہو جاتے ہیں۔ جنم جنم کا پاپ ہی میلا ہے۔ اور وہ میلا کچھ تمہارے شریر (جسم) سے باہر تھوڑا ہی رہتا ہے جیسا تم اناج کھا کر اُس کا میلا گاؤں کے باہر یا پاخانہ میں چھوڑتے ہو تو وہاں کے کیٹاک (کیڑے) تم کو تراس (تکلیف) دینے کو نہیں آتے لیکن شریر (جسم) میں پاپ روپ جو میلا ہے اُسکو الگ نہیں کر سکتے۔ وہ تو اپنے پاس ہی ہے۔ وہ جیو کے ساتھ ساتھ رہتا ہے وہ ہر وقت رہتا ہے اس واسطے اپنے جیو کے ساتھ پاپ کا جو میلا ہے اُس کو اور سنشٹ (نظر نہ آنے والے) ریت (طریقہ) سے آکار پیدا ہوتا ہے اپنے جیو کے ساتھ ہے۔ اسواسطے اُس کو جیتن آجاتا ہے۔

جوڑ ہیکوت (کھٹمل) وغیرہ سادھارن (معمولی) چھوٹے چھوٹے کیڑے اپنی بیل ہوں تو بھی اُن سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے اندر کا پاپ روپ میلا بڑا بھاری ہے۔ اپنے کو اپنے جیو کے سینوگ (تعلق) سے بنے ہوئے بڑے بڑے پاپ بہت ہی بہت کشٹ (تکلیف) دیتے ہیں۔ اپنے سادھارن بیل سے کیا ایک کھٹمل یا جوں ہی تھوڑا پیدا ہوتا ہے۔ انیک (لاتعداد) کھٹمل اور انیک (لاتعداد) ہی جوں بنتے ہیں۔ ویسے ہی پاپ روپ سے بڑے بڑے

بھینکر (خوفناک) پاپ پرش ایک ہی نہیں بلکہ اپنے کو کشٹ دینے کے واسطے بہت سارے بنتے ہیں اور وہ پاپی لوگوں کا انوبھو (تجربہ) وقت اور سمے سے آگے اور انت کال (موت) کے بعد آجاتا ہے۔ انت کال کے سمے بیمار شخص کبھی بولتا رہتا ہے۔ دیکھو میرے سامنے کیسے بھینکر پرش (آدمی) آکر کھڑے ہیں۔ ان کو دیکھکر مجھکو بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے۔ وہ مجھے مارنے کے واسطے ہاتھ میں کچھ لیکر دوڑ رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسوقت اس کو جیسا نظر آتا ہے وہ ویسا کہتا ہے۔

دوسرے جو کوئی پاس ہوں تو وہ کیا کہتے ہیں کہ اُس کو بخار زیادہ ہے اور وات (صفرہ) میں کچھ بڑبڑاتا ہے۔ ڈاکٹر کو بلاتے ہیں۔ حکیم آیا تو کہتا ہے پت وات (صفرہ) میں ایسا ہوتا ہے۔ اور اگر ڈاکٹر ہو تو کہتا ہے۔ کولون واٹر کی پٹی ڈالو یا سر پر برف رکھو۔ لیکن مریض تو دات (صفرہ) کے زور میں بڑبڑاتا ہے۔ وات کیوں نہ ہو اسکو تو وہ نظر آرہا ہے۔ اور انوبھو میں آتا ہے۔ جیسا انوبھو میں آتا ہے اُس موافق وہ بڑبڑاتا ہے۔ وہ کیوں بڑبڑاتا ہے اسواسطے کہ اُس سے سچ جائے۔ اپنے خاندانی لوگوں کو کچھ کہتا رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چپ بیٹھ رام رام کہو۔ لیکن اُس کے پاپ ہی وہ پاپ پرش ہوکر اُسکے سامنے اُس کو کشٹ دینے کے واسطے چلے آئے ہیں۔ وہ گھبراتا ہی اُس کی آنکھوں سے پانی نکلتا ہے اور پاپ پرش کو دیکھکر اُس کا چہرہ بھی اُس کے لوگوں کو بھیانک (خوفناک) نظر آتا ہے۔

ایسی کبھی کی تم نے انت سمے کی حالت دیکھی ہوگی۔ یہ پاپ پرش ہاتھ جوں۔ کھٹمل جیسے مرتے ہیں اسطرح مرنے والے نہیں ہیں وہ اپنے سے بھی مضبوط ہوتے ہیں۔ یا وید اپنے سے پیدا ہوتے ہیں اس سے ان کا نام

بھی ہے۔ الٹی کیسی؟ پاپ کی اوستھا ہو گئی اُس پرمانے (موافق) پنیہ ہو تو وہ پنیہ کا جو جیو کرانو بھو ہوگا تو وہ سنبوگ (تعلق) سے پنیہ کرم کا رچیتن ہو جاتا ہے اُسکو پنیہ پرش کہتے ہیں۔ اس پنیہ پرش کے انت کال (موت) کا وقت آگیا تو اُسوقت وہ بیمار شخص کے سامنے اچھے شانت ریت کا دکھاوا دیکھا جاتا ہے جیسا شانت ریتی سے دیکھکر لے جانے والے کو آنند ہو جاتا ہے کہ ساکشات بھگوان آگیا ہے اچھے اچھے ایشور سمان بہت شانت اور جن کے دیکھنے سے بہت آنند پیدا ہو ایسے جو پنیہ پرش نظر آتے ہیں۔ وہ پنیہ پرش اُس کے ہی پنیہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی دیکھتا ہے کہ اوپر سے یعنی بیکنٹھ (بہشت) سے اُسکو لیجانے کے لیئے بمان (ہوائی جہاز) آگیا ہے۔ ایسا آنند کا دکھاوا دیکھکر اس موافق وہ بات کرتا رہتا ہے اور آنند کا مُنہ بناکر کوئی کوئی تالیاں بھی بجاتا ہے اور آنند کے پریم میں بھگوان رام رام کہکر پریوار سے کہتا ہے۔ دیکھو یہ بھگوان آئے ہیں۔ اُن کا کچھ مان پان (تعظیم) کرو۔ بھگوان کی صورت اُسکو تو دیکھی جاتی ہے لیکن پریوار (خاندان) کو نہیں۔ اس واسطے پریوار آپس میں کہتے ہیں ہم اُسکو وات (صفرہ) زیادہ ہو گیا ہے۔ بخار میں بڑبڑا رہا ہے۔ جس کے گھر میں پنیہ پرش ہونگے اُن کو انوبھو آیا ہوگا اور وہ بیمار اپنا ایشور کے دھیان کا مزا لیکر آخر میں ایشور کے پاس ہی چلا جاتا ہے۔ پنیہ سے پن روپ ہوتے ہیں اور پاپ سے پاپ روپ ہوتے ہیں۔ دونوں ہی ستاتے ہیں۔ کارن (وجہہ) یہ کہ اپنے سے اُتپن (پیدا) ہوتے ہیں۔ پنیہ پرش اچھائی سے ستاتے ہیں اور پاپ پرش بُرائی سے ستاتے ہیں۔ جیسے کوئی سَت پرش کے پاس اچھے اچھے پنیہ پرش بھگوت بھگت ہوکر اُن کی اچھی سیوا دھرم کی ریت سے ہر وقت رہتے ہیں اور کوئی پاپی پرش اپنا مطلب نکالنے کے لیئے ست پرش کے پاس رہکر

مہاراج ایسا ہے۔ ویسا ہے۔ مجھکو بچہ ہونا۔ پیسہ ہونا وغیرہ وغیرہ کہکر ستاتے
ہیں اور کہتے ہیں تم کو نہیں ستائیں تو کسکو ستائیں ؟ ہم تمہارے بچے ہیں۔
تو ست پرش کو دونوں طرف سے ستانا ہی ہوتا ہے۔ ان کی بھی سُننی پڑتی ہے
اور اُن کی بھی۔ پاپ والا جو ستاتا ہے تو وہ پنیہ دان کہتا ہے۔ ان کو تکلیف
مت دو۔ تو وہ کہتا ہے تم بھی بچے ہم بھی بچے۔ تو میں کہتا ہوں تم بھائی بھائی
لڑتے کیوں ہو؟ مجھے تکلیف ہو تو میں برداشت کر لیتا ہوں۔ سارا ونش
(حاصل کلام) ست پرش (فقیر کامل) کو دونوں سماں کرکے (ایک جیسے) مساوی
سہن (برداشت) کرنا پڑتا ہے۔

اوم شبہم

---

۳۰ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۵ / رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۰ / اردی بہشت
۱۳۳۵ ف م تتھ چیت بدی دوج شک ۱۸۴۸ روز سہ شنبہ
بمقام محمود باغ بیگم پیٹھ

سچے دل کا آدمی گٹار کے پانی کو بھی گنگا مانتا ہے۔ من چنگا تو
کٹھوٹ میں گنگا۔ کھڑگ پور کے لوگوں کو مہاراج کا ایک اُپدیش۔
جو کوئی کام کرنے والا منشیہ کی ریت (انسانی طریق) سے ہوتا ہے تو اُسکو جو
کچھ کرنا ہوگا تو وہ پہلے اس کا بچار (غور) کرتا ہے کہ فلاں فلاں کام کسطرح کرنا کس
طریق سے وہ کام پورا ہوگا۔ اس کام میں کیا کیا سامان لگیگا۔ کس کس کی مدد لینا پڑیگی
ایسا بہت طرح سے بچار کرتے کام کی حالت معلوم کرکے وہ کام کرنے لگتا ہے۔ منشیہ
(انسان) کی ریت کا ویوہار (طریق کاروبار) ہو گیا۔

کسی کو معلوم نہ ہو اور کسیکی کلپنا (خیال یا قیاس) ہی نہ ہو۔ ایسی نہ ہونے والی اوستھا (حالت) جب ہو جائے تو سمجھنا کہ وہ الیشور کا ہی کھیل ہے۔ ایسی کوئی اگھٹت (نہ ہونے والی) بات ہونیکے واسطے الیشور کا کچھ بڑا ہیتو (مقصد) رہتا ہے وہ ہیتو الیشور کے لیئے نہیں رہتا۔ خاص دنیا کے کلیان (فائدے) کے واسطے رہتا ہے۔ یہ بات اسلیئے کہی گئی ہے کہ ویدیہ مہاراج (جو ایک صاحب درشنوں کو آئے تھے انھوں نے سری بابا کے حیدر آباد آنے کو دھنیہ سمجھکر یہ جملہ کہا) نے سری بابا مہاراج سے کہا کہ "گنگا آئی" "اپرشاور گنگا آئی"

ترجمہ۔ کوشش نہ کرنے والے کاہل کے گھر آپ ہی آپ گنگا آئی۔

اسپر سری بابا مہاراج نے فرمایا یہاں گنگا ماننا ہر ایک کے دل پر ہے۔ خاص کاشی میں جو گنگا ہے وہ انادی کال (لاانتہا زمانہ) سے دنیا کو پورن پوتر (کامل طور پر پاک صاف) کرنے کے لئے بہتی ہے۔ کوئی ایسا نہیں کہیگا کہ وہ گنگا نہیں ہے۔ لیکن جسکا دل صاف نہیں ہے وہ شناکشات گنگا ہونے پر بھی اُس سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتا۔

سچے دل کا آدمی گٹار کے پانی کو بھی گنگا مانتا ہے۔	خاص پاون (صاف از گناہ) کرنے والی کاشی کی گنگا اس کو کوئی نہ مانے بھی تو کیا اس کا پاون پن گھٹ جائیگا وہ تو الیشوری سنکیت سے انادی کال سے دنیا کو پاون کرنیوالی ٹھیر گئی ہے۔ ایسی گنگا کو ہی کوئی نہ مانے تو اس کے (گنگا)

سماں جو کوئی ہوگا اُس کو وہ کیا مانیگا۔ جس کا دل صاف اور سچا ہے وہ صرف گنگا ہی کو گنگا نہیں کہتا بلکہ جہاں پانی دیکھیگا اُس کو گنگا کہیگا۔ جس کا دل سچا ہو وہ سمجھیگا کہ سچی گنگا آگئی اور جس کا دل سچا نہ ہو اور جس نے دشٹ کرم (برے فعل) کر کے دل اسنا یدھ (ملوث از خواہشات) ہو کر دل اپنا اشدھ (ناپاک) کر لیا ہو تو وہ کہیگا کہ اپنے گاؤں (ملک) میں گٹار (موھری) کا پانی بہتا بہتا چلا آیا۔ سچے

دل والے کو گٹار (موہری) کا پانی بھی گنگا روپ نظر آتا ہے۔ سچا دل کس کو کہتے ہیں جس دل میں کسی طرح کا خراب وچار نہ ہو اور اچھا وچار بھی نہ ہو اُسی دل کو پورن شدھ یعنی سچا کہتے ہیں۔ اچھا وچار تو رہا نہیں لیکن خراب وچار بالکل ہی نہ ہو تو اُسکی بھی سچے دل میں گنتا (شمار) ہوتی ہے۔

من چنگا تو کٹھوٹے میں گنگا

ایسی ایک پرانی کہاوت (قول) ہے کہ "من چنگا تو کٹھوٹے میں گنگا"۔ کیا کہاوت بیکار تھوڑی ہی ہوگی۔

یہ بات سچی ہے۔ اور ایسا سچا سچا پرسنگ آ گیا ہے۔ اسی واسطے یہ بات دنیا میں پرسدھ (مشہور) ہوگی۔ اس کی ایک کتھا ہے جو بہت اچھی ہے اور بہت لوگوں نے سُنی ہوگی۔ اگر کسی نے نہ سُنی ہو اور کسی کو معلوم نہ ہو تو کہنا ضرور ہے۔ یہ کتھا نئی نہیں ہے پرانی گزری ہوئی ہے۔ یہ موچی (چمار) کی کتھا ہے۔ جو کوئی سنت مہاتما کی کتھا پران پڑھنے والے ہونگے اُن کو معلوم ہوگا۔ میں ایسا نہیں سمجھتا کہ تم بڑے بڑے لوگ ہو کر بھی سنت مہاتما سادھو۔ بھگتوں کی کتھا نہ سُنے ہوگے کیونکہ تم لوگ جو پڑھنے اور سننے والے نہ ہوتے اور تمہاری ایشور کی طرف بھگتی نہ ہوتی تو ادھر ایسے گٹار کے پانی کیطرف کیسے آتے؟ تمہارے بیوہار کی ریت سے معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ ایسی کتھائیں سنتے ہوگے۔ کون سا بیوہار؟ جہاں گنگا نہیں۔ ایسے گٹار کے پانی کو گنگا کا پانی اور تیرتھ سمجھکر مُنھ میں ڈالتے ہو۔ اب تمہارے سچے دل کی کوئی کیا پرکھ کریگا۔ تم بولو گے مہاراج ایسی بات کیسے ہو سکتی ہے۔ ہم کیا جھوٹے نکلے کہ گٹار کے پانی کو گنگا سمجھینگے۔ جہاں گنگا ہے وہیں گنگا سمجھینگے۔ یہ اسواسطے کہنے کا موقعہ آیا کہ میری حالت گنگا کے موافق نہیں ہے۔ پائخانہ کے گٹار (موہری) کے موافق ہے گرد منیہ (مبارک) ہو تم لوگ کہ خاص پائخانہ گٹار کے پانی سے بھی امنگل اوستھا (نامبارک حالت) کو خاص بھگوان سنت سنگرو۔ پورن پربرہم

سمجھکر ہمارے پاؤں پر سر رکھتے اور پاؤں دھوکر جل (پانی) پیتے ہو۔ مجھے بڑا افسوس معلوم ہوتا ہے ہرارے بھگوان! تم ساکشات پورن پرماتما ہوکر کیا حال کے زمانہ میں گپت (غائب) ہو گئے۔ تمہاری حالت شاستر پوران۔ گرنتھوں میں بڑے بڑے سادہو مہاتماؤں کے واکیہ (اقوال) میں بڑی اچھی اور ایشوریہ (قدرت والا) دان ورنن (بیان) کیگئی ہو ایسے تم ہوکر اب کہاں چلے گئے۔ بڑے بڑے اچھے دل والے لوگوں سے تم نے اپنی صورت تو چھپا کر رکھی۔ اور بھگوان کہکر ہماری ایسی خراب امنگل صورت ان کے سامنے کر دی۔ انکو ہی سچے دل کے لوگ سمجھنا ہم جو امنگل۔ اپونتر کو ساکشات بھگوان کاشی وشویشر اور گنگا سمجھکر ہمارے پاؤں کا تیرتھ لیتے ہیں۔ ہے بھگوان یہ تمہاری کیا لیلا ہے۔ تم سے تمہارے بھگت (عاشق) کی مہا (عظمت) بھاری ہے۔ تمہارے بھگت کون؟ وہ جو ہمکو بھگوان اور گنگا بول رہے ہیں۔ اسپر سے ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم تم لوگوں سے پوتر (پاک) ہو گئے۔ ہم کیسے پوتر ہو گئے۔ اب وہ دیکھو۔ میں اپنے ٹھکانے تو امنگل روپ (نامبارک حالت) کا انبھو (مشاہدہ) لے رہا ہوں۔ تم لوگ تو ہمارے ٹھکانے منگل روپ کا انبھو لے رہے ہو۔ اس پر سے ہم سنشے (شبہ) میں پڑ جاتے ہیں یہ ہم منگل روپ ہیں یا امنگل۔ تم لوگ ہمارا سنشے دور کر رہے ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم امنگل ہیں تم منگل کہتے ہو۔ میں پاپی ہوں۔ ست پرش پرماتما نہیں ہوں۔ میں جتنا نہیں بولتا اتنا تم لوگ زیادہ بولتے ہو۔ ایک آدمی کو کوئی بات کہے تو سمجھنیکے ہم اگیان (کم عقل) سے کہتا ہے۔

کھڑگ پور کے لوگونکو مہاراج کا ایک انبھو	کسی مہا مورکھ (بیوقوف) کو کوئی بڑا پنڈت کہے تو اُس کو اپنے مورکھ پن (بیوقوفی) کا جانیو (علم۔معلومات) ہے اس لیئے وہ

اسپر وشواس (بھروسہ) نہ کر کے اپنے جسم پر پنڈت پن نہیں لیتا۔ جب ایک سے دو۔ دو سے دس۔ دس سے ہزاروں کہیں تو وہ سنشے (شک) میں پڑ جاتا ہے۔ اسیطرح تمہارے اور تمہارے جیسے ایشور بھگتوں سے ہم بھی سنشے میں

پڑ جاتے ہیں پرنتو ہماری پورن پہونچی ہوئی اُمنگل اوستھا کو بھگت لوگ کتنی ہی منگل روپ کہیں تو اُس کو ہم نہیں بھولتے۔ جیسا ناٹک کے کھیل میں عورت یا راجہ کو سیکڑوں ہزاروں دیکھنے والے عورت یا راجہ ہی کہیں تو بھی پارٹ لینے والا اپنے کو نہیں بھولتا تم لوگوں کو ہماری حالت معلوم نہیں مگر اوپر سے دیکھی جاتی ہے۔ ہم اپنے مُنہ سے کیا کہیں۔ ہماری امنگل اوستھا چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اب سب سے آخری بات کہہ دیتا ہوں کہ آگے امنگل کی اوستھا رہی نہیں۔ چونکہ ہو کر سب معلوم ہو گئی تو کہنے سے کیا چھپانا سب لوگ جس کو امنگل پورن اپوترما نتے ہیں جس کا اسپرش (چھونے) کرنے سے سْنان (حمام) کرنا ایسا کہتے ہیں وہ اپنا میلا یا نرک ہے۔ اپنا سب کا میلا اُٹھانے والے جو کوئی لوگ ہوں اُن کو بھنگی کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا ہم کو میلا اٹھانیکا کام پڑا۔ دھیڑ کے دھیڑ۔ مہتر کے مہتر۔ بھنگی کے بھنگی۔ ایک دو دن نہیں بلکہ کئی دن کئی مہینے ایسا بننا پڑا۔ ہماری تقدیر میں ایسا ہے کہ اُن لوگوں کا جو کام ہے وہ بھی کرنا اور تم لوگوں کا بھی کرنا۔ اب کچھ امنگل کا باقی نہیں رہا۔ ان بھنگیوں کے گھر میں رہنا پڑا جیسے کہ ہم اُن کی عورت ہو گئے اُن کے پاس کے برتن مانجنا۔ کپڑے دھونا۔ چکی پیسنا پڑا جیسے کہ اُن کے ایک داسی ہو گئے۔ ایسی حالت ہماری ہے۔ ہم اب کون سے اپائے سے پوتر (پاک) ہو سکیں گے۔ سب سے اونچی ذات جو برہمن کی اُس میں کا ایک نیچ سے نیچ میں چلا گیا۔ ہم جو گنگا کو چھوئے تو گنگا بھی اپوتر ہو جائیگی اس واسطے وہ بھی ہمکو قبول نہیں کریگی۔ پاس نہیں کھڑے رہنے دیگی۔ جہاں برہمن لوگ پانی پیتے ہیں وہاں مہتر لوگوں کو چھونے نہیں دیتے۔ پھر وہ مہتر گنگا کو کسطرح چھوئے اور کسطرح اپوتر پوتر ہو جائے ویسی ہماری حالت ہے۔ تم لوگوں کی دھنیہ گتی (قابل تعریف حالت) ہے کہ تم لوگ ایشور کے بھگت ہو اور تم میں ایشور کے موافق سماں درشٹی (نظر مساوات) ہے۔ اگر نہ ہوگی تو تم اُس کا ثبوت دے رہے ہو جو منگل اور امنگل اوستھا ابھید

(بلاتفریق) روپ سے ایشور روپ ہونیوالی ہے اُس کی نشانی تم سے معلوم ہو رہی ہے کہ
تم پورن امنگل میں منگل روپ دیکھ رہے ہو۔ پھر تم ایشور میں لگ گئے بغیر کسطرح رہو گے۔
ادویت (ذات احد) جو اکھنڈ (بے حصص) پرماتما اور اس کی اور تمہاری ایک ہی اوستھا
(حالت) ہونے والی ہے وہ ابھی سے دیکھی جاتی ہے۔ ابھی تم امنگل کو منگل دیکھتے ہو
ایسا دیکھنے والا ہی میرا سچا بھگت ہے اور وہی آخر میں میرے پاس چلا آئیگا۔ ایسا
بھگوان کا واکیہ (قول) شاستر میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ دیکھو بھیا میری حالت تو معلوم ہوگئی
میں سب امنگل سے امنگل بیٹھ گیا اور تم لوگ منگل سے منگل پورن پربرہم اوستھا
یہاں دیکھتے رہتے ہو اس میں تو تمہاری دھنیتا ہے۔ کہ جو نہیں کمانا چاہتا تھا کما لیا۔
پھر ہمارا کیسا ہم تو ہماری امنگل اوستھا کو نہیں بھولتے۔ تم لوگ اور تمہارے
جیسے سیکڑوں ہزاروں ہمکو منگل سے منگل روپ دیکھتے ہیں اسی سے ہم ہر وقت
سنشے میں پڑ جاتے ہیں کہ ہمارا کہنا سچا ہے یا تمہارا۔ ایسا ہمارا بڑا اکھٹا لا (فضیحت)
ہو جاتا ہے۔ میں دل میں بچار کرتا ہوں کہ سب ایشور کہتے ہیں تو شاید ہوگا مگر پھر
میں خیال کرتا ہوں کہ اس کی مہما (عظمت) بڑی ہے وہ بڑا ایشور ہے بالکل اگھٹت
گھٹنا (قادر مطلق) کرنے والا ایسا اور یہ اور طرح کا اس کا ورنن (بیان) رہتا ہے۔
میرے میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ بہت سے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور کہتے
ہیں شادی ہو کر عرصہ ہوا بچہ نہیں ہوتا۔ ایسے بہت سے کامک (خواہشمند) لوگ
اپنی کامنا پورن ہونے کے لئے میرے پاس مانگنا مانگتے ہیں تو میں بہت شرمندہ
اور خجل ہو جاتا ہوں۔ میرا بھگوان تو مہتر ہے جو کھڑک پور میں ہے۔ میں وہاں ایک
برس نکالا۔ وہاں کی حالت جو ہوئی ہے جب تم لوگ سنو گے تو آشچریہ (تعجب)
معلوم ہوگا ایسی حالت کبھی ہوئی ہے نہ ہوگی چرتر (سوانح) میں جو لکھا ہے وہ
لکھنے والے کی دل کی بات ہے جو سچی سچی بات ہے وہ ہمیں معلوم ہے۔ یا

اُس کو جو ہمارے پاس رہا ہے۔ ایک سے ایک سندر چرتر چھپا ہے۔ ایسا میں سنتا ہوں جو ضرورت کی بات ہے وہ نہیں لکھی کیا چرتر ایسا رہتا ہے جو کچھ اچھی یا بُری حالت ہو سب اس میں رہنا چاہیئے۔ جو اچھی بات ہوتی ہے وہ برابر لکھتے ہیں اور لکھتے وقت اُس پر اور اور مصالحہ لگاتے ہیں۔ بری بات چھپا کر رکھتے ہیں۔ کیا چرتر ایسا ہوتا ہے۔ کوئی کہے کہ مہاراج آپ کا چرتر کیسا ہے تو ہم کہینگے کہ جو لکھیگا وہ اس کا چرتر جس کا جیسا ہوگا ویسا اور میرا جیسا ہوگا ویسا۔ جو مجھ جیسا ہوگا اُس کو ہی معلوم ہوگا۔ سارا دِسٹش (خلاصہ مطلب) کیا ہے کہ ابھی تم سب کو ہماری حالت معلوم ہو گئی۔ کل سے تم لوگ نہ آؤ تو اچھا ہے۔ پرمیشور کے پورن بھگت ہو اور تمہاری وہاں جانے کی تیاری ہے کیونکہ تم اُسی کے ہو پوری پوری تیاری ہونے کے واسطے بُرے کو اچھا اور اچھے کو بُرا سمجھنا پڑتا ہے۔ ہم میں جو پورن اپوتر ہے اُس کو پوتر دیکھ رہے ہو۔ یہ نشانی ہے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ پورن پرب برہم (ذات باری) ہو گئے۔
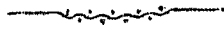
---

۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۶ ار رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۲۷ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ف م تتھ چیت بدی تیج سنبت ۱۸۴۸ روز چہارشنبہ
محمود باغ بیگم پیٹھ

روپیہ مارا تو گھر میں جاتا اور پتھر مارا تو سرکار میں جاتا ہے۔ دیکھو کی چیزیں ہمیشہ حفاظت سے رکھنی پڑتی ہیں۔ اپنے سے آپ الگ رہیں تو خدا نظر آتا ہے۔ نیند میں اپنے سے اپنا شریر الگ ہوتا ہے۔ ایشور کا نام لیتے رہے تو گرو خود اپنے گھر آئینگے۔ گرو کر نیکی ترکیب معلوم ہونا چاہیئے۔ پریم سے رام نام لیتے رہو تو گرو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ سنسار کرنا لیکن بہاڑ ونتری کے موافق کرنا چاہیئے۔ کہت کبیر سنو بھائی سادھو سادھو ہو کے رہنا۔

کسی نے کہا آجائیے تو سری بابا نے فرمایا۔ آیعنی آؤ اور جائیے یعنی جاؤ۔ پھر بلاتے کیوں ہو۔ آؤ ہی کیوں کہتے ہو۔ آج جیو کو اچھا نہیں ہے بس تو ہی کیا کروں۔ کوئی صاحب میوہ وغیرہ لاکر سامنے رکھے تھے تو سری بابا مہاراج نے فرمایا۔ لاؤ مہاراج رکھ لو کیوں بابو کے واسطے لائے ہو تو دیدو۔ سامنے کی کوئی چیز اٹھا کر پھینکنے کی طرح کر کے سری بابا فرمانے لگے روپیہ سے مارے تو اچھا رہتا ہے دگڑ (پتھر) سے مارے تو سرکار کے سامنے فریاد کرینگے ہم فلاں نے مارا۔ کوئی بدفی پیڑے مارے روپیہ سے مارے تو اس کو گوارا (رجوع) کریگا اور سرکار کے پاس فریاد نہیں کریگا۔ روپیہ نہیں سونا ہی ہوا تو کیا۔ سونے کے گولے کے گولے تمہارے پر پڑینگے تو کشٹ (تکلیف)

روپیہ مارا تو گھر میں جاتا ہے اور پتھر مارا تو سرکار میں جاتا ہے

ہو تو کیا کرو گے بہت کشٹ ہو جاویگا تو بولو گے ہم کو سونا بھی سچا ہیے مار بھی سچا چاہیے اس وقت
وہ مار تم نہیں سہن (برداشت) کر سکتے تو اس وقت سونا بھی نہیں ہونا مار بھی نہیں ہونا۔
ایسی بات کہو گے جو سونا پیدا کرتا ہے اور رہ بہ جو بہت پیدا کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ
میں بہت شریمنت ہوں۔ بہت شریمنتی ہو گئی تو اس وقت ایسا کسی نے میرے کان
میں کہا ارے یہ تمہاری شریمنتی بہت تم کو دکھ (مصیبت) میں ڈالیگی۔ یہ نہیں سمجھنا کہ
سکھ کے واسطے تمہارے پاس ہے۔ بہت دکھ دینے والی ہے۔ میرا بولا کیا کروں۔
جو اپنے کو دکھ دینے والی وستو (چیز) ہے وہ اچھی بھی ہو تو اس کو اپنے پاس
کیوں رکھنا۔ جو رکھنا ہو تو اس کو ساوودہ گیری (خبرداری) سے رکھنا نہیں تو تکلیف دیگی
بنیئے لوگ بہت سی چیزیں دوکان پر رکھتے ہیں۔ اُن کا تو دھندا ہی رہتا ہے۔ وہ
زہریلی چیز بھی رکھتے ہیں۔ دوکان بھی ہے۔ آجکل سرکار نے ایسی دوکانیں منقطعہ
(تعہد) کی ریت (طریقہ) سے الگ کر دی ہیں۔ سب بنیئے ایسی زہریلی چیزیں نہ رکھیں
اور بیچیں ایسا قاعدہ نہیں ہے۔ پہلے تھا۔ دوکان میں وہ زہریلی چیز کیسا رکھتے ہیں
بڑی ساوودہ گیری (ہوشیاری) سے رکھتے ہیں اور بارود کے کام والے آتشبازی
والے اور بارود کا دھندا کرنے والے بارود پاس رکھتے ہیں وہ تو اُن کا دھندا ہی ہے
وہ جوکھم کا کام رہتا ہے۔ اُن کے گھر میں کپڑا رہتا ہے۔ اُن کے بال بچے رہتے ہیں
کوئی کوئی گاؤں میں سادھارن (معمولی) گھر رہتا ہے اُسکو تھوڑی ہی آگ لگ جانے سے
تو بھڑک جاتی ہے۔ اُسکو کسطرح سنبھالتے ہونگے۔ بہت حفاظت سے کالجی (فکر)
سے دیوہار کرتے ہونگے نہیں تو جیو کو دھوکا ہے ویسے ہی گیاس کے تیل کے ڈبے
بیچنے والے یا پیٹرول بیچنے والے جن جن وستوؤں (چیزوں) سے بڑا دھوکا ہے وہ
وستو بیچنے والے رکھنے والے وہ چیز نہ رکھیں ایسا تھوڑا ہی ہے۔ وہ وستو اچھی
سے کام بھی ہے۔ وہ وستو کام میں آنے والی رہتی ہے جسطرح سے اس کا رکھنا ضروری

ہے ویسا نہیں رکھے تو دہوکا ہے۔سمجھے کہ نہیں۔ (پرنتو (لیکن) وہ دھندے والے لوگ ایسی چیز بہت حفاظت سے رکھتے ویوہار کرتے ہیں۔

دہوکے کی چیزیں ہمیشہ حفاظت سے رکھی جاتی ہیں۔

ایسی دہوکے کی چیزیں رکھنا کیوں سنبھالنا کیوں۔ ویوہار اور دوکانداری کیوں کرنا۔ ایسا کوئی کہے تو دھندا تو کرنا چیز تو رکھنا ایسا دھندا ضرور کرنا پرنتو (لیکن) بہت حفاظت سے بہت فکر سے کرنا۔ اس پرمانے (طرح) سمجھو یہ تو اُدہارن ہے اُدہارن کو کیا کہتے ہیں۔ مثال

اس پرمانے (طریق) ماں باپ کے پیٹ سے جنم آیا ہے۔ وہ جنم بھی بڑا دہوکہ کا ہے ایسا سمجھو کہ زہریلا ہے۔ خود جو ہیں وہ زہر والے نہیں اپنے پاس جو ہے وہ بہت زہر ہے۔ اپنے پاس کیا ہے۔ دھن۔ دولت۔ دھن دولت تو آگے رہ گئے اب جو خود خاص ہے تو بالکل اپنے نزدیک ایسا اپنے پاس کیا ہے۔ ارے کیا ایسا نہیں دیکھا جاتا۔ بولا جاتا۔ کیا ایسا پوچھنے سے تمہاری عقل بے عقل ہو جاتی ہے تو سمجھو خاص آپ (خود) جو ہے تو اپنے اگدی (بالکل) نزدیک سے نزدیک کا اپنے پاس جو کچھ ہے وہ زہر سمجھو۔ اب بھی خلاصہ نہ ہوا ہو تو ایک شبد (لفظ) میں نکال کر دیتا ہوں ایک خود اور اس سے آگے دوسرا لفظ کیا ہے کہ اپنا ایک شبد (لفظ) ہو گیا۔ خود اور اپنا اس میں فرق ہے یا نہیں۔ اپنا جو کیا وہ آپ ہو سکتا نہیں۔ نہیں ہو سکتا اپنا لوٹا ہے۔ یہ لوٹا اپنا ہے تو لوٹا آپ ہو سکتا ہے یا کیا؟ مگ (پھر) یہ لوٹا اپنے سے دور ہے دور بھی ہے تو اپنا ہے وہ اپنا اور کچھ مکان ہے یا کچھ زمین ہے اور کچھ اپنی چیز نسبت ہے۔ یہ دور دور کا اپنا ہو گیا۔ اس سے نزدیک نزدیک اپنے

اپنے سے اپن الگ رہیں تو خدا نظر آتا ہے

بچے اپنے ماں باپ اپنے بھائی یہ اپنے ہو گئے۔ بھلا وہ تو کچھ آپ خود نہیں ہو سکتے۔ یہ تو الگ نہیں ہو سکتا۔

اپنا بھائی اپنی عورت اور اپنے اپنے جو ہونگے تو اس سے آگے ہو گئے اس سے اور نزدیک کے کون ہیں (شریر (جسم) ہاں۔ اپنے ہاتھ۔ اپنے پاؤں۔ اپنا مُنہ وہ آپ تو نہیں ہو سکتے۔ وہ بھی اپنا اپنا جو ہے وہ آپ خود کہیں تو بھی چلیگا۔ اپنی آنکھیں اپنا شریر (جسم) یہ جو اپنا ہو گیا اور تو اور اس سے کچھ رہا نہیں۔ کیا رہا۔ اپنا دل۔ ابھی اور اور نزدیک نزدیک آنے لگے۔ اپنا دل۔ اپنا جیو اور اپنی بُدھی (عقل) وغیرہ کچھ اپنی ہے اور کیا کچھ اپنا رہا ہے ؟ اپنا من ایک ہے کیا اپنا نہیں رہا۔ ؟ اسکو مت مانو اور کچھ اپنا ہے کیا اور جو اپنے ہو گئے کیا خود آپ ہو سکتے ہیں۔ ؟ نہیں جو علٰحدہ نہیں رہتا ہے وہ خود الگ رہتا ہے۔ یہ لوٹے میں دودھ ہے۔ پیالی میں بھی دودھ ہے۔ یہ دو جو ہیں ایک دوسرے سے علٰحدہ ہیں۔ اس دودھ میں وہ ملجائے تو کیا علٰحدہ رہتا ہے۔ نہیں علٰحدہ نہیں رہتا۔ ایسی چیز جو اپنے میں ہے کیا وہ اپنے میں ملجاتی ہے۔ دودھ دودھ کے سمان (موافق) ملجائے تو اپنے کو آپ بولے تو بھی چلیگا۔ جیسا اور اور دودھ الگ الگ بھانڈے (ظروف) میں رہتا ہے وہ سب ایک میں ملجائے تو ایک ہو جاتا ہے پھر علٰحدہ نہیں رہتا تو اس پرماتے (اسی موافق) جسکو تم اپنا اپنا سمجھتے ہو وہ کوئی بھی اپنا اپنا آپ میں مل سکینگے اور اپنا جو ہے اسمیں بالکل فرق نہیں رہا کوئی علٰحدہ رہا نہیں بلکہ سب ایک سا ہو گیا پہچانا بھی نہیں جاتا تو پھر اپنی سی علٰحدہ ہیں ایسا جو کہینگے تو خود اسوقت اپنے کو آپ کہیں تو چلیگا ایسا تو نہیں ہو سکتا ایسا جو رہیگا کیا اپنے سے الگ رہا۔ اپنا کسکو کہنا۔ اپنا اپنا تو معلوم ہو گیا۔ اپنا اور آپ یہ دو چیزیں ہو گئیں تو اپنا اپنا جو ہے وہ آپ میں نہیں ملسکتا۔ جو کبھی ملجائے تو پھر اپنے کی اوستھا (حالت) آپ سے اور نہیں رہی۔ کیسی رہی یہ تو ملگئی پھر سمجھ لو کہ آپ سے اپنا علٰحدہ ہے تو پھر اپنا جتنا نزدیک سے نزدیک اور نزدیک سے نزدیک اتنا اپنا ہے۔ اپنا اپنا جتنا ہے وہ سب الگ کرو تو جتنا اپنا ہے وہ اپنے سے الگ ہو سکتا ہے نہیں ہو سکتا ایسا نہیں ہے۔ پھر اپنا اپنا الگ ہو گیا تو آپ ہی ہے تو کیا

وہ ایک ذات کی چیز تھوڑی ہی ہے۔ دودھ کے مانند ایک تھوڑا ہی ہے۔ الگ کر دیا تو باقی کیا بچا۔ اپنا اپنا جتنا ہے اُسکو الگ کر دئے تو پھر کیا بچا تو آپ ہی آپ بچ گئے تو جو اللہ کے یہاں جانے والے ہیں یا خدا کو پہچاننے والے ہیں یا خدا کو پہچاننے کی کارروائی کر رہے ہیں وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ جتنا کچھ اپنا اپنا ہے اُس کو الگ کر دیتے ہیں پھر جو بچ گیا اُس میں اللہ خدا دیکھا جاتا ہے۔ اللہ کی ملاقات کسطرح ہوگی۔ مہاراج ہمکو خدا تو نہیں ملتا ایسا کوئی کہتے ہونگے۔ ارے نہیں ملتا تو اپنا اپنا سب الگ کر دو پھر جو الگ نہیں ہو سکتا اسمیں اللہ کو دیکھلو۔ کچھ آپ نہیں۔ ایسا تو نہیں ہونے والا پھر تو آپ ہی آپ ہے۔ دیکھنا ہے تو اللہ خدا اور اس سے جیسا کچھ دنیا اور اُس کے باہر جو کچھ ہوگا اور جو بچ گیا اُسیں دیکھنا۔ نہیں دیکھنا ہو تو آپ ہی آپ مزے میں آنند میں رہو۔ آپ کہاں گئے۔ آپ تو ہیں ہزاروں دنیا چلی جائینگی تو آپ تو موجود ہی ہیں کبھی ایسا کہو گے ہم الگ کرنے کے واسطے آپ کہہ رہے ہیں تو کیا ہمارے بال بچے بیوی سب کو ایکدم چھوڑ دینا اور اُس کو پھر کبھی پاس نہیں آنے دینا تو ایسا سمجھ لو۔ الگ کرنے کی جو ترکیب ہے وہ ترکیب سے کبھی الگ ہو جائے اور خدا کو پہچان لے تو پھر اپنا اپنے پاس رہے تو ہی چلتا ہے جیسا دہوپ کالے (موسم گرما) میں اپنا کپڑا الگ نہیں کرتے کیا؟ بہت گرمی ہوتی ہے تو الگ کر دیتے ہیں اور کچھ جیسے کھلے یعنی ننگے بیٹھتے ہیں تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر سردی ہوتی ہے تو پھر اپنے پاس لیتے ہیں یا نہیں۔ کیا کپڑا اور ہم ایک ہو جاتے ہو۔ اسکو الگ کر سکتے ہیں اور جب چاہے لے سکتے ہیں۔ بیوی بچوں کا کیسا کرنا۔ کپڑے کے موافق ضرورت پڑے لینا اور پھر وقت پر چھوڑ دینا۔ بیوی بچوں کو جب کام رہتا ہے اُس وقت نزدیک رکھتے ہیں اور کبھی باہر چلے گئے اور اُن کا کام نہیں رہا تو کیا ساتھ رہتے ہیں۔ اپنا اپنا جتنا ہے سب علیحدہ ہو سکتا ہے۔

نیند میں اپنے سے اپنا شریر الگ ہوتا ہے	ہاتھ پاؤں جسم سب الگ ہو سکتے ہیں جسم بھی الگ ہو سکتا ہے۔ ہوتا بھی ہے روز ہوتا ہے۔ نیند میں اپنا شریر (جسم)

کہاں رکھتے ہیں۔ اچھا بچھونا ڈال کر اُسپر اپنا شریر (جسم) رکھدیتے ہیں اور خود کدھر بھی
بھٹکیاں مارتے (آوارہ گردی) کو جاتے ہیں جیسا کپڑا رکھنے کے واسطے کھونٹی رہتی ہے
اور برتن رکھنے کی جگہ برتن رکھا جاتا ہے اور جو چیز جہاں رکھی جاتی ہے اُسکی جگہ رہتی ہے
اور خود اُس سے الگ رہتے ہیں۔ اسیطرح شریر (جسم) کی جگہ اُس کو رکھدیتے ہیں۔ جیسا
دن بھر اُس کے ساتھ کام کر لیتے اور رات کے وقت بستر (بچھونا) کر کے اُسپر رکھدیتے اور
چلے جاتے ہیں اور آپ الگ ہو جاتے ہیں۔ کہاں جاتے ہیں تو دوست سے ملنے کیواسطے
گئے وہ ملا نہیں۔ ایسا سوپن (خواب) پڑتا ہے۔ سوپن (خواب) جو پڑتا ہے تو وہ سوپن
دیکھنے کے واسطے کہیں ہی چلے گئے شریر (جسم) بھی ساتھ نہیں ہے۔ سارانش (مطلب)
کیا ہے۔ جو جو کچھ اپنا اپنا سمجھا جاتا ہے وہ اگدی (بالکل) نزدیک کے نزدیک کا ہو کے بھی
وقت وقت پر الگ ہو سکتا ہے اور وقت وقت پر نزدیک ہی لایا جا سکتا ہے وہ ندرا سمے
(حالت خواب) کے اودہارن (نظیر) سے معلوم ہوتا ہے۔ تم اپنے بیوی بچوں کی ویوستھا
(انتظام) کرو تو کیا کوئی منع کرتا ہے؟ بچوں کا کام ہو تو بچوں کا کام کرو۔ بیوی کا کام ہو تو
بیوی کا کام کرو۔ ماں باپ کا کام ہو تو اُن کا کام کرو اور اُن سے کام ہو گیا تو چھوڑ دو۔ اپنا
جیو شریر (جسم) جو کچھ ہے ضرورت پڑے تو اُس سے کام لو نہیں تو الگ ہے ایسا کر لو
ایسا الگ ہو سکتا ہے۔ پھر سب سے الگ ایسا کوئی رہتا ہے۔ سادہو سنت۔ مہاتما
اولیاء۔ اُن کا من جیو شریر علیحدہ آپ ہی آپ رہتا ہے تو اُن کا اُن کے پاس ہی ہے
جیسے تم لوگ بھی ان کے پاس آجاتے ہو تو ضرورت پڑے تو تم لوگوں سے بھی وہ کام کر لیتے
ہیں اور ضرورت ہو گئی تو تم ہی اُن سے علیحدہ ہو جاتے ہو۔ بھوک لگے تو بھات بھاکری
(روٹی) کھاتے ہیں۔ مہاتما تو سب چھوڑ دیتا ہے۔ کھانا کیسے کھاتا ہے۔ ایسا جو کوئی کہے
تو یہ سمجھ لو کہ جیسا تمہارے بال بچے رہتے ہیں اسکو پکا کر تم کھلاتے ہو لیکن تم کو اُن سے
الگ رہکر کھلانا پڑتا ہے ویسا ہی سمجھو کہ وہ الگ اور ہر وقت سب سے الگ رہ کر شریر

(جیو) کو کہلاتا ہے۔ جیسے تمہارے بال بچے ویسے اُس کا شریر (جسم) جب تک وہ ہے اُس
وقت تک وہ الگ رہ کر کہلاتا ہے۔ ایسی کوئی چیز شریر (جسم) جیو (من) وغیرہ بھی۔ دنیا کی
کسی چیز کو اس کا کام ہو تو لے لینا اور نہ ہو تو ہر وقت اُن کو چھوڑ دینا — سب سمجھتے ہیں
لیکن عمل نہیں کرتے۔ یہ سب سمجھتے ہیں کہ کسطرح سے الگ کریں۔ اور رک کا رس نکالتے
وقت اُس کو کوٹ کر رس اور اُس کا پوست جو ہے اُس کو الگ کر دیتے ہیں۔ بھوسا الگ
ہو جاتا ہے اور رس الگ ہو جاتا ہے اس موافق کرنا کیا شریر (جسم) کو اسطرح کوٹنا۔ ایسا نہیں
جب گرو مرشد (کبھی) بتاتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے ملک میں کوئی گرو (مرشد)
ہوگا وہ دنڈی مہاپرش (مراد بہ دنڈی سوامی جی مہاراج) وہ بھی بہت اچھے ہیں۔ اُن کو کر لینا
وہ کسطرح رستہ بتائینگے دیکھ لینا۔ اگر گرو (مرشد) نہیں کیا تو بھی سب سے اچھی بات ہے
خالی ایشور کا نام اور جپ اور دھیان کرے تو بھی سب کچھ ہو سکتا ہے اگر کوئی کہے گرو بنا
(بغیر) ایشور کا دھیان نہیں جمتا۔ نہیں جمتا تو اس کے واسطے تم کو فکر کا ہیکو ہونا۔ تم کو فکر
اتنی ہے کہ ایشور کا نام سمرن جپ جاپ جو کرتا ہے کرتے جاؤ۔ تمہارا فرض جو ہے وہ
تم کرتے رہو۔ دھیان جمانے کے واسطے جسکا کام ہوگا وہ کریگا۔ اس کے کام کے واسطے

ایشور کا نام لیتے رہے تو گرو خود اپنے گھر آئینگے

تم کیوں فکر کرتے ہو۔ اپنا فرض پورا ہو گیا تو دھیان دھارنا جمانے
کے واسطے تمہارے لئے جس کو فکر ہوگی وہی گرو کے روپ
(بصورت مرشد) سے آپ ہی چلا آ دیگا۔ خود ہو کر گرو بنکر۔

خود اپنے کو چیلا بنا دے۔ گرو ہو گیا تو ششش (مرید) ہو جاتا ہے۔ زبردستی سے ششش (مرید)
ہو گئے اور آپ گرو (مرشد) کر لئے تو گرو بیفکر ہو جاتا ہے جس نے گرو کیا ہے یا وہ جو گرو ہے
وہ اپنا گرو پن رکھنے کے واسطے بیفکر ہو جاتا ہے اور سب فکر اپنے کو آ جاتی ہے۔ کیسے؟
خود نے تو گرو کر لیا اور چیلے ہو گئے۔ چیلے کی جیسی (بہ ایں طریق) ہے وہ فکر سے اپنے کو پالنا
(اور کہ رہا) ہو رہی) اور گرو کا گرو پن قائم رکھنے کے واسطے ہی فکر اپنے کو ہی رہیگی۔ گرو کو کیوں فکر

رہتی ہے۔ گرو بولتا ہے میں بلایا تھا کیا تم گرو کر لیئے۔ تم نے کاروبار کیا۔ تو تم جوابدار ہو جاؤ۔
ہم کیوں۔ ہمارا گروپن قائم رکھو اور تمہارا شسش پن بھی۔ تم کس لیے گرو کر لیئے پھر شسش کو
ضرور ہے کہ گرو کا گروپن بھی نہ جائے اور اپنا شسش پن بھی محفوظ رہے۔ ایسی کارروائی
کرے گرو کس واسطے اس کی ذمہ داری لیگا وہ تو الگ رہیگا۔ بہت برس ہونے پر چیلا
پھر کہیگا اے گرو جی مہاراج اتنے برس آپ پاس رہکر کچھ ودیا (علم) کچھ گیان (معرفت)
ہمکو آیا نہیں تو گرو کہیگا ہم میں کیا کروں۔ میں چیلا بنایا نہیں۔ تو شسش (مرید) کہتا ہے ارے
تم نے ہم کو چیلا بنایا نہیں لیکن ہم نے تم کو گرو بنایا ہے تو گرو کہتا ہے کیا تمہارا گروپن ہم
اپنے اوپر لیئے۔ زبردستی سے تم نے گرو بنایا۔ تمہاری بنانے کی کارروائی پوری ہو جائے
اور اس سے ہم گرو بن جائینگے تو تمہاری اچھا پورن (خواہش مکمل) کرنا پڑیگا مگر تم کو گرو بنانے
کی ترکیب یاد نہیں۔ عورتیں روٹی پکاتی ہیں کیا اس طریق سے گرو کرنا ہے؟ روٹی بنانیکے
وقت آٹا لیتے پانی ڈالتے اور گوندتے ہیں بیلن سے بیلتے اور توے پر سینکتے ہیں کیا
اسطرح سے گرو کرنا ہوتا ہے — کیونکہ جسکو روٹی بنانے کی ترکیب برابر آتی
ہوگی اس کو ہی گرو کرنے کی ترکیب معلوم ہوگی۔ کیا تم لوگوں کو روٹی بنانے کی ترکیب
معلوم ہے یا خالی کھانے کی ترکیب معلوم ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ تم لوگوں کو روٹی کھانیکی
ترکیب بھی معلوم نہیں ہوگی تو بنانے کی ترکیب معلوم ہو سکتی ہے۔ وہ بنانے کی ترکیب

گرو کرنے کی ترکیب معلوم ہونا چاہیئے

عورتوں کی عورتوں کو معلوم۔ کیا تم لوگ عورتیں ہو کیا عورتوں
کے موافق ہیں۔ ایکبار روٹی بنانے کو تیار رہو۔ تیار نہیں ہو تو پھر
گرو کرنے کی تمہاری کیسے تیاری ہوگی۔ ہم بات اسی طرح کی ہے

گرو کرنا تو صحیح مگر جس کو برابر ترکیب آتی ہے وہ برابر کرتا ہے۔ زمین میں ابھار و گہرائی
پتھر سب ہوتے ہیں انہیں کی مٹی لیکے جسکو اچھی طرح چھپایا بنانا آتا ہو وہ اچھا پتلا بنائیگا اور اس پتلے سے آپ بھی
آنند لیگا۔ وہ سیکڑوں دیکھنے والے بھی آنند لینگے وہ سب بنانے والے کی خوبی ہے اسی طریقہ پر گرو

کرنے کی ترکیب معلوم ہو جائے اور تم بھی گرو کو کرو تو تم کو بھی بہت آنند آ جائیگا اور سیکڑوں لوگ
بھی اس گرو سے آنند لینگے۔ گرو کیا کوئی چیز ہے۔ جو پورن ست پرش ہے کیا اسکو گرو کہنا
جیسا کہ سب زمین ہے کیا اسکو کوئی تپلا کہیگا؟ زمین تپلا ہے ایسا کوئی نہیں کہیگا اسکو جب
تپلے کا آکار دیا جائے تو وہ تپلا کہا جائیگا۔ اسی طریق سے جو پورن (کامل) بنے ہونگے سنت
مہاتما وہ کچھ ست گرو (مرشد) نہیں رہتے جس کو ضرورت ہو وہ سنت مہاتما کو ست گرو
بنا لیتے ہیں۔ جیسا زمین کی مٹی سے مٹی کا تپلا بنا کر خود اسکا فائدہ لیتے ہیں اور سیکڑوں لوگوں
کو بھی فائدہ دیتے ہیں۔ کیا سنت مہاتما کہتے ہیں کہ ہم کو گرو بناؤ اور آنند لو۔ وہ تو ایک وستو
(چیز) زمین کے مانند پڑی ہے۔ جیسا چاہو ویسا گرو بناؤ۔ بنانے والے اور فائدہ اٹھانے
والے کی ترکیب (خوبی) ہے۔ گرو کو کیا فکر ہے۔ اچھا تپلا نہیں بنا ٹوٹ گیا تو اس کا فائدہ بھی
نہیں ہوا۔ تو کیا زمین کو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے تم کو تپلا بنایا لیکن ہم کو فائدہ نہیں ہوا۔ یہ
بات ہی ایسی ہی ہے۔ ست پرش کو گرو کہنا بڑا مشکل ہے اور ست پرش کو گرو کرنا یہ
بھی کٹھن (دشوار) ہے۔ جب اپنے سے گرو بنایا گیا اور اس سے فائدہ نہیں ہوا تو کیا
ست پرش کو یہ کہیں کہ مہاراج ہم اتنے دن تک تمہارے پاس رہے۔ ہمکو کچھ ابھی
تک فائدہ معلوم نہیں ہوا۔ وہ کہیگا کہ ہم کیا کریں۔ ہم نے کیا تم کو بلایا تھا۔ تم سے اچھا
گرو ہی بنا نہیں اس لئے فائدہ بھی نہیں ہوا۔ تم سے یہ کام بنیگا تو فائدہ ہوگا۔ کیا تم اب
سمجھے۔ گرو کوئی ایسی چیز نہیں جو پہلے سے بنی ہوئی ہو۔ ارتھات (حاصل کلام) وہ بنی
ہوئی چیز نہیں۔ اور اپنے کو بنانے کی ترکیب بھی یاد نہیں۔ تو پھر گرو کسطرح سے کرنا۔؟
کوئی کسیکو کہتا ہے کہ کیا تم نے گرو کیا۔؟ کبھی نہیں کیا ہو تو جنم میں آئے ہو ایک دفعہ
گرو کر لو۔ جیسے کوئی پوچھتے ہیں کہ کیا تم نے گرو کیا۔؟ میں کہتا ہوں نہیں۔ گرو کاہے کے
واسطے کرنا یہ معلوم نہیں۔ اور کچھ فائدہ ہوگا بھی تو ہم کو اس کی ضرورت نہیں۔ اس
جھگڑے میں کیوں جانا۔ اپنا رام بھلا۔ رام کرشن ہری۔ رام کرشن ہری کرتے رہنا

(بابا مہاراج رام کرشن ہری رام کرشن ہری کہا فرماتے رہے تو سب لوگ بھی اُن کے ساتھ رام کرشن
ہری کہنے لگے۔ اسپر بابا نے فرمایا۔ ارے) کیا یہ کیرتن (غلط) ہے۔ کیا میں کیرتن کر
(کتھا دہاری) ہوں۔ تالی مہاراج زور سے تالی مہاراج۔ کیرتن کرنے والے ایسا کہتے ہیں
کیا میں کیرتن کے موافق کر رہا ہوں۔ جو لوگ رام سادھو ہو گئے ہیں ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ
ہر وقت وٹھل وٹھل نام گھوش (ورد) کرتے رہو تو اس میں حرکت (مضائقہ) نہیں۔ تم لوگ
رام کرشن ہری کہا کرو تو اچھی بات ہے۔ اسطرح جو تم ہر وقت رام کرشن ہری وٹھل

پریم سے رام نام لیتے رہو تو گرو کرنیکی کوئی ضرورت نہیں

وٹھل پریم (محبت) سے بولتے رہو تو تم کو گرو کرنے کی کیا ضرورت
ہے۔ وہی وٹھل یا رام کرشن ہی گرو کے روپ (صورت) سے
آپ ہی آپ تمہارے پاس آجائیگا۔ رام کرشن ہری وٹھل
کا نام پریم سے گھوش (ورد) ہو جائے تو وہی گرو دینا کی ترکیب
ہے ایسا سمجھو۔ جو بن سکے وہ کرنا۔ چھوٹے منہ سے بڑا نوالہ کھانا کٹھن (مشکل) ہے۔ گرو
کرنا بڑا کام ہے۔ روٹی بنانا یاد نہیں تو گرو کیسے کرنا۔ کھانا بنانیکی کریا (فعل) یا کمانے کی کریا
(فعل) اور گھر دوار صاف کرنے کی بھی کریا (فعل) یاد نہیں تو گرو کسطرح سے کر سکے۔ اچھا
رہا گھبراؤ مت۔ پیٹ کا دھندا کرتے ہوئے بچوں کا جیسا بن سکے پالن کرتے رہو۔ اپنا
بچہ۔ اپنی کوئی عورت۔ اپنے ماں باپ اُن کو کھانے کو نہیں ہو تو لاؤ۔ دودھ نہیں تو
دودھ دیتے جانا ضرورت کے لائق کرنا۔ سنساری بیوہار (دنیوی کاروبار) کیا جو کچھ کر رہا
ہے وہ ضرورت کے موافق کرتے رہو اور بیٹھے ہوئے سب وقت میں پریم سے کبھی پریم
نہ ہو بھی تو رام کرشن ہری کہتے رہو۔ اسکا کچھ وقت میں بھی فائدہ معلوم ہوگا
وہ بیکار نہیں جائیگا اور بیوہار میں کہنے کے موافق جتنی ضرورت ہو اتنا جو کچھ کرنا ہے وہ
کرو اور سادھارن پرمان (معمولی طریق) سے کرنا۔ پرمان (حد) سے باہر فالتو بیوہار دنیوی
سنسار (دنیا) کرنا لیکن بیوہار روتری کے موافق | غیر ضروری کاروبار) ہو گیا تو اسکی ذمہ داری

اُس کے اوپر ہو جاتی ہے ۔ ساادھنا کیا ہے ۔ ہر وقت پرمیشر کے نام سمرن (یاد الٰہی) میں وقت گزارنا ۔ سنسار پرپنچ بھی کرنا ۔ بھاڑو نری (کرایہ) کے موافق ۔ بھاڑو تری کسکو کہتے ہیں ۔ بھاڑے کی گاڑی کرتے اور اس سے کسیطرح بھی زبردستی سے کام کر لیتے ہیں اس پرمانے (موافق) سنسار پرپنچ کر کے اور پریم سے ہری نام لیتے رہو اسکا بھی نام (انجام) کیا ہوتا ہے ۔ اپنے کو گرو (مرشد) کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ اس کو ہی اپنا چیلا کرنیکی ضرورت پڑیگی ۔ ایک دفعہ جو گرو زبردستی سے چیلا کر لیا تو کیا اس کی اپنے پر جوابداری رہتی ہے گرو کہیگا کہ ہم نے تم کو چیلا کر لیا چیلے کے موافق رہو ۔ چیلا (مرید) بولتا ہے کیا ہم تمہارے پاس چیلہ ہونے کو آئے تھے ؟ تم کیوں چیلا کر لیے ۔ ہم جیسا چاہیں ویسا چلینگے ۔ رکھنا ہے تو رکھو نہیں تو نہ سہی ۔ اب گرو ہی کو فکر ہوئی اس کا چیلا پن قائم رکھنے کی فکر ہو گئی ۔ ایسا زور چیلا گرو پر چلاتا ہے ۔ وہ بس اپنے میں مگن (مست) رہتا ہے یعنی بہت بے پرواہ رہتا ہے ۔ اور جس نے چیلے کو کیا ہے وہ گرو ہی ہے اُسکو ہی ست گرو کہو یا مہاتما کہو ست پرش یا ساکشات پرب برہم (خاص ذات خدا) یا سرو شکتی مان (قادر مطلق) ہی ہے کہ وہ کیا نہیں کر سکتا ۔ چیلا کتنا ہی بے پرواہ ہے اسکو یعنی ششیہ کو شش پن برابر لادیتا ہے لیکن گرو کو بھی چیلا کرنے کی ضرورت ہو تو وہ کرتا ہے ۔ وہ بھی گرو پہلے ڈھونڈرا ہی تھا جنہوں نے رام رام وٹھل وٹھل کرتے کرتے اپنے سب جنم ختم کیئے ہیں ۔ رام وٹھل کو اسکو کرتار تھہ کرنے کے لیئے آنا پڑتا ہے اور وہ کرتار تھہ کرنے کی کام گیری (انصرام کار) اسپر آگئی یا ہونے نے لی وہ گرو کہلانے سے جانتے ہیں وہ کام گیری (انصرام کار) یہی اسپر کیسے آگئی ؟ جنہوں نے رام رام وٹھل وٹھل کرتے کرتے جنم گزارا اسی سے انپر زبردستی سے وہ کام گیری (ذمہ داری انصرام کار) آگئی ۔ اس سے سمجھو کہ وہ کام گیری سکے واسطے جو گرو بنینگے وہی گرو بن کے اسکو کرتار تھہ کرنے کے لیئے گرو کی کام گیری لی گرو بن گئے ۔ اب اسی گرو کو اسی رام رام کرنے والے ششیہ کو کرتار تھہ (انجام بخیر) کرنے کی ضرورت ہو گئی ۔ اسی واسطے گرو

کرنے کی کارروائی کرنا ہو تو ایسی کرو کہ اپنے کو ہی وہ خود آ کے چیلا کر لے۔ اسکی کارروائی یہی سمجھو کہ ہر وقت خود رام رام وٹھل وٹھل کرتے رہو۔ اسطرح دنیا میں چیلا ایک ہی رہتا ہے اور اُس کے واسطے بنا ہوا گرو بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ بات بڑی ہے کہاں تک کہی جائے گرو یا تو (دوستو) تم چتر لوگ (سمجھدار) ہو تھوڑے سے میں سمجھ لیو۔ ہم تو بھیا (بھائی) کسکو گرو بھی نہیں کیئے اور کسی نے ہم کو چیلا بھی نہیں کیا اور آگے بھی بات ایسی ہی ہے کہ ہم کسی کے گرو بھی نہیں ہوتے اور کسی کے چیلے بھی نہیں ہوتے۔ ایسا کسی کا سوال ہوگا کہ بابا آپ گرو بنا کیسے پرمیشور روپ بنیگے۔ مگر ہم تو یہی کہینگے نہیں مانتے تو مت مانو۔ ایسی تو ہماری حالت ہے جنھوں نے گرو کر لیا اور جنھوں نے چیلا کر لیا اس میں کیا سچی بہا تگڑ (جھگڑا) ہے وہ جس کی اسکو معلوم۔ ہمارا منشا (خلاصہ مطلب) سمجھ لیو۔ زہریلی چیز رکھنے والیکو دیکھو کہ

کہت کبیر سنو بھائی سادھو ہوسا وہ ہمدردی رہا	نہیں ہوگا۔ بڑی حفاظت سے رکھکر اس سے ہی دیوار کرکے چلیں چلتے ہیں ویسا ہی اپنا جنم اور جنم بھر میں اپنا سنسار بیوی بچے گھر وار دھن دولت ۔ شریر جیو من ایسا سب

کچھ اس میں آگیا ایسا جو کچھ اپنا ہو سکتا ہے وہ اپنا سمجھا زہر ہے۔ وہ جو ہو سکے کی چیز ہے اپنا جو ہے اپنے کو دھوکہ میں ڈالنے والی چیز ہے وہ اپنے کرم سے یعنی پراربدھ یا ایشور کے سنکیت (قدرت) سے کہو تو اچھی بات ہے۔ میں اوپر جسطرح کہا ہوں اس موافق ہو سکتا ہے۔ ایشور کے سنکیت سے جو کچھ اپنا ہے وہ اپنی طرف چلا آ گیا ایسا ہو تو اچھی بات ہے۔ چیلا ہونے کو اور گرو کرنے کو تیار نہیں اور کرتے ہی نہیں۔ یہ تو (لیکن) گرو نے زبردستی سے چیلا کر لیا تو اپنے کو کیا فکر۔ اس پر اسنے داسی (موافق) ایشور کے سنکیت سے جو جنم آیا جنھوں نے شریر جیو من اپنا کر دیا ہوگا اُس کو اس کی فکر پہلے ایشور کے سنکیت (منشا و قدرت) سے آ گیا اپنا اپنا ہوا ایسا مانتے ہو گئے تو کیا تم کا ہے کے واسطے اسکی فکر کرتے ہو۔ ایشور کے سنکیت سے جیسا آ گیا ہے تو اسکی فکر بھی وہی کرے گا۔ جنم (پیدائش)

سنسار پر پنچ (دنیوی کاروبار) اپنا اپنا وہ تو ایشور کے سنکیت (منشا، قدرت) سے آیا ہے ایسا کبھی تم نے مان کر اور پھر اپنا اپنا سنسار سمجھکر اس کی فکر جو کرو گے تو پھر یہ تمہاری غلطی ہے اور جو کبھی ایشور کے سنکیت سے آگیا۔ یہ بات اور اپنا جنم اور سنسار وغیرہ جو وہ اپنے اپنے کرم سے ہی آگیا۔ ایسا جو مانو تو آئندہ اس اپنے پن کو کسطرح سے خود کو سنبھالنا ضروری ہے وہ جیسا میں نے ابھی دوکانداری کا اُدھارن (مثال) دیا یہ بھی ویسا ہی ہے جو کھم کی چیز سنبھالتے اور اپنا اپنا جیتا ہے اُسکو زہریلی چیز بڑے دھوکے کی چیز سمجھکے اُسی سے ویوہار کرتے رہو تو ہو گئی بات۔ پھر سب کچھ رہکر بھی تم کو دھوکہ نہیں ہوگا غفلت سے زہر یا بارود کی دوکان یا زاکھل (گیاس) کے ڈبہ کی دوکان یا پٹرول یا آگ پیٹی (دیاسلائی) کے بیچنے والے رہیں تو جیسا کٹھن پرسنگ (نازک وقت) اُنپر آتا ہے تو اسی موافق اپنا جو ہے جو کچھ اپنا مانا گیا ہے آپ خود غفلت سے رہے تو اس سے دھوکے کا پرسنگ اپنے پر ہی آجائیگا۔ جیسے لڑکیاں ایک گانا گاتی ہیں۔

"کہت کبیرا سُن بھئی سادھو سا ودھ ہو کے رہنا"

ایسا کبیر کا گیت ہے کہ ساودھ (خبردار) ہو کے رہنا نہیں تو دھوکے میں آجاؤ گے۔ مجھے آج کہنا نہیں تھا۔ چلو اب وقت بہت ہو گیا۔

اوم شبھم

یکم اپریل ۱۹۲۶ء م ۲۸ اردی بہشت ۱۳۳۵ف م ۱۷ ماہ رمضان ۱۳۴۴ھ م متھہ پنچ ادہک ماس چیت شاک ۱۸۴۸ روز پنجشنبہ مقام محمود باغ بیگم پیٹھ بوقت شب

رائی آڑ پربت ایسی ایشور کی حالت ہے۔

راجہ نرسنگ راج بہادر نے عرض کیا یہ رائے روپ لال صاحب سررشتہ دار ہیں۔ تو سری بابا مہاراج نے فرمایا ہاں بہت اچھا ہے۔ تھوڑے سے ہی ایسا ہوتا ہے۔ تھوڑے کا لکشن (وصف) ہی ایسا ہے۔ جو بات تھوڑی ہوتی ہے اُسکی بہت گھٹا ٹوپ (بڑھاؤ) کرتے ہیں۔ جو بات تھوڑے میں ہونے کے موافق ہو اُسکو بڑا سروپ دیکر اُس کا کارخانہ بھی بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے تھوڑی سی بیماری آگئی۔ شریر (جسم) تھوڑی ویادہی (مرض) ہوگئی تو گھر ہی میں اجوان۔ سونٹھ لیکر اچھے ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ علاج نہیں کرتے اور اس چھوٹے کو بڑا سروپ دیکر دہوم دھام کرتے ہیں جیسے ڈاکٹر کو لاؤ۔ فیس دو یا شستی لاؤ۔ دوا لاؤ وغیرہ وغیرہ۔ ایک بڑا کارخانہ ہو جاتا ہے۔ صرف تھوڑے کے لیئے۔ اس کو بڑا سروپ دیکر اُس کا ویوہار (کام) بھی بڑا کرتے ہیں۔ یہ ایک مثال ہوئی۔ ایسی بہت سی باتیں ہیں۔ اسیطرح تم ایشور کی حالت سمجھو۔ "وہ تو رائی آڑ پربت" کے موافق ہے۔ یہ کہاوت تو تم نے سُنی ہوگی۔ وہ تھوڑی سی بات ہے۔ بالکل ذرا سی بات ہے۔ دنیا نے اس کو بڑا سروپ دیدیا ہے۔ ایشور کو کہاں ڈھونڈھنا کہاں ملتا ہے۔ بہت تپشیا (ریاضت) کی بہت انشٹھان (چلے) کئے بہت اپاس (روزہ رکھے) تپاس کیا بڑے شاستری پنڈت ہوئے۔ بڑے بڑے تتیا سوفی اور بڑے بڑے سادہو سنت سوامی جی کو دیکھیے تتیا سوفی ہی کہتے ہیں۔ ناک منھ دبالے اور آفت پہ آفت صرف ایشور کے ملنے کیواسطے

> حاشیہ: رائی آڑ پربت ایشور کی حالت ہی

اُٹھاتے ہیں۔ ارے ایشور کی جو بات ہے کیا وہ آفت دینے والی چیز ہے۔ ایشور تو بہت سُکھ
دینے کی چیز ہے وہ پہلے بھی سُکھ روپ۔ آخر میں بھی سُکھ روپ اور بیچ میں بھی سُکھ روپ۔
سُکھ روپ ہی ہے۔ سُکھ روپ کیواسطے آفت کیوں اُٹھانا۔ ایشور کے واسطے تو بڑے کشٹ
(تکلیف) اُٹھاتے ہیں۔ ایسا جس سے کشٹ ہوتا رہتا ہے وہ ایشور کا سروپ ہے۔ یہ تو کبھی
نہیں دیکھا جاتا۔ اس میں جو گن ہیں وہ تو شروع سے آخر تک سب سُکھ ہیں۔ سُکھ ہی سُکھ
دیکھا جاویگا۔ ایسا سمجھو۔ تو دیکھو ایشور کے واسطے اتنی چھوٹی بات کے لئے بڑا سروپ دیکر
اتنا کارخانہ بڑھا دیتے ہیں۔ اتنا کرنے پر بھی ایشور نہیں ملتا کیسے ملیگا؟ تم دکھ کی بازو
لیتے ہو اور ایشور تو سُکھ روپ ہے۔ کوئی کہتے ہیں میں لوگ ابھیاس (جس میں وہم) کیا۔ کوئی
کہتا ہے میں اُپاس تپاسن برت نیم کیا۔ بہت دن کھوکا رہا۔ بہت دن بھگتی کی وغیرہ وغیرہ
تو اتنا کرنے پر بھی ایشور کا راستہ نہیں ملتا۔ دکھ سنکٹ اُٹھائیں تو کشٹ سے کشٹ ہی
آئیگا۔ یہ تو دکھ (تکلیف) کی اُترستھا ہے۔ ایشور کے بازو میں تو سب سُکھ ہی سُکھ ہے اسکے
واسطے دکھ کیوں اُٹھانا۔ آپ ہی سمجھ لو۔ دنیا میں جتنا دکھ ہے کوئی سچے دکھ والا ایسا نہیں
کہیگا کہ دنیا میں سُکھ ہے اس کے واسطے سب دکھ ہی دکھ بھرا ہے۔ سُکھ ہے ایسا تم لوگ
مانتے ہو کیسا طرح سے کہ جیسا چہ سامنے ستیا کہیا (ستون) ہے اسپر کالے داغ پڑیں تو پھر
کالے داغ اچھے نہیں نظر آتے اس لئے اُسکو سفید رنگ دیتے ہیں۔ پھر کالا اندر رہیگا
تو وہ سفید تو ہے لیکن کالے اور پہلے داغ اُسپر ہوتے ہی ہیں۔ پہلے سفید اُسپر پہلے
داغ۔ پھر وہ اچھے نہیں نظر آتے اسلئے اُسکو سفید کیا جب تک یہ مکان ہے تو میل کے
داغ اور سفیدی وغیرہ یہ ویوہار (کاروبار) چلتا ہی رہیگا۔ اسیطرح دنیا کا سُکھ اور دکھ ہے
دکھ تو ہے ہی۔ سُکھ جو چاہتے ہو تو اُس کے واسطے کھٹ پٹ (کوشش) کر کے سُکھ کا
بھنڈار واہ کیا جاتا ہے جب تک کھٹ پٹ (کوشش) کا آدھار (سہارا) ہے اور وہ جتنی
میران (حد) کا ہوگا اُس کا اثر اُس کے پرمان کے موافق ہوکر اتنا سُکھ ہوگا۔ جب سُکھ

بھوگتے بھوگتے دُکھ آتا ہے اور بہت ہوجاتا ہے تو کھٹ پٹ کرکے تھوڑا بہت سکھ حاصل کرتے ہیں۔ ایسی دنیا میں سُکھ دکھ کی اوستھا ہے۔ دکھ کی حالت کیسی ہے؟ تم جو کاروبار اور کھٹ پٹ وغیرہ کرتے ہو وہ سب دکھ کے واسطے ہی ہوتے رہتے ہیں۔ تم ہی اپنے ہاتھ سے کھٹ پٹ اور کاروبار کرکے دُکھ پیدا کرتے ہو۔ پرنتو (لیکن) وہ کھٹ پٹ کاروبار دکھ کیواسطے کرنے پر بھی تم لوگ سُکھ کے واسطے ہی ایسا سمجھتے ہو۔ سکھ کیواسطے تم لوگ جو کھٹ پٹ (کاروبار) کرتے ہو تو کیا اُس وقت سکھ ملتا ہے۔ اسوقت تو بڑے کشٹ (تکلیف) اور دُکھ (مصیبت) ہوتے ہیں۔ اسپر سے معلوم ہوا کہ کھٹ پٹ اور کاروبار جس میں کشٹ ہے وہ دُکھ سے ہی ہو رہا ہے اور اس سے ہی دُکھ کا ورکش (درخت) بہت بڑھتا ہے ایسا خیال میں آتا ہے۔ سُکھ مان کر کھٹ پٹ اور کاروبار کیئے جاتے ہیں اسواسطے ہی تھوڑا بہت سکھ کا پرواہ آیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ دنیا کی ریت (قاعدہ) سے دنیا میں دُکھ کا بیج تو ہے ہی اُس کو کھٹ پٹ (کاروبار) کسی طرح کی ہو تو وہ دُکھ کے بیج کا ورکش (درخت) ہوکر اسکا بیج نشٹ (ضایع) ہوجائیگا۔ اتنا بھی نہیں تو کوئی کھٹ پٹ کیئے بغیر آپ سے ہی آپ وہی دکھ کے بیج کی جگہ پر بڑا سکھ کا ورکش بنجاتا ہے۔ پرنتو دنیا کی ریت سے وہ دُکھ کے بیج کا جس طرح بڑا ورکش (درخت) بنجائے۔ اسی ریت سے اور اور طرح کی کھٹ پٹ (کاروبار) وغیرہ جو دھڑ پڑ ہو رہی ہے وہ دُکھ کا ورکش (درخت) بڑھانے کے لیئے مصالحہ ہوجاتا ہے تو ہر وقت دنیا میں دھڑ پڑ (جد و جہد) کرتے دُکھ کرتے کشٹ (تکلیف) کرتے ہو تو آیش بھر (عمر بھر) اور اس کے بعد ہر وقت اپنے کو دکھ ہی دکھ ملتا ہے۔ کبھی تھوڑا بہت سنچیت کے موافق سکھ کا پرواہ آئے تو آتا ہے وہ کیا کرتا ہے اپنے سے ہی کھٹ پٹ کاروبار کرکے بنایا ہوا دُکھ کا ساٹھا (ذخیرہ) اپنے پاس موجود ہی ہے۔ اسیطرح ایشور نے سکھ کا بیج دنیا ہی میں رہے تو اس کا ورکش (درخت) بڑھانے کے لیئے کون سا مصالحہ ہے۔۔۔

کوئی طرح کی کھٹ پٹ دھڑپڑ (کوشش) اور کشٹ (تکلیف) کا روبار دل سے ہی نہ ہونا وہی اسکا معاملہ ہو جاتا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب جس کے خیال میں آیا اُس کو آیا ہوگا لیکن جس کے خیال میں نہ آیا ہوگا تو اُس کے کرم (مقدر) میں کیا کروں۔ بیچارے آج بار ضعیف آدمی) آکر بیٹھے ہیں۔ ان کے پلیٹ (مراد از ارادہ وخیال) سے میرا بولنا شروع ہو گیا۔ روز روز کیا بولنا۔ تم لوگ روز سنتے ہو۔ ہم کو ہندی آتی نہیں اور اُردو انگلش بھی نہیں آتی کنڑی بھی نہیں آتی۔ ایک مرہٹی آتی ہے وہ بھی برابر نہیں۔ ایک لفظ بولے تو اُلٹ جاتا ہے۔ ایک لفظ کو چار چار دفعہ کہنا پڑتا ہے اس لیے کچھ کہنا ہی نہیں۔ یہی اچھا رہتا ہے مہر بابا نے وقت دریافت فرمایا حاضرین سے کسی نے عرض کیا کہ ابھی گیارہ بجنے میں۔ پیچھے۔ مہر مہر بابا نے فرمایا کہ نہیں پیچھے تو اچھا ہے جاؤ اور آرام کرو۔ جلدی تم کو آرام مل جائیگا۔ یہ کہکر مہر بابا مہاراج برخاست فرما گئے۔

ادھم تقسیم

۲۳ اپریل ۱۹۲۶ء م ۲۹ اردی بہشت ۱۳۳۵ ف م ۱۰ رمضان ۱۳۴۴ھ م تھ چوتھا دھاک چیت ماس شکے ۱۸۴۸ روز جمعہ مقام محمود باغ بیگم پیٹھ بوقت آٹھ شب

مہاتما دنیا میں اور دنیا کے باہر بھی رہتے ہیں۔

سیٹھ کرشن چندر صاحب سری بابا مہاراج کے درشن کے لیے آئے تو راجہ نرسنگ راج بہادر نے عرض کیا کہ سیٹھ کرشن چندر جی ہیتا رام باغ کے ہیں۔ اسپر سری مہاراج فرمانے لگے اچھا ہے۔ وہ تو ایشور کے لال ہیں جن کو ایشور سے پریم (محبت) ہوتا ہے وہی آتے ہیں۔ جو ایشور کے ہوتے ہیں اُن کو ہی ایشور اپنی طرف کھینچتا ہے۔ سیٹھ صاحب فرمائے کہ کیوں اتنی دور آئے۔ اتنے میں ایک گجراتی صاحب جو بمبئی سے آئے تھے ان سے سری بابا نے دریافت فرمایا ہم کیا تم پھر بمبئی جاؤ گے۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ کل پونہ اُتر کر پھر بمبئی جاؤں گا۔ سری بابا نے پوچھا ہم کیا ڈاکٹر سیٹھ شنکر جی اچھے ہیں؟ کیا اُن کی حالت اچھی ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا وہ کہتے تھے ہم اب اچھے ہیں۔ سری بابا نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہمارے پاس بہت دن رہ کر گئے تھے۔ گجراتی صاحب نے کہا جب یاد آتی ہے تو کہہ دیا کی جیسے سری بابا فرمائے ایشور کر یا کرتا ہے۔ وہ بہت پریم کا آدمی ہے۔ آپکا نام جپ لگتا ہے کیا یا نہیں؟ تو اُنھوں نے جواب دیا "اُن کا ارادہ سوریتا میں جاکر کام کرنے کا ہے"۔ اُن ہی صاحب نے پھر عرض کیا کہ میرے ایک بھائی نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ جو گھر سے (سچے) مہاتما ہوتے ہیں وہ دنیا اور سب سے الگ رہتے ہیں۔ نظر نہیں آتے۔ لیکن میں نے اسکا کچھ جواب نہیں دیا۔ اس پر سری بابا نے فرمایا

مہاتما دنیا میں اور دنیا کے باہر بھی ہوتے ہیں	اصل جو مہاتما ہوتے ہیں وہ دنیا میں بھی رہتے ہیں اور باہر بھی۔ وہ جہاں چاہیں وہاں رہتے ہیں اور جو دنیا سے دور رہتے ہیں

وہ دنیا سے باہر رہتے ہیں جو کھرا (سچا) ہے کیا اُسکو کچھ پرتی بندھ (روک) ہے وہ تو دنیا ہی میں رہتا ہے اُس سے ڈرتا نہیں۔ دوران گفتگو میں گجراتی صاحب نے کہا کہ میں گجراتی میں آپ کا جیون چرتر (سوانح عمری) پڑھا تھا۔ اس لیئے درشنوں کی اِچھا (خواہش) ہوئی اور آیا۔ سری بابا نے فرمایا اس میں کیا گجراتی میں لکھا گیا ہے؟ اور پھر فرمانے لگے جو سچے رہتے ہیں وہ الگ رہکر بھی دنیا کا بھلا کرنے کے لیئے سب لوگوں کا کشٹ (تکلیف) اُٹھاتے ہیں ان کا کشٹ (تکلیف) سہتے ہیں اور اُن کو سدھارتے اور سدگتی (عاقبت بخیر) دیتے ہیں ما الگ بھی رہتے ہیں اور دنیا سے الگ بھی نظر آتے ہیں۔ وہ ہر دم اپنے میں رہتے ہیں لیکن منش جیو (انسان) کو معلوم نہیں ہوتا کہ کب دنیا میں آتے ہیں اور کب دنیا کے باہر رہتے ہیں اس کا اودھارن (مثال) میں آپ کو دیتا ہوں جو دنیا سے الگ ہے تو مہاراج دنیا سے الگ ہے یا نہیں۔ وہ کسطرح دنیا کو معلوم ہوگا جو دیکھا نہیں جاتا وہ معلوم بھی کیسے ہو۔ مہاتما کو دنیا میں رہنے کی ضرورت نہیں ایسا جو کوئی کہنے والا ہوگا تو اُس کا یہ جواب سمجھو کہ مہاتما کو دنیا سے الگ رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو مہاتما ہو گئے جہاں چاہیں وہاں رہینگے تمہارے ساتھ بات کرینگے۔ جانور کے موافق کتا بلی سب بنینگے۔ دنیا کا بھی سدھار کرینگے اور الگ بھی رہینگے۔ اُن کی دُھن (موج) ہے جو کوئی دنیا سے الگ رہتا ہے اُس کو مہاتما کیسے کہیں۔ وہ تو ڈرتا ہے۔ مہاتما کی اوستھا (حالت) تو سرو ویاپی (محیط) ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑ کر چھپا رہے یا دنیا سے ڈر کر الگ رہے تو پھر اُسکا سرو ویاپی پن یعنی اُس کی اصلی حالت جو ہے وہ نشٹ (ضائع) ہو جاتی ہے۔

اور اودھارن (مثال) یہ ہے۔ ندی جو رہتی ہے وہ ڈونگر (پہاڑ) سے نکلتی ہے۔ سنت مہاتما سچے جو کوئی ہیں وہ بھی ڈونگر (پہاڑ) جنگل میں رہتے ہیں۔ ندی بھی ڈونگر میں رہتی ہے لیکن جو ہر وقت ڈونگر (پہاڑ) میں رہے تو اُس کا اُپیوگ (فائدہ) دُنیا کو کسطرح ہوگا۔ ڈونگر (پہاڑ) سے آتی ہے تو دنیا میں بہی رہے اور ڈونگر (پہاڑ) میں بھی۔ لیکن ڈونگر (پہاڑ) میں نہیں

ایسا تھوڑا ہی ہے وہ دنیا پر اُپکار (احسان) کرتی ہے۔ وہ دنیا سے الگ بھی نہیں اور الگ بھی ہے۔ اسی پرکار (اسی طرح) سنت کی حالت ہے۔

جنگل میں گنگا ندی ہے تو اس کا فائدہ جنگل کو نہیں وہ تو الگ ہے۔ وہ پھر دنیا کو فائدہ پہنچانے کیواسطے دنیا میں آتی ہے جو سنت مہاتما دنیا کا اُدہار (نجات) کریگا اور اُدہار (نجات) کرنے کے لیئے کشٹ (تکلیف) اُٹھائیگا تو کیا وہ اُسوقت دنیا سے الگ رہیگا۔ وہ کہیں ہے بھی کہیں نہیں بھی تو اصلی مہاتما کی حالت گنگا کے موافق ہے دنیا میں رہ کر بھی الگ رہتے ہیں۔ گنگا ندی سب کو پاون (پاک) کرنے کیلئے یعنے اُدہار (نجات) کرنے کے لیے وہ ہر وقت اپنے اپنے اگم (منبع) کے ٹھکانے ڈونگر (پہاڑ) میں رہیگی تو دنیا کا اُدہار کیسے ہوگا وہ دنیا میں بھی ہے اور ڈونگر (پہاڑ) میں بھی الگ گپت ریت (مخفی حالت) سے ہے اس واسطے ہی اُس کو گنگا کہا گیا اور اُس کا مہاتم (بڑائی) بھی بڑا کہا گیا ہے۔

مہاتما دنیا کو چھوڑ کر الگ رہتا ہے ایسی جو کسی کی سمجھ ہے تو اُن کو پہلے ابھیاس (عمل اور شغل) کے واسطے دنیا سے ضرور الگ رہنا پڑتا ہے لیکن جب ابھیاس ہو گیا۔ پھر کہیں بھی رہ سکتا ہے۔ ابھیاس کے لیے ایشور پراپتی (وصال ذات حقیقی) ہونے کے لیئے دنیا کی اڑچن (رکاوٹ) دور کرکے اُس وقت الگ رہنا پڑتا ہے۔

بچے کے ماں باپ بچے کو کوئی ودیا (علم) سکھانے کے لیئے اسکول میں ڈالتے ہیں۔ اُس کو بھی گاؤں کے باہر ہی اسکول یا بورڈنگ یا گورو کل یا کالج میں اپنے ماں باپ اپنے پریوار (خاندان) سنیہی (دوست) سمبھی وغیرہ لوگوں سے الگ ہو کر کئی برسوں کی مدت تک بورڈنگ کالج میں رہ کر ابھیاس میں ہی کال (وقت) نکالنا پڑتا ہے۔ پورا ابھیاس ہو گیا اور بیارسٹری اور ڈاکٹری وغیرہ وغیرہ جس کیلئے

مدرسہ میں بھیجا گیا تھا اُس میں پورا پورا ہو گیا تو دُنیا میں اس کے اپیوگ (فائدہ) کے لیئے نوکری وغیرہ میں لگ گیا تو کیا پھر گاؤں کے باہر وہ بورڈنگ ہی میں رہیگا اسیطرح سنت مہاتما کی حالت ہے۔ دنیا کی ریت (طریق) سے اپنے اور اپنے پریوار کے پیٹ کا گزارا کرتے اور بڑائی ملنے کے لیئے نوکر ہوتے ہیں پرنتو (لیکن) ایسے لوگ دنیا کا ہی بڑاپن لینے والے اور پیٹ کے پیچھے پڑنے والے ہیں۔

ایشور کا سچا سکھ لینے کے واسطے بہت کوشش نہیں کرتے۔ کیوں؟ آدمی ایشور کیطرف سے ہی چلا آیا ہے تو وہ بھی بھول میں پڑتا ہے۔ ایشور کیطرف سے آیا ہے تو پھر ایشور کیطرف جانا نہیں چاہتا۔

جب ایک دفعہ ندی آگئی تو پھر پلٹ کر نہیں جا سکتی۔ ندی کا ادھار ن لے لو دنیا میں سب ایشور کے ہی روپ ہیں کوئی چیز اُسکے بنا (بغیر) نہیں ہے۔ ادھر آگیا تو پلٹ کر کیسے جائیگا۔ لیکن انگریزی سرکار نے تو ندی کو بھی پلٹا کر اُدھر کام میں لایا ہے۔ وہ تو انگریزی سرکار ہی ہے جو ست پرش اور سنت مہاتما ہوتے ہیں وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ایشور خود دنیا کے روپ سے دنیا میں چلا آیا ہے۔ اس کو پیچھے جانا مشکل ہو گیا ہے اور پھر اپنے ٹھکانے پیچھے پلٹ کر جانا تو ضرور ہے اُس کا آپ سے آپ پیچھے پلٹنا مشکل ہے۔ تو انگریزی سرکار کے موافق جو کوئی پلٹا دے تو پلٹ جاتا ہے پرنتو (لیکن) دُنیا میں آیا ہوا ایشور کیوں نہ ہو وہ خود بخود پیچھے پلٹ کر ٹھکانے پر نہیں جا سکتا۔

اتنا فرما کر سری بابا مہاراج نے گجراتی صاحب سے دریافت فرمایا کہ اب تو کوئی سوال نہیں رہا اور اس کے بعد فرمائے کہ اچھا ہے۔ تم بڑے پریم (محبت) کے آدمی ہو۔ ہم کو آنند (خوشی) ہو گیا اور ڈاکٹر جے شنکر اور واہن راؤ پٹیل یہ دونوں کی

طرف سے چلے آئے ہو اور یہ دونوں بہی بہت پریمی ہیں اور ان کے ہی تم ہو تو تم بہی بڑے
پریمی ہو۔ ندی تو پہاڑ سے اتر کر آگے آگے آگئی وہ بچار کرتی ہے مہ میرا ٹھکانا کون سا؟
وہ بہول جاتی ہے۔ کہاں سے آئی یہ بہی اُسکو معلوم نہیں۔ جدہر رستہ لگ جائے ادہر جاتے
جاتے سمندر میں مل جاتی ہے اور سمندر میں ملکر سمندر روپ ہو جاتی ہے۔ پہر سوریہ نارائن
(سورج یا آفتاب) کے ذریعہ اوپر جاتی ہے اور پہر ڈونگر (پہاڑ) میں چلی آتی ہے تب اُسکو
خیال آتا ہے اور کہتی ہے مہ میرا ٹھکانا مجہکو مل گیا۔ اتنا چکر کہا کر پہر ٹھکانے پر چلی آئی۔
ایسے ہی آدمی کی حالت ہے۔ اسیطرح ایشور ہی دنیا میں آکر بہول گیا اور بچار کرنے لگا
مہ میرا ٹھکانہ کون سا ہے۔ میں کہاں سے آیا اور کس لیے آیا اور کہاں جانا ہے؟ اسیطرح
وہ چکر میں پڑ جاتا ہے اور چکر کہاتا ہے۔ آدمی ایشور سماں (موافق) ہے۔ جو لوگ دنیا میں
پیدا ہوتے ہیں وہ ندی سماں (موافق) ہیں اور جہاں سے نکل کر آئے وہ ٹھکانا میرو پربت
جسکو اصل سورت گیری کہتے ہیں جہاں گنگوا بن بیٹھا ہے۔
وہاں سے اترتے اترتے جتنے آدمی آئے وہ سب ندی سماں (موافق) ہیں ایسے ندی کے
سماں ہی کسی کی حالت اُلٹائی جاتی چاہیئے یا نہیں تو پورا چکر کہا کر ندی جسطرح سمندر میں
ملکر پہر ٹہکانے پر آتی ہے اسیطرح آدمی کا پورا چکر ہو کر ٹہکانے پر آنا ضرور ہے لیکن
دنیا میں لوگ کسی سے پلٹائے بہی نہیں جاتے اور اپنے ٹھکانے پر بہی نہیں پہنچتے اور
نہ سمندر میں ملجاتے ہیں لیکن ندی تو سمندر میں ملکر اور اس کے دوار (راہ) سے اوپر جاکر اپنے
ٹہکانے پر چلی جاتی ہے۔ اسیطرح تم کب اپنے ٹہکانے پر جاؤ گے۔ جب تم بہی سمندر میں
ملوگے۔ تمہارا سمندر کون سا ہے جو میں نے پہلے کہا وہ جو دنیا کے باہر اور دنیا میں بہی رہنے والا
ایسا جو اصل سنت تہا تما وہی تمہارا سمندر ہے۔ اس کے ساتھ ملوگے تو اُس کے ہی دوار
سے جو سب سے اوپر اور سب سے نیچے دونوں کا بہی ایک ٹھکانا ہے وہاں جا کر پہنچ سکے۔
سنت مہاتما سمندر کے موافق ہیں۔ سمندر دیکہا ہوا ہے تب بہی تم اُس میں نہیں ملتے۔

کیوں ؟ تم لوگ ندی روپ ہونا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ندی تو استری (عورت) جاتی ہے اور تم لوگ استری جاتی ہونا پسند نہیں کرتے۔ تم لوگوں کو تو بڑا پرش پن (مردپن) کا ابھمان (غرور) ہے۔ تم کہتے ہو کہ کیا ہم کنگن چوڑی پہنتے ہیں۔ ہم عورت کی ذات تھوڑے ہی ہیں۔ ایسا تم ابھمان لیکر بیٹھے ہو۔ اس واسطے ہی سنت مہاتما جو سمندر روپ رہتے ہیں اس میں نہیں مل جاتے۔ مرد کی ذات عورت کی ہی ہے۔ ایسا پورا وچار (غور) کرنے کے آدھار (ذریعہ) سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ پھر تمہارے میں استری سمان (عورتوں کی طرح) ندی اوستھا (حالت) آئے بنا (بغیر) سنت مہاتما روپ سمندر میں نہیں ملو گے اور انہیں ملے بنا (بغیر) اپنے ٹھکانے پر بھی نہیں جا سکو گے۔

اسکا مطلب کیا ہے سنت مہاتما جو ہے وہ سمندر کے موافق ہو گیا ہے۔ اور اپنا جیو سنت مہاتما روپ جو سمندر ہے اس میں ملنا ضرور ہے تو سب آگے کی بات بن جاتی ہے۔ اپنا جیو اس میں کسطرح ملیگا۔ تو آپ خود ندی کے سمان استری کے سمان (مانند) ہوئے بنا (بغیر) نہیں ملنا کیسا ؟ ندی کا پانی نیچے نیچے اُتار میں آئے بنا (بغیر) آگے آگے چلکر سمندر میں نہیں جا سکتا اور نیچے نیچے یعنی اُتار میں ہر وقت رہتا یعنی نمر (عجز) سے رہتا وہ استری ذات کا سبھاؤ (خاصہ) ہے۔ وہی سبھاؤ ندی میں ہے۔ اس واسطے وہ ندی استری جاتی کی اوستھا (حالت) میں آگئی۔ اسیطرح اپنے میں استری سوبھاؤ لیکر یعنی اپنے دل کو اپنے جیو کو ندی کے پانی کے سمان نیچے سے نیچے اُتار اوتار اور نمر سے نمر کر کے سنت مہاتما جو سمندر ہیں اُن کی طرف جو جائینگے تو اُس میں مل جاتے ہیں۔ ایسا ہے مہاراج تم اپنے کو سمندر سمجھتے ہو تو کسطرح ہو گا تم کہو گے لیکن استری جاتی کے بنا (بغیر) کیسے ملیگا؟ بہت کٹھن ہے۔ بہت ابھیاس (پڑھا لکھا) کئے اور سارٹیفکیٹ کمائے (حاصل کئے) لیکن مالک کی مرضی نہیں ہوئی تو کیا کرو گے۔ سارٹیفکیٹ کو کنویں میں ڈالدو گے۔ اب سمجھے یا نہیں۔ اس واسطے

جسطرح گھٹے اُسکو پریم سے گانٹھنا۔ جپ (مالا پھیرنا) تپ (ریاضت) سے نہیں ملتا ایسا لڑکیاں گانے میں کہتی ہیں۔ ”یگیہ یاگیہ جپ تپاسی نہوے دہیان دہارنے ناکڑے۔ نشچے سا نچا ہری تکُ سا جا بہگتی گنا نے موہی لا“

ترجمہ:۔ یگیہ یاگیہ جپ تپ دہیان دہارنا کو نہ بھول کر بھی کرتا رہے تو وہ سمجھ میں نہیں آتا۔ تکارام جی کہتے ہیں کہ جسکا نشچے (عقیدہ) سچا ہو وہ بھگتی (عشق حقیقی) سے موہا جاتا ہے۔

جپ تپ بہت کیا۔ کرتے کرتے سرٹیفکٹ بہی ملگیا تو اسپر بھی پھر مالک کی مرضی۔ آخر میں سری بابا نے گجراتی صاحب سے فرمایا کہ ڈاکٹر جے شنکر وامن راؤ پٹیل کو ہماری یاد دلا دینا۔ ہم کو بڑا آنند (خوشی) سما دہان (تسکین) ہو گیا۔ ہم بھی کچھ دن سے اپنے ٹھکانے (مقام) پر چلے جائینگے۔

اوم شانتی

۷-اپریل ۱۹۲۶ء م ۲۳ شوال ۱۳۴۴ھ م ۳ خورداد ۱۳۳۵ف م
تتھ نومی و د سمی سمت ۱۸۴ روز چہار شنبہ مقام کیشو گری

———(۰)———

الیشور کی کرپا اپنے پر ہوتی ہے - اتنیت سنکٹ کا آنا الیشور کی کرپا سمجھو-

الیشور کی کرپا (فضل) ہونے کے لکشن (علامات) اپنے کو معلوم تو ہوتے ہیں لیکن اپنی سمجھ میں برابر نہیں آتے اور ہم اس کی کرپا کو لوٹا دیتے ہیں - سمجھو کہ تمہاری اچھیا (خواہش) پورن پوری کرنے کے واسطے یہاں کوئی آیا ہے لیکن تم کو معلوم نہیں ہوتا وہ واپس ہو جاتا ہے - اسطرح سے کیا ہوا الیشور کی کرپا کو تم نے لوٹا دیا - تلسی داس کو بھگوان رامچندر کے درشن کی بڑی اچھیا تھی اس نے بہت ڈھونڈھا - یہ بہت لمبی چوڑی کتھا ہے - میں بیچ کی باتیں چھوڑ کر کہتا ہوں سنو - رامچندر جی درشن دینے کو کسی اور روپ (شکل) سے آئے - ہر ایک روپ اُن کا ہی روپ ہے مگر تلسی داس نے اُن کو نہیں پہچانا وہ لوٹ کر چلے گئے - ماروتی (ہنومان جی) نے درشن کرانے کا ذمہ لیا تھا - پھر بھگوان نے چترکوٹ پر طوطے کے روپ سے تلسی داس کو درشن دیا - سارانش (حاصل مطلب) کیا ہے کہ الیشور کی کرپا تو ہوتی ہے مگر خود بھول میں پڑ جاتے ہیں اور نہ سمجھ کر اُس کو لوٹا دیتے ہیں - کبھی کسی کام میں کوئی سنکٹ (تکلیف یا مصیبت) آجائے یا بکٹ دکھن (سخت رکاوٹ) پڑے تو اُس کو سہن (برداشت) کرنا چاہیئے - سنسار پرپنچ (دنیا) میں جو کچھ بھی دکھ (تکلیف) ہوں اُن کو آنند سے بھوگنا - یہی الیشور کی کرپا سنپادن (حاصل) کرنا ہے - تم لوگ کشٹ نہیں سہن کرتے اُس کے نوارن (دفع کرنے) کی یکتی (تدبیر) سوچتے اور کرتے رہتے ہو - یہی الیشور کی کرپا کو پھیر دینا ہے - تم کو کہا ناند ملے اور تم پر بہت دُکھ (مصیبت) آجائے تو اُس دُکھ کو دکھ نہیں سمجھنا اور الیشور کو نہیں بھولنا - بھگوان کے پاس یا تیرتھوں میں جاتے ہوئے نیم کرم کرتے ہوئے راستہ چلتے ہوئے دھوپ یا برسات پڑنے سے جو تکلیف ہوتی ہو

اُسکو بھی ایشور کی کرپا سمجھو۔ اگر تم سواری میں بیٹھے یا کھڑاؤں پہنے یا چھتری لگائے تو ایسا ہوا کہ اُس تکلیف اور دکھ (زحمت) کو تم نے دور کر دیا کشٹ اور دکھ بھی ایشور کی کرپا ہے اسواسطے اُسکا سہن (برداشت) کرنا ایشور کی کرپا حاصل کرنا ہے۔ سری بابا نے راجہ ترنگ راج بہادر بھوانی پرشاد کیطرت دیکھکر کہا کہ کل تمہاری ستیا کا ارتھ ہے ایشور کی بہت کرپا ہوئی جو زور سے برسات ہوگئی اُس کے روکنے کے لیئے تم لوگ شامیانے پردے وغیرہ لگاؤ گے تو سمجھو کہ ایشور کی کرپا کو روک رہے ہو۔ جتنا کشٹ آئے اُس سے خوش ہونا اور آنند میں رہنا اس سے تم پر ایشور کی کرپا ہوگی اور تم کو پرساد ملیگا۔ سنت مہاتما (فقیر کامل) یا جو کوئی فقیر ہوں وہ کبھی گالی دیں یا ماریں تو اچھا سمجھنا۔ وہ (مصیبت) میں کشٹ دیتے ہیں۔ ایسا کشٹ اپنے پر اُٹھانا اور سمجھنا کہ اپنے پر کرپا ہوئی۔ تات پریہ (الغرض) یہ ہے کہ جو کشٹ آئے اُس کو آنند سے سہن کرنا۔ نوارن (رفع) نہیں کرنا اور ایشور کا بھجن سمرن (یادالٰہی) برابر کیے جانا۔ ایسا کرنے سے ایشور کی کرپا ہوتی ہے۔

اوم شانتیہ

۲۱- اپریل ۱۹۲۶ء م ۸ شوال ۱۳۴۴ھ م ۷ اخورداد ۱۳۳۵ف م رام نومی شاک ۱۸۴۸ روز چہار شنبہ بوقت صبح مقام کیشو گری

(۴۵)

عورتوں کا جنم پتی کو بھگوان کرنے کیواسطے ہے۔ بچہ خراب رہا تو کیا ماتا اسپر پریم نہیں کرتی۔ تم اپنے نام کے موافق بنجاؤ۔

آج چند عورتیں سری بابا مہاراج کے درشنوں کو آئیں اُس وقت سری بابا نے اُن کو یہ اپدیش فرمایا۔

عورتوں کا جنم (زندگی) کا ہیکے واسطے ہوتا ہے۔ پتی کو بھگوان بنانے کے لیئے۔ اُن سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے۔

عورتوں کا جنم پتی کو بھگوان کرنے کے واسطے ہے

عورت کا جنم کس لیئے ہے؟ اس کا کچھ تم کو وچار (خیال) ہے۔ خالی پھرا کرنا زیور وغیرہ پہننا اس لیئے ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اپنا پتی (شوہر) جو ہے اُسکو پرمیشور بنا دینا۔ اگر وہ پرمیشور بن جائے تو اپنا سوبھاگیہ (سہاگ) قائم رہجاتا ہے۔ عورتوں کو سہاگ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ سوبھاگیہ کیسے ملتا ہے؟ جب پتی (شوہر) ہر وقت بنا رہے، تو اپنا سوبھاگیہ (سہاگ) رہجاتا ہے۔ ہر وقت رہنے کے لیے اسکی حالت کیسی ہونی چاہیئے۔ ہر وقت رہنے والا دنیا میں کوئی ہے یا نہیں۔ وہ ایشور ہے۔ اپنا پتی ایشور ہوجائے تو اپنا سوبھاگیہ (سہاگ) یا بھاگ (مقدر) ہر وقت قائم رہجاتا ہے۔

سری بابا نے دریافت فرمایا بس پھر تم کو سوبھاگیہ (سہاگ) کی ضرورت ہے یا زرد زیور کی؟ اگر سہاگ کی ضرورت ہے تو اپنے پتی کو امر (زندہ جاوید) کرلو۔ امر وہ جو ہمیشہ زندہ رہے۔ وہ امر کیسے ہوگا؟ اگر تم اس کو امر نہیں کیئے اور کچھ کارروائی نہیں کی تو تم اپنا نقصان کرلوگے اور تمہارا سہاگ چلا جائیگا۔ سوبھاگیہ قائم رہنے کے لیئے اپنا پتی

ہر وقت ایشور کے موافق ہو جانے کی ضرورت ہے اس کے لیے کچھ کارروائی کیجائے تو
وہ امر ہو جائیگا - پھر تمہارا سہاگ کہاں گیا؟ نہ سمجھی ہو تو پھر سمجھ لو - ایسی کارروائی
کرو کہ اپنا پتی زندہ رہ جائے - زندہ جس کو مرن (موت) نہ آئے - یہ عورت کا کام ہے اسواسطے
کیا کرنا؟ اپنے سے تو نہیں ہو سکتا - جو بھگوان روپ (ذات خدا) ہو گیا ہے اُس کو بچہ بنا لینا
بس ہو گیا - اب تم ہم کو بھگوان مانتی ہو تو بچہ کا کام کیا رہتا ہے - ماں باپ کو ایشور روپ بنا کر
اُدّہار کر دے یہی اُس کا کام ہے ایسا نہ ہو تو بچہ کا بھیکھ ہونا - ماں باپ کو پانی دیکر اُن کا اُدّہار
کرنے کے لئے وہ بچہ بھگوان روپ ہو جائے اور پانی دے تو اپنا اُدّہار (نجات) ہو جائیگا -
بچہ جو ادھر اُدھر رنگ ڈھنگ میں رہے اُس کے پانی دینے سے ماں باپ کا کیا اُدّہار ہوگا
اپنا بچہ بھگوان ہو جائے اور وہ اپنے کو پانی دے اور اپنا اُدّہار کرے ایسی اپنے بچے کی حالت
ہونا بڑا مشکل کام ہے اس واسطے جو بھگوان ہو گیا ہے اُس کو ہی بچہ کر لیں - اب تم ہم کو بھگوان
مانتے ہو اور ہم کو ہی بچہ یا بچی سمجھکر اسطرح سے چلن چلو تو وہی بھگوان تمہارا بچہ ہو کر تم کو اور
تمہارے پتی (شوہر) کو اُدّہار کر کر ایشور روپ کر دیگا وہ ایشور روپ کر دے تو تمہارا پتی امر
(زندہ جاوید) ہو جاتا ہے تو پھر تمہارا سوبھاگیہ (سہاگ) کہاں گیا - ؟ جب تمہارا پتی (شوہر)
ہمیشہ کا ہو جاتا ہے تو پھر تم اور تمہارا سوبھاگیہ بھی ہمیشہ قائم رہتا ہے - جب بھگوان
تمہارا بچہ ہو تو تمہارا پتی بھگوان کا کون؟ وہ بھگوان کا پتا (باپ) ہو گیا - یہ سچ ہے یا نہیں؟
تم اُس کی ماں ہو گئیں پھر تمہاری استھتی (حالت) کیا پوچھنا - بھگوان سے بھی بڑی ہو گئی بھگوان
کی تم ماں اور تمہارا پتی باپ تو پھر سب ہو گیا - کیسی گیان کی بات ہے - سمجھیں یا نہیں - تم تو
دل میں بچار کر رہی ہو گی کہ گھر کو کب جائینگے اور کیا کھائینگے - اب جو گھر جاؤ گی تو یہ سب
گیان کی بات بھول کر اپنے اپنے مزے میں کھانی جاؤ گی اور گہنا ساڑی پہنتی جاؤ گی - ہو گیا -
جن عورتوں کو اُپدیش ہو رہا تھا اُن میں سے ایک عورت کی بچی کا پاؤں ٹیڑھا تھا
اُنس نے اُس کے سُدھار نے کے لیے اُسی سلسلہ اپدیش میں ہی سری بابا سے عرض کیا

اسپر سری بابا نے ارشاد فرمایا۔

بُرا جو آتا ہے وہ اپنے کرم سے آتا ہے کسیکا پاؤں ٹیڑھا رہتا ہے کسیکی آنکھ بگڑی رہتی ہے وہ تو سب کرم ہے لیکن وہ سب ہٹ جاتا ہے کسطرح ؟ جب پرمیشور بچہ ہو جائے۔ کبھی تم یہ کہو (ہم) پرمیشور کو بچہ کر تو لینگے لیکن ایشور بچہ کبھی خراب دیکھنے میں آتا ہوگا۔ کبھی ہماری طرح بُڈھا، غلیظ، میلا۔ خراب چلن والا ہوگا تو اُسکو بچہ کیسے سمجھنا۔ تمہاری بچی کا پاؤں خراب ہے

بچہ خراب رہا تو کیا ماتا اُسپر پریم نہیں کرتی

تو کیا تم اسپر پریم (محبت) نہیں کرتیں اور اپنی بچی نہیں کہتیں۔ اسطرح مجھے خراب بچہ سمجھتی ہو تو جیسے بچی کا پاؤں سدھارنے کے لیئے تم بہت کھٹ پٹ کرتی ہو اُسی موافق کھٹ پٹ کر کر ہم کو بھی اچھا کرلو۔ تم تو اُس کے ماں باپ ہی ہو۔ ماں باپ کا دھرم (فرض) ہی ہے کہ بچے کو سدھاریں جیسے کوئی پیٹ سے پیدا کیئے بغیر دت پتر (متبنیٰ) لیتا ہے اس میں جو کچھ بگاڑ ہو اس کے واسطے کیا بنے ہوئے ماں باپ کھٹ پٹ نہیں کرتے۔ ایسا ہی بھگوان کو بچہ سمجھکر کبھی اسکو سدھارنے کی ضرورت ہو تو سدھار لو۔ سری کرشن بھگوان دیوکی ماتا کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور دیوکی ماتا ہونے پر بھی لیشودھا (جسودھا) نے کرشن بھگوان کو اپنا بچہ سمجھکر اپنے پیٹ کے بچے سے بھی زیادہ پریم (محبت) کر کر اُسکو پالتی رہتی اور کبھی سری کرشن بھگوان خراب ریت (طریق) سے چلیں تو یہی لیشودھا ماتا جسطرح سے وہ سُدھر جائیں اور اچھی چلن چلیں اسطرح اُن کو غصہ ہوتیں۔ کبھی مارتیں اور طرح طرح کی سکشا (نصیحت) دیتی تھیں لیشودھا ماتا نے دوسرے کے بچے کو اپنا ہی بچہ بھگوان روپ مان کر اس سے ہی اپنے اور اپنے پتی اور پریوار (خاندان) کا ادھار کرلیا اور سب کو ایشور روپ بنا لیا اُس سے کیا معلوم ہوتا ہے کہ اپنا اُدھار اپنی اولاد سے ہی ہوتا ہے جب وہ اولاد بھگوان روپ ہو۔ اسطرح دنیا میں جو ماں باپ ہوں وہ اپنی اولاد سے اپنا اُدھار ہو جائے اسواسطے وہ اولاد کو ایشور سمان (ایشور کے موافق) ہو جانیکا شکشن (تعلیم و تربیت دیکر) ایشور بنا کر اپنا اُدھار کر لیتے ہیں۔ ایسا نہ ہو تو جہاں اپنے کو بنا ہوا بھگوان نظر آئے اُس سے ہی اپنے اور اپنے

پریوار (خاندان) کا اُدّہار کرلیں۔ ایسا جو کبھی نہ کرو تو ماں باپ کے پیٹ میں جنم لیے کہائے۔ یہ بڑا چھوٹا پن لیئے اور چلے گئے۔ یہ کہنے کے بعد سری بابا نے بچے اور بچیوں کے نام دریافت فرمائے۔

تم اپنے نام کے موافق بن جاؤ	سوال:۔ تمہارا نام کیا ہے؟ جواب:۔ دہرم رانی۔ سوال:۔ تمہارا نام؟ جواب:۔ کنول کشوری۔ ارے بیٹیا یہ تو بڑی پنچایت ہے۔

سوال:۔ تمہارا نام کیا ہے؟ جواب:۔ رام کشوری۔

دیکھو کتنے اچھے اچھے نام ہیں۔ ہمارا نام کتنا خراب ہے اُپاسنی یعنی بھکاری بھیک مانگ کر بھی کہایا نہیں جاتا۔ ہم سے بھیک مانگا بھی نہیں جاتا اور کہایا بھی نہیں جاتا اسلیئے اُپاسنی نام ہے۔

سوال:۔ تمہارا کیا نام ہے؟ جواب:۔ دہرم رانی۔

سوال:۔ تمہارا نام کیا ہے؟ جواب:۔ ارجن پرشاد۔

سوال:۔ تمہارے پتا جی کا کیا نام ہے؟ جواب:۔ انجنی پرشاد۔

سوال:۔ تمہارے چچا کا کیا نام ہے؟ جواب:۔ جدونبس پرشاد۔

دیکھو ہمارا راج ہمارے مُنہ پر بھی یہ نام نہیں آتے ہمارا نام خراب ہے اس واسطے وہ جلدی آجاتا ہے۔ اچھے اچھے بھگوان کے نام تم نے لیئے ہیں وہ مُنہ سے کہے بھی نہیں جاتے۔ اچھا ہے۔ نام کے موافق بن جاؤ۔ ارجن پرشاد تم ارجن کے موافق۔ رام کشوری تم رام کے موافق ہو جاؤ۔ ایسے بڑے بڑے ناموں کیطرح ہم سے بنا نہیں جاتا اسلیے ہمارے نصیب میں اُپاسنی یعنی بھکاری نام آگیا۔ آج رام کا جنم دن (سالگرہ) ہے آج سے پکا نشچے (یقین) کرو جیسا کہ ہم نے کہا ہے اسی حیلے اپنے جنم (زندگی) کا سارتھک (درست) کرلو اور اپنے پتی اپنے ماں باپ کا بھی سارتھک (انجام نیک) کرلو۔ ایسا نہیں کرتے تو یہاں کاہیکے واسطے آتے ہو۔ اچھا اب تم کو دیر ہو رہی ہوگی۔ اب تمہارا کیا کہنا ہے۔ دنیا کی ریت سے آج تک پرمیشور کو

ماں باپ کہتے کہتے بہت جنم گذر گئے۔ تب بھی ایشور اپنے ماں باپ کے روپ میں نظر نہیں آتا۔ اب اسی ایشور کو بچہ سمجھکر چلیں چلو تو پھر کیا تماشہ ہوتا ہے۔ دیکھو۔

اُوم شبہم

یکم مئی ۱۹۲۶ء م ۱۸ شوال ۱۳۴۴ھ م ۲۷ خورداد ۱۳۳۵ف م تتھ چیت بدی چوتھ شاک ۱۸۴۸ روز شنبہ مقام کینو گری آنتو با

ہماری حالت کوّے کے موافق ہے۔

آج آرتی کے پہلے جبکہ سب لوگ آکر بیٹھے تھے سری بابا مہاراج نے فرمایا۔

تم لوگ دیکھکر بنا ہوا جو ہوا سکو لے لیتے ہو۔ تو پھر جو جو آتے پھکٹ (بغیر محنت کا تیار شدہ) پنڈ کے اوپر نظر رکھتے ہو اُن کو کوّا نہیں کہتے تو پھر کیا کہتے ہیں۔ کوے کی حالت ایسی ہی رہتی ہے کو اوقات سے روٹی بھات (خشکہ) پکا کر نہیں کھاتا جہاں آ تیار (بلامحنت کے تیار شدہ) بھات (خشکہ) ہوگا اُسپر اُس کی نظر رہتی ہے۔ دنیا میں سب کچھ آیتا ہوتا (لیکن) پر نتو بچہ آیتا نہیں ہوتا۔ میں جو کہوں کہ تم کو بچہ نہیں ہے میں آیتا ہوں بھگوان روپ بچہ لو تو کہتے ہیں کہ آیتا نہیں ہوتا۔ بچہ کے بغیر جتنی چیزیں ہیں وہ سب آیتی چاہئیں۔ یہ دنیا کی ریت (طریق) ہے۔ یہی ہمارے من (دل) کی بھی حالت ہے۔ جب کبھی اپنے کو پیسہ آیتا (بلامحنت کے مفت) بغیر وکالت کیئے اور دوکان لگائے ملجائے تو مزے میں کھاتے

ہماری حالت کوّے کے موافق ہے

رہیں گے۔ سارانش (حاصل کلام) بھگوان کی حالت بھی آیتی ہے تم ہم کو پرمیشور سمجھکر جھک کر پاؤں پڑتے ہو۔ پر نتو (لیکن) وہ

پاؤں بڑھنا ہماری طرف نہیں آتا۔ ہم بھی آتو یا (محنت کیئے بغیر) ہیں۔ ہم میں پرمیشور ہیں جو تم مانتے ہو وہ آپنا آگیا ہے۔ ہماری حالت کو ٹ سے کے موافق ہے۔ بات اسپر سے نکلی کہ بچہ اور بچیوں سے ہم بات کرتے تھے جیسے بچپن ہوا اور دیکھنے میں بڑا کیوں نہ ہو۔ اُس سے بات چیت کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ وہ بڑا ہی کیوں نہ ہو اُس کا من بچہ کے سماں ہو تو وہ اچھا ہوتا ہے۔ مجھے ابھی بیٹھے بیٹھے ایسا دم آگیا۔ دم میں سانسیں چھوڑنے والے چھوڑتے ہیں اور اُسوقت رام رام بھی بولتے ہیں ویسا ہی میرا بھی دم کا آنا بند ہوا۔ میں نے بچیوں سے کہا کہ تم ہر وقت رام رام کہتی رہو۔ پھر کہا اچھا ہمیا تمہاری تقدیر میں رام رام کہنا نہ ہوگا۔ آپنا رام رام کا پھل (ثمرہ) اپنا ہوگا تو لے لو۔ جب آپنا ٹل جائے تو جو ٹھے کے پاس کا ہیکو جا کھینگے اور روٹی کیا کھینگے (اس موقعہ پر بیرسٹر سری کشن صاحب آئی) سری بابا اُن سے فرمانے لگے کہ بیرسٹر صاحب آج اچھا ہے کل جو تم رہتے تو تمہاری بھی گھابر گنڈی (پریشانی) ہو جاتی۔ آج ڈاکٹر واگرے صاحب آگئے تھے سب دیکھ کر اچھا ہو گیا۔ کیا ہماری حالت اور کیا اُن کی حالت سارکھی ہے (ایک ہی ہے) ہماری طرف بھی کوئی بیمار آتے ہیں تو میں کہتا ہوں اچھا ہو جائیگا تو اُسکو سادھان (تسفی) ہو جاتا ہے کہ بابا نے کہا ہے اب میں اچھا ہو جاؤنگا۔ لیکن ہم کیا دوا دیتے ہیں۔ ویسا ہی ڈاکٹر لوگ بھی کبھی آشرباد (دعا) دیجاتے ہیں۔ ہاتھ لگادیے۔ میٹھی میٹھی باتیں کیں اور کہا کہ "آپ بھگوان ہیں" سب کو دوا دیتے ہیں۔ ہم جو بیمار ہو جائیں تو ہم کو بھی دوا دیتے ہیں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ڈاکٹری ایسا کیئے بغیر نہیں ہوتی۔ اُن کا درشن (ملاقات) ہو گیا۔ ہاتھ لگ گیا اچھا ہو گیا۔

سارانش (حاصل مطلب) میں ایسا بچیوں سے کہہ رہا تھا کہ تمہاری تقدیر بڑا اچھی ہے تمکو رام رام کہے بنا (بغیر) رام رام کا پھل مل رہا ہے۔ وہ کسطرح سے کیسا آتا ہے۔؟ میں بینہ بچی کے پتا (باپ) بھوانی پرشاد آنے پران کے ساتھ بات چلی ہے۔ تمہاری حالت

میں نے کہہ دی ہے بس تم لوگوں کا نصیب ایسا بڑا ہے کہ کچھ کیئے بنا (بغیر) پرمیشور کا پرینام (نیک انجام) تم پر ہو جاتا ہے۔ جیسی ہماری حالت ویسی ہی تمہاری۔ میری کتھا کیسی ہے اب تم لوگ سمجھ لو۔ میں نے تو کبھی رام رام کہا نہیں ایشور کے واسطے کچھ کھٹ پٹ (کوشش) کی نہیں۔ نہ کچھ لوگ ابھیاس (حبس دم) ریاضت) نہ ایشور کا بھجن (یاد الٰہی) ہاتھ میں مالا (سنجری) لیکر کچھ کیا نہیں۔ تب بھی تم ہم کو پرمیشور کہتے ہو ہم کچھ کیئے بنا کیسے بن گئے۔ یہ میرا سوال مجھ پر ہی پیدا ہو گیا۔ ایک پچھلی بات خیال میں آ گئی۔ کون سی؟ ایک اچھا بھلا شخص ہر وقت رام رام کہتا رہتا تھا ایسا رام رام کرتے کرتے کئی جنم گذر گئے لیکن وہ رام رام کو چھوڑا نہیں۔ ایسا کرتے کرتے رام رام کی بڑی پونجی (سرمایہ) اُس کے پاس بھر گئی۔ اتنی بھری بس خاص جو رام کا (اول کا) ٹھکانا وہاں تک اُسکا رام رام کا جوڑ ملگیا۔ اُس کا رام رام کہنا خاص رام سے ملا دیا تو پھر وہ رام ہی رام ہو گیا۔ خاص جو ہے وہاں تک اُسکا رام رام ملگیا تو پھر دونوں میں کچھ فرق رہا ہی نہیں۔ اتنا جب پورا ہو گیا تو پھر ہم جیسا کوئی اُسکو مل گیا۔ اُس نے کہا ارے بھیا تم نے اتنے جنم تک رام رام کرتے کرتے بہت پونجی (سرمایہ) جمع کی اور اول کے رام رام میں تمہارا سب رام رام ملکر اول کا رام رام اور تم ایک جیو ہو گئے۔ پھر بھی ابھی تک تم رام رام چھوڑتے نہیں تو اُس کا کیا کرو گے۔ کیا اسکا آچار ڈالو گے۔ اس رام رام کا تم کو کیا فائدہ ہے؟ نہ لوگوں کو فائدہ نہ تم کو فائدہ۔ تو رام رام کہنے والا جواب دیا۔ خالی رام رام کر کر جتنا کمایا جائے اُتنا کمانا اور سنبھالنا اسی میں ہم کو آنند (مسرت) معلوم ہوتا ہے۔ وہ کچھ نہ ہی ہو تم کو کیا کرنا ہے ہمارا سبھاؤ (عادت) ہی ہے۔ رام رام کماتے جانا فائدہ ہو یا نہ ہو۔ ایسا کسی کسی کا سبھاؤ (عادت) رہتا ہے۔

چنانچہ ایسا ایک آدمی ہماری برادری میں تھا اُس کا سبھاؤ (عادت) کیا تھا کہ اِدھر اُدھر سے جس طرح ملے یہ کما کر لائے لیکن چوری کر کر نہیں بلکہ تمہارا کام کر دے

اور پیسہ دینے پر لے اور دوسرے کا کام کر دے تو اُن سے ہی پیسہ ملے تو لے لے جس کا جو کچھ کام ہو وہ کر دیتا اور جو ملجائے وہ پیسہ کما کر رکھتا اسطرح بہت پیسہ کماتا اور ہنڈے (دیگ) بھر کر زمین میں گاڑتا۔ جب بہت پیسہ ہوگیا تو تم جیسوں کو قرض دیتا وہ بہت کنجوسی (بخالت) سے رہتا تھا۔ ایسے کنجوس کو جکو کہتے ہیں۔ کہیں جکو پہل نہیں سمجھنا اسکا ارتھ (مطلب) کنجوس بخیل ہے۔ اُسکو وشواس (بھروسہ) نہیں تھا اسواسطے روپیہ قرض دے تو سونے کی جو اچھی چیز ہو وہ رہن رکھکر اُس کی قیمت سے آدھے پیسہ دیتا تھا۔ یعنی پانچسو کی چیز ہو تو ڈھائی سو دیتا تھا۔ سرکار دربار میں بھی بڑا چتر (صاحب عقل) مانا گیا تھا۔ اسی سے تو اُسکو پیسہ ملتا تھا۔ اس کی بہت کھیتی باڑی تھی۔ اُس کے کھیت میں چانول بہت اچھے پیدا ہوتے تھے۔ اپنی چترائی (ہوشیاری) سے بیوپار کرکے پیسہ کماتا تھا۔ لیکن جو پیسہ ملتا اُس کو زمین میں رکھتا۔ یہی کارخانہ چالو تھا۔ خود وقت پر چانول وغیرہ اچھا اچھا اناج نہیں کھاتا تھا۔ باجرے کی روٹی اور کلتھی کی کڑھی اور کچھ چٹنی کھاتا تھا۔ کپڑے وغیرہ بھی کچھ اچھے نہیں پہنتا تھا۔ کھادی کی ایک ہلکی سفید سدری (کرتا) پہنا کرتا تھا۔ ایسا کرتے کرتے بڈھا ہوگیا۔ اُس کی ایک عورت تھی اُس کو بھی اچھا نہیں کھلاتا تھا۔ اُس کے کپڑے لگڑہ (ساری) وغیرہ بھی سادھارن (معمولی) اور کوئی آئے اُس کو بھی ندی اگر کوئی کہے کہ آپ وہ روپیہ کا اپیوگ (فائدہ) نہیں کرتے کسی کو دیتے بھی نہیں تو وہ کہتا تھا کہ جو کچھ ہونے والا ہوگا وہ ہو جائیگا۔

اُس کے گھر میں آم کے جھاڑ بہت تھے لیکن آم خود بھی نہیں کھاتا تھا اور نہ کسیکو دیتا تھا۔ گھر میں لائے۔ رکھے اور سڑ جائیں تو پھینک دے۔ کبھی کوئی آم کے موسم میں آگیا تو آدھے کچے اور آدھے پکے دیتا تھا۔ اچھے اچھے خود بھی نہیں کھاتا تھا اور نہ دوسروں کو دیتا تھا۔ سڑنے دیتا تھا اور سڑنے کے بعد پھینک دیتا تھا۔ وہ سال میں دو وقت کچھ کھلانے کا کام کرتا تھا۔ لیکن کنجوسی سے اپنے باپ کا شرادھ (برسی) آیا تو

اُس وقت پانچ برہمن بلاتا اور دو تین لوگوں کو کھانے کی ریت سے کھلاتا اور دو چار آنہ دکشنا (نذر) دیا کرتا تھا۔ وہ بالاجی کا بھگت تھا۔ ہمارے میں بالاجی کا پارنا (کھانا) کرتے ہیں۔ اُسوقت جو کوئی اپنے ہوں اُن کو بلاتے اور کھلاتے ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں اُن کے گھر میں کوئی بال بچہ بھی نہیں تھا ایسوں کو بال بچے بھی نہیں ہوتے۔ کسی نے اُس سے کہا کہ تم پیسہ جمع رکھتے ہو تو تمہارا آگے کیا ہوگا۔ کیوں محنت کر کے کماتے ہو۔ تم کو تو بال نہ بچہ تو اُس نے کہا کہ جتنا کمایا جائے اُتنا کما کر سنبھالنا اسی میں ہم کو آنند معلوم ہوتا ہے اور کمانا کھانا اُس کا اوپیوگ (فائدہ) دوسرے کو ہی ہونے دینا ایسا سبھاؤ (عادت) دنیا کا ہے۔ ہمارے موافق خالی کما کر صرف جمع رکھنا ایسا سبھاؤ (عادت) نہیں رہنا ایسا کچھ فائدہ ہے کیا۔ ہمارا یہی سبھاؤ (عادت) ہے ہم کو اسی میں آنند معلوم ہوتا ہے۔ کمانا اور جمع کرنا۔

سارا ونش (الحاصل) اسی موافق رام رام کہنے والے کی اوستھا (حالت) تھی۔ اُس کو کسی نے کہا تم نے بہت جنم سے جو بہت سی پونجی جمع کی ہے اُس میں سے نہ تم کسی کو دیتے اور نہ خود اُسکا اپیوگ (فائدہ) کرتے ہو پھر خاص اول کا رام وہاں جا کر پہنچ گئے اور اول کا تمہارا رام ایک ہی ہو کر کبھی ختم نہ ہو ایسی رام رام اوستھا (حالت) کی پونجی تمہارے پاس بھر گئی تب بھی تمہارا رام رام کہنا بند نہیں ہوتا تو پھر اس کا تم کیا کرو گے تو وہ کہتا ہے کچھ بھی اوپیوگ (فائدہ) ہو ہمارا تو رام رام جمع کرنے کا خالی سبھاؤ ہی ہے اوپیوگ (فائدہ) کسطرح سے کرنا اور کسطرح سے ہوگا۔ اس پنچایت (جھگڑا) میں ہم نہیں پڑتے۔ کیا ہم تمہارے واسطے کماتے ہیں جو تم کو دیں۔ کوئی کہے کہ چور چرا لے جاویگا اس لئے تم اپنے ہاتھ سے دلاؤ تو وہ کہتا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے نہیں دیا جاویگا۔ ایسا کرتے کرتے رام رام جمع کرنا وہی پورا ہو گیا اور اسکا رام رام اول میں ملا تو پھر وہ رام رام کہنے کا کچھ کام رہا نہیں وہ تو پورا ہو گیا۔ ادھر پھر اُس کا جنم بھی ختم ہو گیا تو سمجھو اس کا جنم رام رام کرنے کیواسطے ہی ہے۔
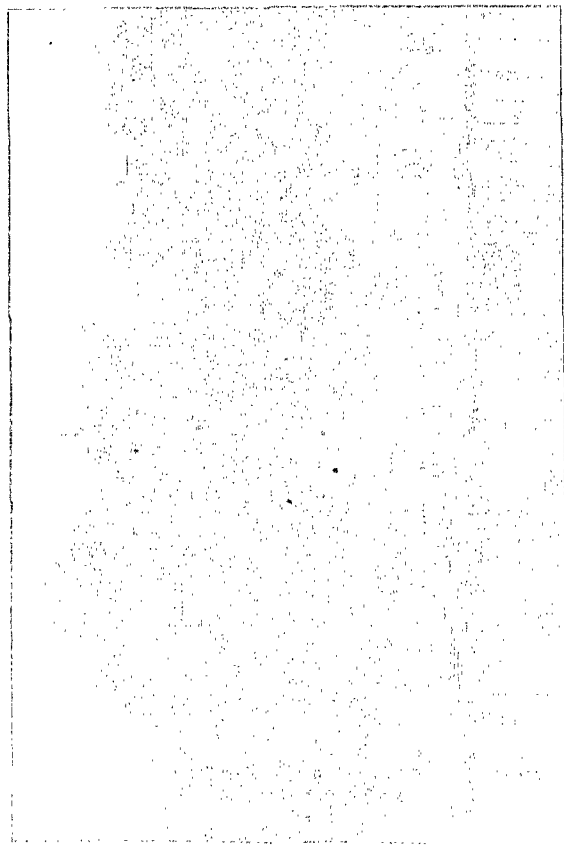
کہاں تک رام رام کرتا جائیگا۔ جب تک اول کے خاص رام میں اُس کا رام رام کہنا مٹ جائے تو پھر کام خلاص (ختم) اور پھر جنم بھی خلاص ہو گیا۔ جنم خلاص ہونے کے وقت سوال کرنے والے نے کہا بھیا یہ کیسی حالت ہے ابھی تمہارا رام رام کہنے کیواسطے جنم بھی بند ہو گیا ہے اب بھی کسی کو دیدو نہیں تو کوئی بھی چُرالے جاویگا۔ ابھی تم کو رام رام جمع کرنے کی آشا (خواہش) ہے لیکن جس کو عادت ہو جاتی ہے اُس کا جنم بھی ختم ہو گیا تو بھی کہنے کی اور جمع کرنے کی عادت رہتی ہی ہے وہ کہتا ہے جانے دو۔ جسکا ہے اُسکی طرف چلا جائیگا۔

یہ سب حالت مجھپر گذری ہے اسواسطے میں کہہ رہا ہوں کیسی گذری سمجھو۔ تو ہم بیمار ہو گئے تھے ایسے کہ مرنے کے موافق بیماری آگئی تھی تو وہ جو رام رام کہنے والا اُسکو رام رام کہنے کی اور جمع کرنے کی پہلی عادت سے آشا (خواہش) تو رہگئی لیکن شریر (جسم) بنا (بغیر) رام رام کہا نہیں جا سکتا۔ کون سے مُنہ سے کہیگا۔ کام تو خلاص ہو گیا لیکن رام رام کی پونجی جمع کرنے کی آشا (خواہش) چھوٹی نہیں ایسی حالت جبکہ میری جان گئی تو اُس وقت میں رام رام کہنے والے کا جیو ہمارے جیو کے ٹھکانے پر چلا آیا۔ اُس کو رام رام کہنے کی عادت تھی۔ مگر کہنے کے واسطے اُس کا پوتر (مقدس) شریر (جسم) اور مُنہ تو رہا نہیں۔ میرے شریر (جسم) میں آکر میرے مُنہ سے جو کہیگا تو میرے منھ کو رام رام کہنے کی عادت نہیں اور نہ میرے مُنہ سے رام رام نکلسکتا۔ اُس وقت ہماری اور اُسکی کیسی حالت ہوئی وہ دیکھو تو اُس وقت میرے شریر (جسم) میں کبھی خلاص (ختم) نہ ہونے والا ویسا رام رام کا پورا ساٹھا (ذخیرہ) وہ ہمکو پورا آیتا (مفت) ملگیا۔

آیتا آگیا تو وچار (خیال) ہوا کہ یہ کیا بات ہے اُس وقت میری اوستھا (حالت) کچھ اور ہو گئی ... (ہزکا رو یا ردنیا) کرنے کی حالت کا جیو اور اُس ٹھکانے پر رام روپ کا جیو چلا گیا اور اُس ٹھکانے پر رام رام روپ کا جیو چلا آیا ایسی اُلٹی سُلٹی (...) جب میری اوستھا (حالت) ہو گئی تو لوگ سمجھے پاگل اور دنیا کے موافق دیکھنے تو ...

اُسوقت ایک بُڈھی نے آکر مجھسے کہا کہ تمہارے پاس تو بہت دھن (دولت) آگیا ہے ہم کو
کچھ تھوڑا بہت دیدو۔ خاص اول سے دھن (دولت) کا ساٹھا (بڑا ذخیرہ) چلا آیا تو ہم کو بھی نہیں
معلوم ہوا کارن (سبب) جو اُپنا (صفت) آجاوے اُس وقت حالت اُلٹی سُلٹی (سیدھی) ہوکر
کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ وہ بُڈھی کی بات سُنکر میں نے کہا۔ آجی بائی (ضعیفہ) ایسا کسطرح کہتی ہو۔
ہمارے پاس دھن (دولت) کہاں ہے۔ ہم تو بہت بیمار ہیں۔ کپڑا بھی نہیں۔ کھانے کو بھی
نہیں ملتا۔ پھر تم کیسے کہتی ہو کہ ہمارے پاس دھن دولت آگیا۔

اسپر اُس بُڈھیا (ضعیفہ) نے جواب دیا کہ تمہارے پاس تو ایسا دھن (دولت) آگیا جو کبھی
خلاص نہ ہوگا وہ ہم کو معلوم ہے اور وہ ہم کو تم سے ملیگا اسی واسطے ہی آشا (خواہش)
کرکر ہم تم سے مانگتے ہیں تو میں نے اُس بُڈھیا سے کہا کہ اگر تم کو معلوم ہے تو تم لے لو۔ اُس نے
جواب دیا کہ معلوم ہے لیکن ہم خود نہیں لے سکتے۔ جیسا باؤلی میں پانی بہت بھرا ہے لیکن
ڈول بغیر نہیں پی سکتے اسی موافق تمہارے پاس بہت دھن (دولت) ہے لیکن ہم سے لیا
نہیں جا سکتا اس لیے کچھ بھی کرو ہم کو دو۔ میں نے کہا میرے پاس ہے یہ بھی مجھے معلوم
نہیں اور کیسے دینا یہ بھی معلوم نہیں۔ اُس نے کہا دیکھو تم اپنا فائدہ ہی کرو گے تو دوسرے لوگ کا
فائدہ۔ اگر اپیوگ (فائدہ) نہ کرو گے تو چور آکر لوٹ لینگے۔ میں نے کہا کہ میں کچھ کما کر لایا نہیں
ہمارے پاس ہوگا اور چور چُرا لینگے تو جانے دو اسطرح بُڈھیا سے بات کرتے کرتے
میں دل میں بچار کیا کہ یہ بُڈھیا کیا بات کر رہی ہے اور ہماری حالت دیوانہ کے موافق کچھ اور
ہوگئی اتنے میں اُس کی ناک نظر آئی تو ناک کے سوراخ سے رام کے حرف اِدھر سے کچھ
اور اُدھر سے کچھ نکلتے نظر آئے تو میں نے کہا کہ تمہاری ناک سے رام رام نکل رہا ہے تو
اُس نے کہا تم دیوانہ ہو۔ میں نے کہا کہ نظر ہی ایسا آرہا ہے تو پھر وہ کہنے لگی کہ وہی دھن
(دولت) تم میں پورا پورا بھر گیا ہے لیکن تم میں تم کو معلوم نہیں ہوتا اسواسطے ہماری ناک سے
دکھائی دیتا ہے۔ تم خود رام روپ ہوگئے ہو۔ تم جدھر دیکھتے ہو اُدھر تمکو رام ہی رام نظر آتا ہے۔

پھر وہی میرے پاگل پن کے وقت میرے خیال میں آیا کہ وہ رام رام کہنے والا جو جیو ہے وہ پورا رام روپ ہوکر میرے میں چلا آیا اور میرے مُنہ سے تو رام رام نہیں کہا جاتا اور اُس کو خالی رام رام کہنے کی آشا (خواہش) رہ گئی۔ آشا (خواہش) پورن (کامل) ہونے کے واسطے رام رام کہنے کے بدلے جہاں دیکھو وہاں رام ہی رام اُس کو نظر آنے لگا اسواسطے جیو میں جہاں رام رام دیکھا جاتا اُس کو کھینچنے کو ہم دوڑتے ہیں۔ ناک میں دیکھا گیا تو ناک پکڑنے کو دوڑتے ہیں سب سے پہلے ناک سے دیکھنا شروع ہوا جس کی ناک نظر آئے اُس کی ناک پکڑنا شروع کیا۔ میں سوچتا میرے مُنہ سے رام رام کے واسطے جس جس کی ناک پکڑنے کو جاتا تھا وہ غصہ میں آکر اور دیوانہ پاگل کہکر مجھے ہٹا دیتا تھا ایسی گت (تماشہ) ہوتی تھی)

سارانش (الحاصل) کئی دن ایسے چلے گئے پھر آگے تو کسی کسی کی آنکھوں میں سے تھیر بلیں جھاڑ پر سے جسطرح پتے جھڑتے ہیں اُسطرح رام ہی رام نظر آیا اور جیسے پانی کی برسات ہوتی ہے اور اُسکی دہار ایک جیسی نظر آتی ہے ویسے ہی ہر طرف رام رام کی برسات ہی دیکھی گئی اور رام ہی رام کا اُ بیتا (صفت) دہن (دولت) مجھ میں چلا آیا۔ مجھے خیال ہوا کہ وہ بڈھیا جو کہتی تھی وہ سچ کہتی تھی کہ کبھی خلاص نہ ہونے والا پورا پورا دہن (دولت) ہم میں آیا ہے اسواسطے وہی رام کا دہن ہر طرف دیکھا جاتا ہے۔ رام کا ساٹھا (ذخیرہ) میرے شریر (جسم) میں آنے کا آبیتا چلا آیا ہے۔ میں نے رام رام کہا نہیں [illegible] نہیں۔ پرمیشور پن کے واسطے کچھ کھٹ پٹ کی نہیں۔ تم لوگ میرے پاؤں پڑو ایسا کچھ نہیں۔ لیکن وہ آبیتا رام رام کا ساٹھا (ذخیرہ) مجھ میں چلا آیا۔ ہم بھی آبیتو پا بن گئے۔ تم لوگ جو پاؤں پڑتے ہو تو کیا میرے تھوڑے ہی پڑتے ہو وہ رام رام کا ساٹھا جسکا ہے اُس کے پاؤں پڑتے ہو میرے واسطے کوئی نہیں آتا سب اُس کے واسطے آتے ہیں جیسی ایک خراب ہانڈی ہے وہ ہانڈی کے واسطے کوئی نہیں جاتا لیکن اس میں وہی [illegible] سونا۔ زیور پڑا ہو تو وہ ہانڈی خراب بھی ہو تو تم اُس کے پاس چلے جاؤ گے سمجھو۔ جیسا ہانڈی کو زبان ہو تو وہ کہیگی کہ تم لوگ ادھر کیوں آئے ہو تو تم کہو گے

تمہارے واسطے وہ ہانڈی بھر کہتی ہے تم ہمارے واسطے کیوں آئے ہم میں جو کچھ ہے اس کے لیئے تم لوگ آتے ہو ہم جب خالی ہیں تو تم لوگ چلتے چلتے بوٹ کی ٹھوکر سے باز وکر دیتے ہو اس ہانڈی کے موافق ہماری حالت ہے۔ تمہارا پاؤں پڑنا یہ رام روپ میں جاتا ہے وہ ہانڈی کے دھن (دولت) کا فائدہ جیسا ہانڈی کو نہیں ہوتا اسیطرح وہ مجھ میں آیتی (صفت) آئی ہوئی رام روپ اوستھا (حالت) کا میری ہانڈی کو بھی فائدہ نہیں ہے اور نہ مجھ کو وہ حالت معلوم ہوتی نہ بھگوان دیکھا جاتا نہ سُکھ ملتا۔ میں تو آئی آئی بائی بائی کرتے کرتے دن گذارتا ہوں اٹھی واکر آیا تھا اُس سے اچھا معلوم ہوتا ہے مجھکو ذات سے کچھ سُکھ نہیں اور میرے مُنہ کو رام روپ آنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ تو پورا پورا دہی خود بن گیا ہے یعنی اُس کو اور ہم کو تو وہ دھن (دولت) کا لابھ (فائدہ) نہیں۔ وہ بڑھیا جو پہلے مجھے کہی تھی کہ چور چُرا کرلے جاینگے وہ حالت اب مجھے سچی معلوم ہوتی ہے کیوں ابھی کئی دن پہلے سے جدھر میں جاتا ہوں اُدھر بہت سے ہزاروں آدمی آتے رہے اور آرہے ہیں۔ ان کا آنا کس واسطے ہوتا ہے ہماری ہانڈی میں آیتا جو رام رام کا دھن ہے وہ تم لوگ آیتا چُرا کرلے جانے کے لیئے ڈاکو کے موافق چلے آتے ہو تو مجھکو بہت ڈر معلوم ہوتا ہے۔ میں بھی سمجھ لیا کہ میرے پاس جو آنے والے ہیں اُنکو ایشور کا دھن کمانے کے لیئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تم لوگوں کو اپنا ملجائے ایسی تمہاری حالت ہے کیوں؟ میرے میں بھی آیتا آگیا ہے تو میں آیتو با (مفتی) بن گیا ہوں اور آیتو با کے پاس آیتو باہی آتے ہیں تو اب تینوں بھی آیتو با ہو گئے۔ میں آیتا۔ میرے میں جو آیا وہ آیتا۔ اور تم لوگ جو کہٹ پٹ (کوشش) کیئے بنا (بغیر) لے جانے کیواسطے آتے ہو تو تم بھی آیتو با بن گئے۔

اس واسطے تم خالی ادہر کا سہواس (فیض صحبت) کرو تو تم کو ایشور کے واسطے کہٹ پٹ (جدوجہد) کیئے بنا (بغیر) آیتا دھن (دولت) تمہاری طرف چلا آئیگا۔ کوئی اچھا شخص کہے ہم بابا تم کو اتنا آیتا دھن (دولت) مل گیا پھر تو سنبھال کر رکھو اس کے لیئے میرا جواب یہ ہے کہ

اگر میں کمایا ہوتا تو سنبھالتا اور کسی کا فائدہ کرتا یا اپنا فائدہ کرلیتا مگر ایسا تو ہے نہیں یہ میں سچ کہہ رہا ہوں کمائی کی ہی نہیں تو کیا سنبھالتا۔ پھر وہ پہلا شخص کہتا ہے ارے بھلے مانس آئیتا ملگیا ہے اب تو سنبھالو۔ اس کے لیئے کتنی کھٹ پٹ (جدوجہد) کرنا پڑتی ہے۔ یوگ ابھیاس کرنا پڑتا ہے۔ بڑے تپسیچریہ اور بڑے بڑے کشٹ اٹھاکر بڑے یوگی لوگ رام دھن کو کماتے ہیں تم کو تو آئیتا ملگیا۔ کاہے کو گنواتے ہو اور کیوں نہیں سنبھالتے۔ میں نے کہا کہ یہ لوگ جو کھٹ پٹ کرتے ہیں اُن کو ضرورت ہے اس لیے وہ کھٹ پٹ کرتے ہیں ہمکو تو نہیں چاہیئے پھر کاہیکو اسکے سنبھالنے کی کھٹ پٹ کریں آئے تو آجائے۔ جائے تو چلا جائے اسپر اس شخص نے کہا

میری بات پر خیال نہیں کرتے تو تمہارا سب چلا جاویگا اور تم دیوانہ کے موافق دیکھے جاؤگے۔ پھر تم نے کہا بس ہم دیوانہ کے موافق تم کو نظر آئے ہیں تو یہ بھی ٹھیک ہوگیا پھر اسکے موافق کیوں نہ چلیں۔ جیسا دیوانہ بیفکر رہتا ہے ویسے ہم کو بھی بیفکری ہی رہیگی سنبھالنے کے واسطے کیوں فکر میں ڈالتے ہو۔ جو دیوانہ ہوتا ہے اُس کے پاس دھن (دولت) رہے اور کوئی اُٹھاکر لے جائے تو وہ لے جانے والے کو روکتا نہیں ہاتھ سے دیتا ہی نہیں۔ اور سنبھالتا ہی نہیں۔ ہماری بھی ویسے ہی دیوانہ کے موافق حالت ہوگئی۔ آیا تو کیا۔ گیا تو کیا۔ پھر ہم کو سنبھالنے کی ضرورت۔ اور دونوں باتوں کی فکر نہیں۔ کمائی کی فکر نہیں اور جانیکی بھی فسکر نہیں۔

دیکھو بھیا! ابھی جتنے لوگ میرے سامنے درشنوں کیلئے آگئے اور آجاتے ہیں اُن لوگوں کو میرے اندر کا جو ہے وہ معلوم ہوا دو پہر تم سب لوگوں کو رام روپ ہی دیکھا ہے اور وہی خود رام روپ ہوگیا ہے اس میں ہمارا تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پرنتو (لیکن) جتنے تم لوگ آتے رہتے ہو اُن کا البتہ فائدہ ہوگیا کیسا؟ تو آئیتا جو دھن (دولت) ہے وہ سب تم ادھر کا سنبھال کرتے تو آپ سے آپ ہی تم میں بھر جاتا ہے اسواسطے آئیتا (مفت) رام روپ کا دھن

تمہارے میں آرہا ہے وہ وہن جو پورا ہو جائے تو یہ جنم چھوڑ کر رام روپ ہو جاؤ گے اسمیں تمہارا فائدہ ہے۔ تم کیا جو جو عورت مرد بچہ۔ بچی جو کوئی بھی ہو اُن کو کچھ کئے بغیر آپیتا ملتا ہے آپینتے (مفتی) کے پاس ہی کوئی آپیتا جائے تو اُس کو مِل جاتا ہے۔ یکدم نہیں۔ وہ بڑا کنجوس رہکر کسی کو یکدم نہیں دیتا۔ یہاں لینے والا چاہئے جس سے جتنا لیا جائے اتنا لے لینا۔ وہ سمندر کے موافق ہے۔ کوئی آئے کوئی لے جائے۔ ہانڈی بھری کی بھری ہی ہے۔ لیکن تم لے جانے والوں کے پاس برتن (ظرف) چھوٹا چھوٹا رہتا ہے اُس کو ہم کیا کریں! اس میں تو بھلا ہو رہا ہے۔ ہیرے میں بھرا ہوا وہ تو پورا رام روپ ہی ہو گیا اور ہمارے ساتھ سہواس کرنے والے تم بھی رام روپ ہونے والے ہی ہو۔ پھر ہمارا کیا وہ رام روپ۔ تم رام روپ۔ پھر ہماری حالت کیسی؟ کیا میں ایسا ہی گھُٹ بیٹھا چلا جاؤں گا۔ پہلے بہت کال (زمانہ) ایسی ہی جگہ کاٹی تو کیا پھر ہم کو وہیں جانا پڑیگا۔ کوئی کہے کہ ایسا کیا۔ تم میں تو ستاکشات پورن پربرہم (ذات حقیقی) رام روپ بھرا ہے تو کیا تمہارے شریر (جسم) کا یہ حال کسطرح ہو جائیگا میں یہ پوچھتا ہوں کہ لوہے کی ہانڈی میں سونا۔ رکھیں تو ہانڈی سونے کی تھوڑی ہو گی۔ اِلٹے تم لوگوں کی پرارتھنا کرتے ہیں کہ ہم سے ہی تم رام روپ ہوتے ہو ایسا نظر آتا ہے پھر ہیرا جو کبھی ادہر اُدہر (بدحالی) ہوگا تو تم لوگ ہیرا ادہار کردو۔ بے ایمان نہ ہو جاؤ یہ تو لیکن ایسے بھی زیادہ ہیں کہ مال نکالکر ہانڈی پھینک دیتے ہیں جیسا ناریل سے مغز نکالکر نروٹا (اوپر کا حصہ) پھینکدیتے ہیں اسطرح پھینک دو تو کچھ پروا نہیں لیکن ایسا نہیں سمجھنا۔ یہ ہانڈی یعنی میں اور میرا ادہر اُدہر (بدحال) ہو جائیگا یہ ہانڈی کی مہما (عظمت) بڑی بھاری ہے اور ہمارے میں جو ہے اسکی بناوٹ بھی اور یہ رام روپ ہو گیا پس یہی ہانڈی کی مہما ہے کیوں۔ اس کے لاتے ہی وہ ہانڈی ہو گئی اسواسطے اور ٹھکانا چھوڑ کر ہیری اس نے ہانڈی میں اپنا ٹھکانا کر لیا۔ اچھا وہی اب ہیرا اور میری ہانڈی کا تارن (نجات) کریگا۔ اتنا نہیں اس سے بھی زیادہ ہے ایسا سمجھو گیا۔ وہ پورن رام روپ اوستھا (حالت) جو مجھ میں چلی آئی ہے وہ میں نے تو کچھ لائی نہیں۔ یہ تو پہلی باتوں سے تم سمجھ گئے اور میں خود اُس کے پاس ٹھکانا

ہونے کیواسطے گیا ہی نہیں اور نہ مجھے اس کی ضرورت ہی تھی۔ یہ تو (لیکن) اُس کو ہی ہماری ہانڈی میں اور ہمارے میں آنے کی ضرورت ہوئی۔ ہمارا ہی ٹھکانا اُس کے لائق کا ہوگا۔ تو وہ ہمارے میں آگیا لیکن ہم کو تو کچھ اس کی ضرورت نہیں ہے سب کو ایسا پرسنگ (موقعہ) ہوگیا ہے تو وہ جہاں وہاں ہم نہیں ہیں۔ جہاں ہم اور ہماری ہانڈی وہیں وہ ہے اور نہیں اُسکو رہنا پڑتا ہے اسکا کچھ پرمان رہا نہیں۔ وہ تو پورا پورا اننت (بیحد) ہر وقت کا رام روپ ہوگیا اور اُس نے ہی ہم میں اپنا ٹھکانا کرلیا ہے۔ وہ ہر وقت کا ہے اسواسطے اُس نے جب ہمیں ٹھکانا کرلیا تو ہم بھی ہر وقت کے ہوگئے۔ وہ ہر وقت (ہمیشہ) کا ہے اور وہ اپنے ہر وقت کے ٹھکانے کے واسطے ہمیں قائم رکھنے کے لئے ہمارا تارن (نجات) کریگا اور جہاں ہم وہیں اُس کو رہنا پڑیگا۔ کیونکہ ہم اُس کے تابع نہیں۔ وہ ہمارا تارن کرے اس کی بھی ہم کو ضرورت نہیں لیکن وہی اپنے واسطے ہمارا ٹھکانا قائم رکھا اور سنبھالتا ہے جہاں وہ ہے وہاں ہم ہیں یا نہیں۔ ہم کو نہیں معلوم۔ ہم نہیں کہہ سکتے لیکن جہاں ہم وہاں اُسکو رہنا ہی پڑتا ہے وہ ہر وقت کا ہے اننت ہے اور وہ تم میں ہے یعنی ہمارا اسکو ٹھنگ ہوگیا ہے یعنی وہ اننت (بیچار وکینا) ہم میں آگیا ہے۔ اننت کا کوٹھنگ ہوگیا تو کوٹھنگ کتنا ہے اس کا پتہ نہیں۔ جہاں ہم وہاں وہ۔ اس واسطے انوبھو (مشاہدہ) بھی ویسا ہی ہورہا ہے کسطرح؟ تو دیکھو ہم جدہر جائیں وہاں وہ ہمارے ساتھ ہے ایسی حالت معلوم ہوتی ہے۔ اسی ڈر کے مارے کہ ہم میں وہ نہ رہے اور وہ ہم میں اپنا ٹھکانا نہ کرے۔ ہم ادہر ادہر بھاگتے پھرتے ہیں تب تو وہ بھی ہمارے ساتھ جدہر جائیں اُدہر ہے ہی۔ ایسا بہت برسوں سے خیال میں آتا ہے دیکھو شیرڈی میں ہم تھے وہ ہمارے میں آیا تھا۔ اور اس سے کشٹ (تکلیف) ہوا تو کھڑک پور گئے وہاں بھی وہی۔ ناگپور گئے۔ پونہ میں گئے بمبئی میں گئے۔ ساکوری پر گئے وہاں بھی وہی۔ یہاں (حیدرآباد) آئے تو یہاں بھی وہی ہے وہ ہمارے پیچھے ہمارے ساتھ ہر وقت لگا رہتا ہے اس واسطے تم لوگ جہاں میں جاتا ہوں

اس کے لیئے وہیں جمع ہوتے ہو۔ اس سے میں ایسا سمجھتا ہوں ابھی اور سیکڑوں دن آ گئے
بھی جہاں جہاں رہوں وہ مجھسے چھوٹتا نہیں اور الگ نہیں ہو سکتا اور اسپر سے کیا خیال
میں آتا ہے کہ جتنے تم لوگ جمع ہوتے ہو یہ بھی اس کیواسطے تو وہ جیسا ہر وقت کا اور وہ
جہاں وہیں تم لوگ اس کا کیا مطلب نکلتا ہے رام کرنے والا ایک ہوتا ہے آتو باذ (مفتی) سب
ہوتے ہیں۔ جنم جنم رام رام کرکے پورا رام روپ ہونیوالا جو میں نے کہا ہے وہ ایک ہی ہے۔
اسکی ہی مہا (عظمت) سب سے بڑی ہے اور باقی سب آئیتویا۔ جیسے کسی نے کوئی بڑی
باؤلی کھودکر تیار رکھی ہو اور سیکڑوں دنوں تک ہزاروں آدمی آ آکر اسکا اپیوگ
(استفادہ) کرتے رہتے ہوں جو اسپے کو سکھ میں جانا ہی ہے ایسا سمجھکر کہیں بیٹھکر رہ جاؤگے
ایسا نہیں کرنا۔ سمجھے کیا۔ رام رام کرتے جاؤ۔ تمہارا جو جیو ہے وہ رام روپ میں چلا جائیگا
خالی بیٹھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اسپر بھی گھبراؤ نہیں یہ تو آپ ہی آپ ہوتا ہے جو آئیتا ہے۔
تم کچھ ادہر آنے کے واسطے کھٹ پٹ (کوشش) نہیں کیئے اور نہ ہم کچھ کھٹ پٹ کیئے۔
کیسے ملاقات ہوئی۔ وہی آپ سے آپ ہوا اسکا اسکو معلوم۔ وہ تو آئیتا ہے۔ پھر اپنی کو
فکر کا ہیکو۔ آئیتا یعنی نیچرل (قدرتی) اس سے ہماری اوستھا (حالت)
کسی کی نہیں ہوئی۔ اسوجہ سے کہ وہ پہلے کی حالت آئیتی ہے۔ سہج سبھاوک یعنی نیچرل ہر
کسی نے بنائی نہیں۔ بنی جاتی نہیں۔ بننے کا پرسنگ (موقعہ) نہیں۔ وہ بھی معلوم نہیں۔
پھر جو جو رام رام کرنے والا وہ بھی رام رام کرتے کرتے آئیتے ہیں ملکر آئیتا بنگیا وہ بھی
آئیتا۔ ہم بھی آئیتے سب نیچرل یعنی سبھادک ریتی سے ہو رہا ہے تو سمجھ جاؤ کہ خود آئیتی
یعنی نیچرل میں جانے والے ہیں اور وہی سب سے ہماری اوستھا (حالت) ہے جو کیا
جائیگا وہ کہاں تک پورا ہوگا۔ جب کرنا ہی ہے تو ایسا کیا جانے کہ انہوں نے جیسا
رام رام کرکے جو آئیتا ہے وہاں تک پہونچ گئے۔ ویسا خود اور وہ نیچرل وہ پورا پورا
ایک میں جاتے تو پہر وہ کرنے کا کام ہی رہتا نہیں۔ کرنا ہے تو اسطرح پر کیا جائے

کیا ہوا اور وہ نیچرل ایک ہوکر نیچرل کے نیچرل یعنی آتمنے کے آتمے ہی میں ہو جائیں۔ ایسا اپنے سے تو ہوتا نہیں اس واسطے آتمے کی بازو پکڑنا اچھا ہے۔ سارانش (حاصل کلام) اول کی حالت آتمی یعنی نیچرل اپنے کو ہونا تو اس موافق خود جب آتمے ہو جائیں تو وہ ملسکتی ہے اسپر کوئی کہینگے یہ تو بہت اچھی بات ہوگئی ہم کچھ ایشور کا کئیے بغیر ہی آتما ہو جانا اور اور آتما پا لینا ویسا ہی ہے ہم تم ایشور کا کچھ کیئے بنا آتما بننا چاہتے ہو۔ ایسا ہی سنسار پرپنچ (دنیا) بیوہار (کاروبار) میں کے ایہک سکھ (دنیوی راحت) کے لیئے ہی کچھ کھٹ پٹ نہ کرو تو پھر سچے آتمو بابن کر آتما تم کو مل جائیگا۔ پرنتو (لیکن) تم سنسار پرپنچ کی بازو کے واسطے کریا (فعل) کیئے بنا تو رہتے نہیں تو ایشور کے واسطے جو کریا (عمل) ہے اسکو بھی مت چھوڑو۔ جب دونوں طرف کی کریا چالو رہے تو آتمو باکی اوستھا (حالت) نہیں رہیگی لیکن اس میں ایسا ہے کہ یا تو دونوں طرف کی بالکل کریا (عمل) چھوڑ کر آتمے بن جاؤ یا دونوں طرف کریا اچھی طرح سے کرو۔ پرنتو (لیکن) اپنے کو آتمے پہل ملنے کے واسطے وہ دونوں طرف کی کریا کرکے بھی نہیں کی۔ ایسا ہونے کے لیئے دونوں طرف کی کریا جو کرنا ہے وہ اچھی طرح سے کیئے جاؤ لیکن نشکام روپ سے (بلا خواہش) تو سب کچھ کرتے رہتے پھر بھی آتمے بن جاتے ہیں۔ بھگوان ارجن کو گیتا کہتے تھے اس میں بھی یہی کہا ہے بھگوان کو یہ کہنا ہے تجھے کچھ نہیں کرنا ہے سو کرنا اور جو کچھ کرنا ہو وہ نشکام سے کرنا یہی کھٹ پٹ اور یہی کرنے سے ایشور ملتا ہے۔

اوم شانتی